حق نواز ہے زِندگی، زِندگی ہے حق نواز
دِل نواز ہے زِندگی، زِندگی ہے حق نواز

حق نواز ہے زندگی

بانی سپاہِ صحابہؓ، امام سُنّی انقلاب، شہید ناموسِ صحابہؓ، مُجدّدُ العصر
شیرِ اسلام، امیرِ عزیمت حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے
ولولہ انگیز اور ایمان افروز حالاتِ زندگی

مؤلف:
حافظ محمد اقبال سحر

CamScanner

خدا کا اک شہکار تھا حق نوازؒ
عظمتوں کا کہسار تھا حق نوازؒ

فولاد کی تلوار تھا حق نوازؒ
اِسلام کی دستار تھا حق نوازؒ

ابھی تک مہکا ہوا ہے سارا چمن
پھولوں کی مہکار تھا حق نوازؒ

جس پہ نازاں تھے سبھی اہلِ چمن
ایسا سپہ سالار تھا حق نوازؒ

زخم چاٹتے رہیں اَب رافضی تاحشر
کفر پہ اِک یلغار تھا حق نوازؒ

رُک گئیں آندھیاں کُفر والحاد کی
اِک آہنی دیوار تھا حق نوازؒ

وہ میرِ کارواں، وہ امیرِ عزیمت
سحرؔ صاحبِ کردار تھا حق نوازؒ

حافظ محمّد اقبال سحرؔ

ALHAIDRI MEDIA CELL

الحیدری

الحیدری میڈیا سیل

CamScanner

حق نواز ہے زِندگی، زِندگی ہے حق نواز
دِل نواز ہے زِندگی، زِندگی ہے حق نواز

حق نواز ہے زندگی

بانیِ سپاہِ صحابہؓ، امامِ سُنّی انقلاب، شہیدِ ناموسِ صحابہؓ، مجددِ العصر
شیرِ اسلامؒ، امیرِ عزیمت حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے
ولولہ انگیز اور ایمان افروز حالاتِ زندگی

مؤلف
حافظ محمد اقبال سحر

جامع مسجد حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ (جھنگ) کا ایک فضائی منظر

منبر و محراب بانی سپاہِ صحابہؓ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

CS CamScanner

حق نواز رہے زندگی

مؤلف:

حافظ محمد اقبال سحر

CamScanner

فصلِ گُل کو لہُو میرا درکار تھا
میرے چاروں طرف رنگِ اَغیار تھا

حافظ محمد اقبال سحرؔ

CamScanner

حق نواز ہے زندگی، زندگی ہے حق نواز
دِل نواز ہے زندگی، زندگی ہے حق نواز

حق نواز ہے زندگی

بانی سپاہ صحابہؓ، امام سنّی انقلاب، شہید ناموسِ صحابہؓ، مجدد العصر
شیرِ اسلام، امیرِ عزیمت حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے
ولولہ انگیز اور ایمان افروز حالاتِ زندگی

مؤلف،
حافظ محمد اقبال سحر

جملہ حقوق بحق مؤلف وناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	......	حق نواز ہے زِندگی
مؤلف	......	حافظ محمد اقبال سحر
ضخامت	......	272 صفحات
قیمت	......	
اشاعت اوّل	......	فروری 2012ء

(بانی سپاہِ صحابہؓ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے 22ویں یومِ شہادت پر)

ناشر: دفاعِ اسلام پبلیکیشنز لاہور، کراچی، اسلام آباد

E. Mail: difa.islam@gmail.com

Cell: 0346-7907599

ملنے کے پتے:

☆ مکتبہ عشرہ مبشرہؓ، اُردو بازار لاہور۔ 0300 6175026

☆ مکتبۃ الصحابہؓ، لاہور۔ 0300 4443817

☆ مکتبہ سید احمد شہید، پسرور

☆ مکتبہ امیر معاویہؓ، بہارہ کہو، اسلام آباد

☆ اسلامی کتاب گھر، گوجرانوالہ

☆ مکتبہ شہید اسلام، اسلام آباد

☆ کراچی 0302 2572977

انتساب

بانی سپاہ صحابہؓ، امام سُنّی انقلاب، شہید ناموسِ صحابہؓ

مجدد العصر، شیرِ اسلام، امیرِ عزیمت حضرتؒ علامہ

حق نواز جھنگوی شہیدؒ

اور

اس قافلۂ سخت جان کے ہر اُس مسافر اور مُرید

کے نام

جو ظلمتوں کے بحرِ بیکراں میں 26 سال سے

بے رحم ہواؤں کے تھپیڑے کھاتے فنا ہوتے گئے

مگر اُنہیں مرشد کے دیئے ہوئے سبق سے

انچ بھر بھی نہ ہٹایا جاسکا

(حافظ محمد اقبال سحر)

CamScanner

○

خدا کا اِک شہکار تھا حق نواز
عظمتوں کا کہسار تھا حق نواز

فولاد کی تلوار تھا حق نواز
اِسلام کی دستار تھا حق نواز

ابھی تک مہکا ہوا ہے سارا چمن
پھولوں کی مہکار تھا حق نواز

جس پہ نازاں تھے سبھی اہلِ چمن
ایسا سپہ سالار تھا حق نواز

زخم چاٹتے رہیں اَب رافضی تا حشر
کفر پہ اِک یلغار تھا حق نواز

رُک گئیں آندھیاں کُفر و الحاد کی
اِک آہنی دیوار تھا حق نواز

وہ میرِ کارواں، وہ امیرِ عزیمت
سحر صاحبِ کردار تھا حق نواز

(حافظ محمد اقبال سحر)

CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

انتساب ---- 05

فصلِ گل (مقدمہ): حافظ محمد اقبال سحرؔ ---- 13

خراجِ عقیدت: مولانا محمد الیاس بالاکوٹی ---- 17

باب اوّل: **طلوعِ عزیمت** ---- 21

دستک ---- 22

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ---- 24

نام ونسب اور خاندان ---- 24

ولادت باسعادت ---- 24

حلیہ مبارک ---- 24

لباس ---- 25

شیرِ اسلام کیسے کہلائے ---- 25

"امیرِ عزیمت" کا لقب کب اور کیسے ملا؟ ---- 25

سنیوں کا بادشاہ، تیری آواز میری آواز، جیوے جیوے حق نواز ---- 26

خود اعتمادی ---- 26

تعلیم ---- 27

دورہ حدیث، تعلیم مناظرہ اور درس وتدریس ---- 27

اساتذہ کرام ---- 28

شادی اور اولاد ---- 28

CamScanner

باب دوم: **سپاہ صحابہؓ پاکستان، تشکیل اور پس منظر** 29
- ایرانی انقلاب پر ایک نظر 31
- تحفظ ناموسِ صحابہؓ کمیٹی جھنگ، 1983ء 31
- ''سنّی کنونشن'' 14 اگست 1985ء 32
- ''انجمن سپاہِ صحابہؓ کا قیام'' 6 ستمبر 1985ء 33
- سپاہِ صحابہؓ کے مقاصد 34
- ''آل پاکستان دفاعِ صحابہؓ کانفرنس'' 7 فروری 1986ء 35
- خطبہ استقبالیہ 35
- آل پاکستان دفاعِ صحابہؓ کانفرنس سے خطاب 37
- سپاہِ صحابہؓ کا قیام ایک غیرت مندانہ ردِ عمل 37
- سپاہِ صحابہؓ پاکستان کی تشکیل نو 38

باب سوم: **کارزارِ سیاست** 39
- 1988ء کے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ 40
- پاکستان کو سُنّی سٹیٹ قرار دیا جائے 40
- قومی اسمبلی میں ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جنگ کا عزم 41
- الیکشن کے نتائج 41
- تعلیم یافتہ طبقہ میں مقبولیت، ریٹرننگ آفیسر کی مبارک باد 41
- الیکشن میں حصہ لینے کی وجہ 42
- جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) سے وابستگی و علیحدگی 43

باب چہارم: **شامِ زندگی، دوامِ زندگی** 45
- ......اور فضا سوگوار ہو گئی 45
- نمازِ جنازہ اور تدفین 46
- صدرِ مملکت کے نام خط 46

CamScanner

باب پنجم: **میدانِ خطابت** ---- 49

- خالقِ کائنات کا تعارف رسول اللہ ﷺ کی زبانی ---- 51
- رسول اللہ ﷺ کے تعارف کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ---- 52
- مدحِ صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن میں ---- 53
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن کافر ہے ---- 55
- کفر اور ایمان کی اپنی اپنی راہیں ---- 57
- ایک حد تک رواداری ---- 58
- کفری قانون ---- 60
- جس قوم کے خدا مر جائیں ---- 61
- ایک طرف کفر ہے، ایک طرف ایمان ---- 62
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا منکر کائنات کا بدترین کافر ہے ---- 64
- سُنّی حقوق کی جنگ ---- 64
- اذان کے نام پہ تبرا بازی ---- 65
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی انوکھی تعریف ---- 67
- میری زندگی کا نصب العین مدحِ اصحابِ رسول ﷺ ---- 68
- میں صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کے دشمن کو بھائی نہیں سمجھ سکتا ---- 69
- نظم وضبط ضروری ہے ---- 69
- میرا لگایا ہوا پودا پھل ضرور لائے گا ---- 70
- شیعیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ---- 70
- ہماری آواز محض دارالافتاء اور منبر و محراب تک محدود نہیں رہی ---- 71
- ہم نے راستہ ہموار کر دیا ہے ---- 72

باب ششم: **آوازِ دوستاں** ---- 73

1 صحابہؓ کا پرچم اُٹھائے چلا چل (نظم): ملک شہادت علی طاہر جھنگوی ---- 74

2	عزیمت کا کوہِ گراں:	حاجی غلام شبیر منہاس، چکوال	75
3	اُس کو جتنا دبایا، اُبھرتا گیا:	حافظ نثار احمد صدیقی، بورے والا	80
4	استدراک:	مولانا محمد الیاس بالاکوٹی، جھنگ	81
5	راہِ عزیمت کا انتخاب:	حافظ محمد الطاف منہاس، چکوال	88
6	شہید ناموسِ صحابہؓ:	مولانا عبدالقیوم حقانی، نوشہرہ	91
7	امیر عزیمت کی لازوال جدوجہد:	مولانا محمد ندیم قاسمی، پسرور	97
8	امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں:	مولانا مسرور نواز جھنگوی، جھنگ	100
9	امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی حق گوئی:	مولانا محمد اسلم شیخوپوری، کراچی	101
10	امیر عزیمت کے اُمت پر احسانات:	اکرام الحق صدیقی، جھنگ	103
11	محسنِ سُنّیت:	مولانا محمد عالم طارق	116
12	اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا شیدائی:	ملک محمد اسحاق، رحیم یار خان	123
13	حق کی آواز......حق نواز رحمۃ اللہ علیہ:	سید غلام رسول شاہ بخاری، بہاولنگر	125
14	حق نواز زندہ ہے:	ابو معاویہ تنویر الحسن نقوی، تلہ گنگ	131
15	انتخاب خداوندی:	صفدر صدیقی	137
16	آگ اور شعلے:	قاری عطاء الرحمٰن، مظفر گڑھ	139
17	جینے کا انداز حق نواز......:	مولانا عبدالخالق رحمانی، کبیر والا	144
18	کہکشاں:	حافظ محمد عنایت اللہ اعوان	145
19	عظمتوں کا پاسباں:	اُسامہ شبیر منہاس، چکوال	148
20	امام سُنّی انقلاب:	ابو عبداللہ، ساہیوال	153
21	ایک سحر انگیز شخصیت:	قاری ذوالفقار حیدری، جلال پور	155
22	چند باتیں، چند یادیں:	پروفیسر ابوطلحہ عثمان، جھنگ	157
23	پروانوں کی نادانی نہیں جاتی:	ابوالحسنات قادری، لاہور	159
24	مردِ جری:	مولانا جمیل الرحمٰن عباسی، بہاولپور	163

25 مینارۂ نور: محمد احمد معاویہ، بورے والا ——— 168
26 واہ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ! انتظار احمد بھٹی، چیچہ وطنی ——— 169
27 قصرِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عظیم چوکیدار: قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ ——— 171
28 میر کارواں: ابو محمود حضرت کبیر، کراچی ——— 173
29 مشن امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ: محمد طاہر اطہر، سنٹرل جیل ساہیوال ——— 178
30 میرا قائد، میرا مرشد: میاں محمود الحسن معاویہ، بالاکوٹ ——— 179
31 امیر عزیمت کے ساتھ......: محمد فاروق آزاد، حیدر آباد ——— 183
32 مٹتے نہیں ہیں دہر سے...... : تجمل معاویہ، جھمٹ ضلع اٹک ——— 186
33 صدائے حق نواز رحمۃ اللہ علیہ اور...... :مولانا رحمت اللہ تونسوی ——— 188
34 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سچا عاشق: عبداللہ خان، ساہیوال ——— 190
35 علامہ حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ اور...... ایم آئی صدیقی، جھنگ ——— 191

باب ھفتم : **حصّہ نظم** ——— 219

- نظم در مدح حضرت حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ: پروفیسر محمد ماجد ——— 221
- شہید ناموس صحابہؓ: شاعر اسلام مہر محمد ریاض سیال، جھنگ ——— 224
- وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا: سید حسان گیلانی ——— 229
- گلشنِ دیں کا باغباں: راشد عباسی، ٹوبہ ٹیک سنگھ ——— 233
- ہم کو جو جھنگوی سے محبت ہے، یہ اُس کا حق ہے: رحیم صدیقی، جھنگ ——— 235
- دشمنِ اصحابؓ سے ہر آن ٹکراتا رہا: لیاقت فاروقی ——— 237
- ہم سپاہِ صحابہؓ بنا کے جیئے: لیاقت فاروقی ——— 238
- آندھیوں میں بھی وہ جگمگاتا رہا: ملک شہادت علی طاہر، جھنگ ——— 240
- منبر کا ناز: مولانا جمیل الرحمٰن اجمل عباسی، بہاولپور ——— 241

باب ھشتم: **پریس کا خراجِ عقیدت** ——— 243

- ماہنامہ بینات کراچی، اپریل ۱۹۹۰ء ——— 244

CS CamScanner

- ہفت روزہ خدام الدین لاہور، مارچ ۱۹۹۰ء — 244
- ماہنامہ البلاغ کراچی، رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ — 245
- ماہنامہ اشراق لاہور، اپریل ۱۹۹۰ء — 245
- ماہنامہ میثاق لاہور، اپریل ۱۹۹۰ء — 245
- ماہنامہ ترجمان السنۃ لاہور، مارچ واپریل ۱۹۹۰ء — 246
- اقراء ڈائجسٹ کراچی، مارچ ۱۹۹۰ء — 246
- ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی، مارچ ۱۹۹۰ء — 246
- روزنامہ نوائے وقت، ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء — 246

باب نہم: **عقیدتیں** — 247

- مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے پیشوائی کا حق ادا کردیا: علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ — 247
- مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی پوری ہوئی: مولانا محمد احمد لدھیانوی — 247
- ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں: حکیم محمد ابراہیم قاسمی — 248
- حق وصداقت کے امین: مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی — 248
- جماعت کی بنیادوں میں خون شامل ہے: مولانا محمد یحییٰ عباسی — 249
- کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا: انجینئر الیاس زبیر شہید رحمۃ اللہ علیہ — 249
- حق گوئی و بے باکی: مولانا عبدالغفور ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ — 250
- تاثیرِ مسیحائی: ڈاکٹر منظور احمد شاکر — 250

باب دھم: **کارواں ایسا کہ** — 251

- کارواں ایسا کہ میرِ کارواں لٹتے رہے: حافظ محمد اقبال سحر — 252
- شہدائے ناموسِ صحابہؓ، کراچی ڈویژن — 259

فصلِ گُل

(مقدمہ)

زیر نظر کتاب ''حق نواز ہے زندگی'' ایک ایسے روشن ستارے کے احوال و کردار پر مبنی دستاویز ہے، جو پنجاب کے ایک دُور افتادہ اور پسماندہ ضلع جھنگ کے اُفق پر نمودار ہوا۔ جس کی کرنوں نے شبِ ظلمت کو اُجالے میں بدل دیا، جس نے حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ دیا، جس کی صدا، صورِ اسرافیل ثابت ہوئی اور جس نے خوابیدہ سُنّی نوجوانوں کو جھنجھوڑا اور اُنہیں ایک غیور قوم ہونے کا احساس دِلایا کہ:

جب جہاں میں صاحبِ کردار ہوجائیں گے آپ
اہلِ باطل کے لئے تلوار ہوجائیں گے آپ
اپنی اہمیت کو سمجھو اور منظر میں رہو
ورنہ یوں ہوگا پسِ دیوار ہوجائیں گے آپ

جھنگ سے قریباً 25 کلومیٹر دُور ''چاہ بوہڑ والا'' نامی قصبے کے ایک عام سے غریب گھرانے میں 1952ء کو جنم لینے والے ''حق نواز'' نے فہم و شعور کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اپنے اردگرد کے ماحول کو دیکھا تو ہر سمت ظلمات کا بسیرا تھا۔ ظلم و جبر کی داستانیں رقم ہو رہی تھیں۔ جاگیردارانہ نظام غالب تھا۔ لوگوں کے عقائد پر رافضیت کے سائے منڈلا رہے تھے۔ اہلِ رفض نے تبرا بازی کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اسلام کے نام پر کفر کا سفر جاری تھا۔ اسلام کی بلند پایہ شخصیات کا تمسخر اُڑایا جا رہا تھا۔ شعائرِ اسلام کی توہین اسلام دشمن عناصر کا معمول بن چکا تھا۔ زکوٰۃ جیسے اسلام کے بنیادی رُکن کا کھلے عام انکار کیا جا رہا تھا اور ایران کی پشت پناہی پر رافضی فرقہ اپنے ماتمی جلسوں و جلوسوں کو گالی گلوچ کے طور پر استعمال کر رہا تھا...... یہ سب کچھ صفحۂ تاریخ پر رقم ہو رہا تھا۔

اس منظر نامے نے مزید بھیانک شکل اُس وقت اختیار کی، جب 1979ء میں ایران میں خمینی انقلاب مسلط کیا گیا، اس کفریہ انقلاب نے بڑی تیزی سے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینا چاہا۔ ''اندھے کے ہاتھ میں بٹیر'' کے مصداق ایک مملکت روافض کے ہاتھ میں کیا آئی کہ کفریہ انقلاب کے حامی دنیائے اسلام کی عمارت منہدم کرنے پر تُل گئے۔ ایک ہمسایہ ملک ہونے کے ناطے اس انقلاب کے غلیظ اثرات پاکستان میں واضح دکھائی دینے لگے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس ومطہر شخصیات کے خلاف ایرانی لٹریچر کی بھرمار ہونے لگی۔ پاسدارانِ انقلاب نامی فورس (کہ جس کے ہر ایک رُکن کو ایک جج کی حیثیت حاصل ہے) نے پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ اہل سُنّت والجماعت سے تعلق رکھنے والے طلبہ وطالبات کا خون پانی کی طرح بہایا جانے لگا۔ اس ایرانی فورس نے درندگی وسفاکیت کی وہ دلخراش اور روح تڑپا دینے والی داستانیں رقم کیں، جس کے ذکر ہی سے خون کھولنے لگتا ہے!...... بہر حال پاکستانی فورسز نے مداخلت کی اور ان ایرانی غنڈوں کو واپس ایران بھاگنے پر مجبور کیا۔

تاریخ نے کروٹ لی۔ نیا صفحہ کھلا اور بابِ عزیمت رقم ہونے لگا۔ ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہونہار بیٹے اور فخرِ سُنّیت ''حق نواز'' نے تاریخ کو ایک نئی جہت دی۔ سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ''شیر کی ایک دِن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے'' سنائی دینے لگا۔

تاریخِ اسلام کو وقار بخشنے والے اس مردِ قلندر علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرِ اسلام علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ نے جو کہ فنِ مناظرہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد بھی ہیں ''شیرِ اسلام'' کے لقب سے نوازا تو بھیرہ کے ممتاز عالم دین مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ''مجدد العصر'' کہا، سپاہِ صحابہؓ کے ایک فعال رُکن اکرام الحق صدیقی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''امیرِ عزیمت'' کے لقب سے یاد کیا تو عوام الناس نے ''حق کی نشانی حق کی آواز، حق نواز حق نواز۔ تیری آواز میری آواز، حق نواز حق نواز۔ سینوں میں انقلاب، حق نواز حق نواز......'' جیسے نعرے لگائے، جو حسبِ حال اور علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی رفعت وعظمت اور جرأت وغیرت کا اقرار واظہار تھا۔ اس صدائے حق پر لبیک کہنے والے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست وبازو بنے اور میدانِ عمل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے۔

CamScanner

عزیمت کا یہ کوہِ گراں، روافض کے کفر کو آشکار کرتا، ان کے گھروندوں کو خاک میں ملاتا، ان کے خطرناک عزائم کو پاؤں تلے روندتا بڑی تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ اس عظیم قائد نے دشمنوں کی جاں لیوا سازشوں اور حکومتی پابندیوں کو پاؤں کی نوک پر رکھتے ہوئے عزیمت کا یہ سفر جاری رکھا۔ 302 جیسے قتل کے سنگین مقدمات بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی راہ کھوٹی نہ کر سکے...... عین عالم شباب میں محض 38 سال کی عمر میں، اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ شیدائی، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ روحانی بیٹا، اہل سنت والجماعت کا یہ محسن، آج سے 22 سال قبل ماہِ فروری کی 22 تاریخ کو جھنگ کی دھرتی پر اسلام دشمن عناصر کی گولیوں کا نشانہ بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو گیا۔ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھیتی کو ہرا بھرا رکھنے کے لئے اپنا لہو بھی دے ڈالا:

فصلِ گُل کو لہو میرا درکار تھا
میرے چاروں طرف رنگِ اغیار تھا

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا لہو دے کر فصلِ گُل کو تر و تازہ کر دیا۔ اسلام دشمن قوتوں نے سوچا ہوگا، اگر تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے شب و روز کوشاں اس شخص کو راستے سے ہٹا دیا جائے تو شاید تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی یہ تحریک دم توڑ دے اور یارانِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اُنہیں ایک بار پھر تبرا بازی کا بازار گرم کرنے کا موقع مل جائے۔ مگر دشمن کا یہ خیال، خیال ہی رہا اور علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا یہ پودا اُن کے خون کی برکت سے پہلے بھی سے زیادہ مضبوط تر اور توانا ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانے کے بعد آپ کی تربیت یافتہ افراد نے رافضیت کو ناکوں چنے چبوائے اور اب تک چبوا رہے ہیں۔ اللہ کرے دعوت و عزیمت کا یہ سفر جاری و ساری رہے!

اللہ تعالیٰ کی لاریب کتاب قرآن مجید میں اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو ''بل احیاء'' کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے، یعنی شہداء زندہ ہیں۔ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ بھی اللہ کی راہ میں قربان ہو کر زندہ و جاوید ہو گیا۔ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ابدی زندگی عطا کر دی۔ جس کو اللہ تعالیٰ زندگی عطا کرے، اس سے زندگی چھیننا کسی کے بس کا روگ نہیں......

حق نواز رحمۃ اللہ علیہ زندگی کا پیغام ہے۔ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ زندگی کا احساس ہے اور اس حق نواز رحمۃ اللہ علیہ پہ سُنّی قوم کو ناز ہے۔ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کی راہ میں اپنی جان پیش کر کے ہم پہ عیاں کر دیا:

حق نواز ہے زندگی، زندگی ہے حق نواز

دِل نواز ہے زندگی، زندگی ہے حق نواز

قارئین محترم! میں نے محدود وسائل میں رہ کر حیاتِ حق نواز ؒ کے نشیب وفراز اور سیرت وکردار پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ تاہم مجھے اعتراف ہے کہ اس موضوع پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے..... میں مولانا محمد الیاس بالاکوٹی صاحب، حاجی غلام شبیر منہاس صاحب، مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب، مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب، مولانا محمد ندیم قاسمی صاحب، مولانا محمد عالم طارق صاحب، محترم اکرام الحق صدیقی صاحب، ابن امیرعزیمت مولانا مسرور نواز جھنگوی صاحب، مولانا تنویر الحسن نقوی صاحب، محترم صفدر صدیقی صاحب، محترم وجیہ اللہ دینپوری صاحب، مولانا دِلفراز معاویہ صاحب، محترم اسد بھٹی صاحب سمیت اپنے تمام دوست اوراحباب کا ممنونِ احسان ہوں، جنہوں نے کتاب ''حق نواز ہے زندگی'' کے سلسلہ میں میری معاونت کی، حوصلہ بڑھایا اور کتاب کی تکمیل کا باعث بنے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ (آمین)

آخر میں قارئین سے ایک دردمندانہ گزارش ہے، دس ابواب پر مشتمل یہ کتاب ''حق نواز ہے زندگی'' کو اپنی لائبریری کی زینت بنانے سے قبل ایک دفعہ پڑھ ضرور لیں، تاکہ ''حق نواز'' کا دُکھ، درد، کرب، سوچ اور فکر آپ پر واضح ہوسکے..... میں نے یہ کتاب کسی کی فرمائش پر یا اپنی نمود ونمائش کے لئے ترتیب نہیں دی، بلکہ علامہ حق نواز جھنگوی شہید ؒ اور ان کے مشن سے اپنی چاہت کا اظہار ہے۔ ان کی خدمات کو خراجِ عقیدت ہے۔ ان کی رفعت وعظمت کو سلام ہے۔

اللہ کریم میری اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے اور مجھے مشن تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

والسلام

حافظ محمد اقبال سحر

22 فروری 2012ء

خراج عقیدت

مولانا محمد الیاس بالاکوٹی صاحب، سرپرست سپاہ صحابہ ضلع جھنگ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم وعلٰی اصحابہ واتباعٖ اجمعین

بحمدہٖ تعالیٰ وطن میں لکھاریوں کی کمی نہیں ،نظریاتی بنیادوں پر قلم کار بھی بے شمار موجود ہیں ،مگر ہمارے عزیز جناب اقبال سحر صاحب کی نوعمری میں ہی اٹھان جس صحافتی طرز پر ہوئی ہے، وہ قابلِ رشک ہے۔سحر ایک عرصہ سے میدانِ صحافت میں تیرا کی کر رہے ہیں ۔اب کے انہوں نے اپنے مشن ونظریہ (تحفظ ناموس صحابہؓ) کے بانی پر قلم کو جولانی دینے کی ٹھانی ہے،ان کی صلاحیت سے امید ہے کہ اس میں کامیاب رہیں گے۔کتاب جس شخصیت پر ہے......اب ان کے اور ان کے مشن حقہ کا تقاضیٰ ہے کہ ہر باصلاحیت کارکن اپنی کارکردگی سے اس میں رنگ بھرے۔یہ اپنا حق ادا کر رہے ہیں......دوسرے بھی کریں۔

حقیقت یہی ہے کہ مشیت ایزدی میں ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے۔جب اس کے صدور وظہور کا وقت آن پہنچتا ہے تو ویسے ہی اسباب سامنے آجاتے ہیں......اس کی واضح مثال اسی ضلع جھنگ کا ایک فرقہ باطلہ اور اس کی کارستانیاں ہیں۔قادیانیوں نے وطن عزیز میں کس قدر کتنا فتنہ عظیم بپا کئے رکھا۔یہ فرقہ اتنا سرچڑھا ہوگیا کہ اہل اسلام مخلصین امت کے خون کے دریا بہائے گئے ،سڑکیں، بازار، مساجد ومعابد رنگین ہوئے۔اس المناک المیہ سے کون واقف نہیں ؟مگر جب مرزائیوں کی خون آشامی اور فتنہ پروری کی مہلت وڈھیل کے ایام اختتام پذیر ہونے تھے تو ایک عام سا واقعہ ظہور پذیر ہوا،ربوہ (اب چناب نگر) اسٹیشن پر مغرور، سرپھرے درندوں کے ہاتھوں ایک کالج کے مسلم نوجوان زخمی ہوئے ،کچھ چھینا جھپٹی ہوئی۔ایسے واقعات ملک میں ہوتے رہتے ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر نت نئے

الیے یہاں ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں، یہ کوئی انوکھا واقعہ نہ تھا جو ایک عظیم ملک گیر تحریک کا پیش خیمہ بن سکتا...... مگر ''آنچہ مرضی مولیٰ از ہماں اولیٰ'' اس واقعہ کی بنیاد پر ایک عظیم تحریک نے جنم لیا، دیکھتے ہی دیکھتے ملک شعلہ جوالہ بنا، اثرات بیرون وطن پہنچے، ملت اسلامیہ پوری جاگ اٹھی، عالم اسلام میں اس کی گونج سنی گئی۔ قوم کا ایک صدی پر محیط مسئلہ دنوں میں حل ہونے کے اسباب پیدا ہوئے، اجماع امت کا ایک بے مثال روح پرور سماں پیدا ہوا اور مثبت نتیجہ نکل آیا۔

رافضیت گو کہ قدیم اور عالمی ناسور ہے، صرف پاکستان ہی نہیں کئی دوسرے ممالک میں اس شجرۂ خبیثہ کی جڑیں موجود ہیں۔ اور یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اس فرقہ کی بناء ملت اسلامیہ سے غداری، ضمیر فروشی، اور امت کے خون پسینے بہانے اور اس پر اپنی عمارت استوار کرنے کی روایت پر چلی آ رہی ہے۔ ان مختصر معروضات میں تاریخی شواہد پیش کرنے ممکن نہیں، تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرنے والا بخوبی جان سکتا ہے۔ شیعہ شنیعہ کی اس فطری جبلت کا ظہور اِس دور میں بھی ہوا...... جب ان کے ایک نئے امام ''خمینی'' تقیہ کی چادر اوڑھے علمی، فکری انقلاب کے دعویٰ کی اوٹ میں ایران پہ مسلط ہوئے اور انقلابی اقدامات کے نام سے ایران کے اہلسنّت کا قتل عام اس انداز سے شروع کیا کہ پورا عالم اسلام پہلے مغالطہ میں رہا...... اور جب پردہ قبیح چہرے سے ہٹا تو پوری دنیائے اسلام سکتے میں آ گئی۔ اور پورا انکشاف تب ہوا جب خمینی صاحب نے اپنا مزعومہ انقلاب اور اصلاح ملت اسلامیہ برآمد کرنے کا فیصلہ کیا، پھر تو ان کی رعونت اور دیدہ دلیری اس قدر بڑھی کہ کعبۃ اللہ، روضہ اقدس، حرمین کے علاوہ دوسرے ممالک میں انقلاب کیلئے ایرانی تیل کی آمدن کا رخ ادھر پھیر دیا گیا۔

اس مرحلے پر پڑوسی ہونے اور آسانی سے ہدف بننے اور سازشوں کیلئے موزوں سمجھنے کی وجہ سے پاکستان کے شیعہ عناصر کو خصوصی شہہ دی گئی...... اور پاکستان کی آبادی کی اس حقیر سی اقلیت کو ایسے پر پرزے لگے کہ ان کی پرواز ہی انوکھی و نرالی ہوگئی۔ مطالبہ ہوا تو پورے ملک میں نفاذ فقہ جعفریہ کا...... دفعتہً ملک میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے دفاتر

نمودار ہونے لگے، جا بجا چاکنگ، ریلیاں، مطالبات پر مبنی ریفرنس، یہاں تک کہ ملک کا دارالحکومت اسلام آباد ایک مرحلہ پہ نفاذ فقہ جعفریہ والوں نے نرغے میں لے لیا۔ وقت کی نامعقول کمزور حکومت نے گھٹنے ٹیک لئے...... چارہ گر بیچارے نظر آنے لگے۔ ملک میں دوئی تفریق کا بیج بو دیا گیا، شیعہ سنی بنیادوں پر کئی اقدامات ہوئے، سکولوں کالجز اور دیگر تعلیم گاہوں میں نصاب تعلیم علیحدہ علیحدہ ہوا...... امتحانی بورڈ جدا تشکیل پائے...... شیعہ نے زکوٰۃ سے استثنیٰ بھی منوالیا...... بینکوں کو ہدایات دے دی گئیں کہ شیعہ اور مسلم زکوٰۃ کا نظام جداگانہ ہوگا...... شیعہ زکوٰۃ کمیٹیوں اور مسلم اوقاف پر بدستور مسلط رہیں گے۔

یہاں تک ایرانیوں کے دماغ میں اتنا فتور آیا کہ پاکستانی شیعہ کے مخفی اشارہ پر ایرانی پاسداران انقلاب ہزاروں کی تعداد میں پورے طمطراق سے مسلح بلوچستان میں آگھسے...... کوئٹہ میں اداروں پہ قابض ہو گئے...... پھر تو ایسی ناگفتنی، ناقابل بیان باتیں سامنے آئیں جن کو پڑھ سن کر جسم پہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کالج کی طالبات پر ظلم وجور کے پہاڑ توڑے گئے، پستان کاٹے گئے، بدن کے کپڑے پھاڑے گئے، پاکستانی پولیس کے مسلم ملازمین کی لاشیں چوکوں میں لٹکائی گئیں۔ جب بلوچستان گورنمنٹ بے بس ہو گئی تو فوج نے قدم اٹھایا، تب ایرانی واپس بھاگے۔ کئی ٹرک جدید اسلحہ کے گھروں، امام باڑوں، عمارتوں سے برآمد کئے گئے۔ سینکڑوں ایرانی مداخلت کار پاسداران گرفتار ہوئے...... جنہیں اس وقت کے شیعہ وزیر ریلوے نے نہایت احترام سے تفتان پہنچانے کا فریضہ ادا کیا (یہ بیان اس وقت کے مرکزی وزیر داخلہ مسٹر اسلم خٹک نے خود دیا تھا) بات ذرا طویل ہو گئی مگر قارئین! جو لوگ امیر عزیمت مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کی فکر، اقدام، نظریہ اور جاں سپاری پر اب بھی انگشت نمائی کرتے ہیں وہ یا تو خود شیعہ یا ان کے ایجنٹ یا لادین عناصر یا ملک دشمن عناصر یا ان کے آلہ کار ہیں۔ محب وطن و مذہبی عناصر تو ان کے مرہون منت ہیں۔

اندازہ کیجئے! اس خوفناک، بلا خیز طوفانی احوال میں جب ہر طرف موت ناگہانی کا سناٹا چھایا ہوا تھا... اس مرد قلندر نے پاسبانی دہر و حرم کا فریضہ سرانجام دینے کا ذمہ اٹھایا۔

اس گھپ اندھیرے میں ملک کی نظریاتی و ایمانی سرحدوں کی حفاظت کیلئے کمر بستہ ہو کر قدم اٹھایا...... پھر اس کے پائے استقلال میں ذرا بھر بھی لغزش نہ آنے پائی۔ یہ ربِ علیم وخبیر ہی بہتر جانتے ہیں کہ جھنگ سے ہی رافضیہ ملاعنہ کے محاسبے ومحاکے کی تحریک مرزائیہ کی طرح کب انجام کو پہنچ سکے گی۔ تاہم اثرات اس کے قادیانیت کے خلاف موومنٹ سے بھی تیز وتند، زوداثر اور عمیق ہیں۔ اس مردِ بیدار مغز نے بعض الہامی جملے کہے اور پیشین گوئیاں کیں، جو ظہور پذیر ہو رہی ہیں۔ انہوں نے جن گھمبیر احوال میں وطن کی نظریاتی سرحدوں پر یلغار کو روکا اور قوم کو بروقت مہیب خطرات سے مطلع کیا اور تحفظ کی تدابیر بتلائیں یہ ان کا ہی خاصہ تھا۔

؎ نہ ہر کہ موٗ بہ تراشد قلندری داند

رب کریم ورحیم سے دعا ہے! برادرم محمد اقبال سحرؔ صاحب کی اس کاوش اور امیر عزیمت شہید رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت کی حسین پیش رفت کو شرف قبولیت بخشیں اور مستقبل میں قلم حق رقم کی جولانی مزید تشنہ لبوں کی سیرابی کا سامان کرتی رہے۔ (آمین)

مولانا محمد الیاس بالاکوٹی

سرپرستِ اعلیٰ: اہل سنّت والجماعت ضلع جھنگ

17 فروری 2012ء

باب اول

طلوعِ عزیمت

○

حق نواز ہے زندگی، زندگی ہے حق نواز
دِل نواز ہے زندگی، زندگی ہے حق نواز
(حافظ محمد اقبال سحرؔ)

CamScanner

دستک

بانی سپاہِ صحابہؓ، شیر اسلام، مجدد العصر، امام سُنّی انقلاب، امیر عزیمت، حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو ہم سے جدا ہوئے بائیس سال کا طویل عرصہ بیت چکا ہے۔ اس کے باوجود یوں لگتا ہے، جیسے آج ہی وہ ہم سے جدا ہوئے ہوں۔ اُن کی جدائی کے زخم ابھی تازہ ہیں۔ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آتے ہی بے ساختہ یہ شعر ہونٹوں پر مچل جاتا ہے:

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے صدائے حق و صداقت بلند کی تو کفر کے گھروندوں میں شگاف پڑ گئے۔ حکومتی ایوانوں میں لرزہ برپا ہوگیا۔ عالم کفر چیخ اُٹھا۔ شیطان بھاگنے لگے۔ منافقین پر رُعب طاری ہوگیا۔ بیگانے تو خیر بیگانے تھے، بعض ''اپنوں'' نے یہ کہنا شروع کردیا:

اے حق نواز! دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ
چراغ لے کر کہاں تم ہوا کے سامنے چلے

لیکن حق نواز ٹھہرنے والا کہاں تھا۔ دل میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حبِّ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ موجزن ہو اور حق نواز ٹھہر جائے، یہ تو ممکنات میں سے نہ تھا۔ علامہ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے برملا جواب دیا:

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا، اُسے جینا نہیں آتا

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کے کفریہ عقائد کو طشت از بام کیا، طوفانوں کا رُخ موڑا، وقت کے فرعونوں سے ٹکر لی، شمشیر آزما سورماؤں کا راستہ روکا، نتیجتاً زندانوں میں شب و روز گزارنا پڑے۔ دُکھ اور کرب میں مبتلا ہونا پڑا۔ مشکلات کے دریا عبور کئے۔ مصائب و آلام کی خاردار وادیوں سے جاں بہ لب گزرنا پڑا۔ یہ سب کچھ ہنس کر برداشت کیا۔ لیکن آپ کی اولوالعزمی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ کے پاؤں میں ذرہ برابر لغزش نہیں آئی۔ آپ کسی موڑ پر ڈگمگائے نہیں۔ آپ نے کسی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا۔ اپنے مشن پر آنچ نہیں آنے دی۔ اپنے مؤقف سے پیچھے نہیں ہٹے۔ کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی۔ سُنّی قوم کو اُن کو حقوق سے آشنا کیا۔ کفر اور اسلام میں تمیز سکھائی۔ دنیا بھر کے اہل سنت کو روافض کے عقائد اور ان کے غلیظ نظریات سے بچانے کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔

چشمِ فلک نے زمین پر بڑے عجیب و غریب نظارے دیکھے ہوں گے۔ حق و باطل کے درمیان برپا ہونے والے معرکوں کی اَن گنت داستانوں میں سے ایک داستانِ حق نواز بھی ہے۔ یہ ایک ایسی زندہ و جاوید کہانی ہے، جس نے روافض کو اُلجھا کر رکھ دیا ہے، اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی نیندیں حرام کر دی ہیں اور قصرِ رافضیت میں دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ آیئے اس عظیم المرتبت شخص کے ولولہ انگیز، سرفروشانہ، انقلابی اور ایمان افروز حالاتِ زندگی پڑھ کر اپنے ایمان کو جِلا بخشیں۔

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب اور خاندان:

آپ کا نام حق نواز، لقب شیر اسلام اور امیر عزیمت تھا۔ والد کا نام ولی محمد تھا۔ جھنگ صدر سے شمال کی جانب ۲۵ میل کی مسافت پر تھانہ مسن کی حدود میں واقع موضع چیلہ رجانہ کے قریب ایک بستی ''چاہ بوہڑ والا'' کہلاتی ہے۔ اِس گاؤں میں موجود غریب اور متوسط کسانوں کے گھروں میں سے ایک گھر میاں ولی محمد کا تھا، جو علاقہ کا ایک معمولی کسان اور کھوجی تھا۔ ولی محمد کی قوم سپرا کہلاتی تھی۔

ولادت باسعادت:

امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ 1952ء کو چاہ بوہڑ والا، موضع چیلہ، تھانہ مسن، ضلع جھنگ میں ولی محمد کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ علاقہ سیاسی نقطہ نظر سے شاہ جیونہ کے شیعہ جاگیرداروں کی آماجگاہ تھی۔ سُنی مسلمان، شیعہ جاگیرداروں کے ہاتھوں ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ ضلع جھنگ شیعیت اور قادیانیت کے فتنوں کا مرکز تھا۔ رافضیت کی بیخ کنی اور ان کا پردہ چاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی علاقہ سے شیر اسلام، امیر عزیمت کو پیدا فرمایا، جس نے رافضیت کے مکروہ چہرے سے تقیہ کی سیاہ اور دبیز چادر کھینچ کر تار تار کر دی۔

حلیہ مبارک:

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہلکے پھلکے، اکہرے بدن کے مالک تھے۔ اتنے دراز قد نہ تھے۔ آخری دنوں میں بدن کچھ بھرا بھرا سا محسوس ہونے لگا۔ سر پر زلفیں تھیں، جو دیکھنے والوں کو نہایت بھلی لگتی تھیں۔

CS CamScanner

لباس:

آپ کبھی قمیض وتہبند زیب تن کرتے تو کبھی قمیض وشلوار! عام طور پر دو پلی ٹوپی پہنتے مگر گھر سے باہر جانا ہوتا تو قراقلی ٹوپی کا استعمال کرتے۔ بعدازاں جالی دار ٹوپی کا استعمال کرنے لگے۔ کبھی کبھار آپ پگڑی کا استعمال بھی کرتے تھے۔

پہلے پہل ہاتھ میں کلہاڑی رکھتے تھے۔ پھر حالات نے رُخ بدلا تو پستول رکھنے لگے۔ جب اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جان کے دُشمن بن گئے تو قریبی دوستوں اور ساتھیوں کے اصرار پر مسلح محافظ رکھنے لگے۔

شیرِ اسلام کیسے کہلائے:

''آل پاکستان دفاعِ صحابہؓ کانفرنس'' (منعقدہ 7 فروری 1986ء) کے موقعہ پر بزرگ شخصیت مناظرِ اسلام حضرت علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ نے مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کو ''شیرِ اسلام'' کے لقب سے نوازا۔ اس کے بعد مولانا موصوف کو جلسوں جلوسوں میں شیر اسلام کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔

''امیرِ عزیمت'' کا لقب کب اور کیسے ملا:

1989ء کے اوائل میں پپلیانوالی مسجد (موجودہ جامع مسجد حق نواز شہید) جھنگ میں ایک اجلاس ہو رہا تھا، جس میں جماعتی احباب نے مولانا کو ان کی اولوالعزمی، شجاعت، حق گوئی اور استقامت پر زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اس اجلاس میں سپاہ صحابہؓ ضلع جھنگ کے اہم رکن جناب اکرام الحق صدیقی نے کہا۔ ''میرا جی چاہتا ہے کہ جس طرح حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امیر شریعت کا لقب دیا گیا، اسی طرح ہم حضرت مولانا موصوف کو امیرِ عزیمت کا لقب دیں۔'' اس وقت اجلاس میں موجود حضرات نے اسے سراہا اور حسبِ حال قرار دیا۔ اس طرح مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو ''امیرِ عزیمت'' کہا جانے لگا۔

عظیم قلمکار و تجزیہ کار مولانا محمد الیاس بالاکوٹی صاحب (سپاہِ صحابہؓ سرپرستِ اعلیٰ ضلع

جھنگ) نے علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کو اسی نام سے موسوم کیا ہے، جو اس عنوان پر ایک یادگار کتاب ہے۔

سنیوں کا بادشاہ، تیری آواز میری آواز، جیوے جیوے حق نواز:

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے جلسوں میں عام طور پر یہ نعرے چھائے رہتے، لوگ مولانا جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی محبت و چاہت کا اظہار ان نعروں کے ذریعے کرتے...... سنیوں کا بادشاہ، حق نواز حق نواز...... تیری آواز میری آواز، حق نواز حق نواز...... حق کی نشانی حق کی آواز، حق نواز حق نواز...... جیوے جیوے، حق نواز...... آ گیا بھئی چھا گیا، حق نواز آ گیا...... سُنّیوں میں انقلاب، حق نواز حق نواز!

خود اعتمادی:

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ میں بلا کی خود اعتمادی پائی جاتی تھی۔ عظمتِ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے کے لئے حکومتی پابندیوں اور ضلع بندیوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ جلسوں سے خطاب کرنے کے لئے صورت حال کے مطابق جس انداز میں بھی جانا پڑتا، حکومتی پابندیوں کو ٹھکراتے ہوئے چلے جاتے تھے اور پولیس اہلکار دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے رہ جاتے۔

مولانا محمد الیاس بالاکوٹی صاحب کا شمار مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھیوں میں ہوتا ہے، اپنی کتاب ''امیر عزیمت'' میں رقم طراز ہیں کہ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا:

''ایک مرتبہ میرے گرفتاری کے وارنٹ تھے۔ میں نے چکر چلایا اور وہ چل گیا۔ بھیس بدل کر جلسہ کی طرف جا نکلا اور بڑی معصومیت سے خود ہی ایک پولیس مین سے پوچھا۔ ''کیا آج یہاں مولانا حق نواز صاحب کی تقریر ہوگی؟'' اس نے مجھے ڈانٹتے ہوئے اپنی لاٹھی کا جھوکا دیا اور کہا۔ ''جا، صوفی اپنا کام کر!'' چنانچہ صوفی صاحب نے اپنا کام کر دکھایا...... یہ علیحدہ بات ہے کہ صوفی صاحب کو ڈانٹ پلانے والے بعد میں کس قدر سٹپٹائے، مگر باز اُڑ چکا تھا۔''
(امیر عزیمت: صفحہ ۶۱، طبع پنجم)

CamScanner

تعلیم:

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ مڈل سکول موضع چیلہ سے حاصل کی۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد چاہ کچھی میں اپنے ماموں حافظ جان محمد سے قرآن مجید دو سال کے عرصہ میں حفظ کیا۔ علم قرأت جامع مسجد شیخاں والی (ضلع خانیوال) میں قاری تاج محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور پھر وطن عزیز کی معروف دینی درسگاہ دار العلوم کبیر والا سے تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، تاریخ، منطق، فلسفہ اور صرف ونحو کے علوم حاصل کئے۔

دورہ حدیث، تعلیم مناظرہ اور درس وتدریس:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درسِ نظامی کی تکمیل دار العلوم کبیر والا سے کرنے کے بعد ملتان کے معروف دینی ادارے جامعہ خیر المدارس کا رُخ کیا، جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورہ حدیث مکمل کیا۔

بعد میں مولانا دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد الستار تونسوی مدظلہ سے مناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔ چنانچہ مولانا محمد الیاس بالاکوٹی صاحب اپنی کتاب ''امیر عزیمت'' میں رقمطراز ہیں:

''امتحان دورۂ حدیث کے متصل بعد اپنی افتادِ طبع اور تحقیقی مزاج کی تشفی کے لئے کوٹ اڈو چلے گئے۔ جہاں کچھ عرصہ مولانا دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ' سے ردِّ رفض وتشیع اور ردِّ شرک وبدعت اور قادیانیت وغیرہ پر مناظرہ پڑھا۔ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک چھوٹے سے دینی مدرسہ میں بطور کتابی مدرس کام کرنے لگے۔ مگر جس قدر قدرت نے صلاحیتیں ودیعت کر رکھی تھیں، وہ چھوٹا سا ادارہ اس کے لئے کافی ثابت نہ ہوسکا۔ چنانچہ صرف ایک سال کام کرنے کے بعد وہ جگہ چھوڑ دی۔ کیونکہ آپ ذرا اس سے وسیع میدان کے متلاشی تھے۔'' (امیر عزیمت: صفحہ ۴۵، طبع پنجم ۲۰۱۱ء)

اساتذہ کرام:

آپ کے اساتذہ کرام میں رئیس المناظرین حضرت مولانا دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ، حضرت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ (باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ امیر)، شیخ الحدیث مولانا علی محمد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا صوفی محمد سرور، حضرت مولانا محمد صدیق، حضرت مولانا محمد شریف کاشمیری، حضرت مولانا منظور الحق، حضرت مولانا ظہور الحق جیسے عظیم اور نامور علماء کرام شامل ہیں۔

شادی اور اولاد:

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی مارچ 1977ء کو اپنے ننھیال میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ ماموں زاد ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بیوہ اور تین بیٹے یادگار چھوڑے۔ جن کے اسمائے گرامی بالترتیب اظہارالحق، حسنین معاویہ اور مسرور نواز ہیں اور شہادت کے وقت عمریں علی الترتیب گیارہ سال، آٹھ سال، ڈیڑھ سال تھیں۔ حسن اتفاق ایسا کہ امیر عزیمت اپنے تینوں بیٹوں کی پیدائش کے وقت پابند سلاسل تھے۔ جب مسرور نواز کی ولادت ہوئی، اُس وقت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ میانوالی جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کررہے تھے۔ وہیں سے ''مسرور نواز'' نام تجویز کیا۔ مسرور نواز چونکہ اولاد میں سب سے چھوٹے تھے، اس لئے قدرتی طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے بے حد پیار کرتے تھے۔ بڑے بیٹے مولانا اظہارالحق رحمۃ اللہ علیہ نے دینی تعلیم حاصل کی، بیسیوں جلسوں سے خطاب کیا، بالآخر کراچی کی سرزمین پر خلعتِ شہادت پہن کر دنیا کو خیرباد کہہ گئے۔

باب دوم

سپاہِ صحابہؓ پاکستان

تشکیل اور پس منظر

- ......ایرانی انقلاب پر ایک نظر
- ......تحفظ ناموسِ صحابہؓ کمیٹی جھنگ، 1983
- ......"سُنّی کنونشن" 14 اگست 1985
- ......"انجمن سپاہِ صحابہؓ کا قیام" 6 ستمبر 1985ء
- ......سپاہِ صحابہؓ کے مقاصد
- ......"آل پاکستان دفاعِ صحابہؓ کانفرنس" 7 فروری 1986
- ......خطبہ استقبالیہ
- ......آل پاکستان دفاعِ صحابہؓ کانفرنس سے خطاب
- ......سپاہِ صحابہؓ کا قیام ایک غیرت مندانہ ردِّ عمل
- ......سپاہِ صحابہؓ پاکستان کی تشکیلِ نو

CamScanner

○

سر ہتھیلی پہ لئے پھرتے ہیں حق کی خاطر
تو نے اے گردشِ دوراں ہمیں سمجھا کیا ہے

سپاہِ صحابہؓ کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اور اس کا پس منظر کیا ہے؟ یہ جاننے کے لئے ضروری ہے کہ ایرانی انقلاب پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

ایرانی انقلاب پر ایک نظر:

گیارہ فروری 1979ء کو ایران میں خمینی نے شیعہ انقلاب برپا کیا۔ اگرچہ شیعیت کا ناسور ہر دَور میں اُمت مسلمہ کیلئے خطرناک رہا ہے، لیکن اس انقلاب کے بعد خمینی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے خلاف وہ زہر اُگلا کہ اُمت مسلمہ سکتے میں رہ گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی عظیم المرتبت اور مقدس جماعت کے خلاف پروپیگنڈا اس زور و شور سے شروع ہوا کہ اس کی صدائے بازگشت دنیا بھر میں سنائی دینے لگی۔ کفر سے لبریز وہ کتب جو روافض نے زمانہ ماضی میں خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے خلاف معاذ اللہ لکھی تھیں، خمینی نے ان کتابوں کو نہ صرف سراہا بلکہ یہ کتب خمینی کے ایماء پر دوبارہ شائع ہوئیں اور مختلف زبانوں میں ان کے تراجم ہوئے۔ ایرانی انقلاب کے اثرات دوسرے ممالک کی بہ نسبت پاکستان میں (ایک ہمسایہ ملک ہونے کے ناطے) نمایاں طور پر ظاہر ہوئے۔ اس کفریہ انقلاب کا راستہ روکنے کے لئے کوئی تیار نہ تھا۔ دینی جماعتیں بھی مصلحت پسندی کا شکار تھیں۔ فتاویٰ جات کی حد تک تو ردِ عمل ضرور ہوا، لیکن عملاً میدان میں آ کر شیعیت کی جارحیت کا راستہ روکنا جان جوکھوں کا کام تھا۔

امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیعیت کی اس بڑھتی ہوئی جارحیت کے خلاف آواز اُٹھائی تو یار لوگوں نے کہا۔ ''یہ محض شعلہ نوائی ہے۔'' مگر صد ہزار ہا سلام اس مردِ قلندر پر کہ جس نے نہ صرف آوازِ حق بلند کر کے حق نوازی کا حق ادا کر دیا بلکہ دنیائے سُنیت میں ایک نئی روح پھونک دی۔

تحفظ ناموسِ صحابہؓ کمیٹی جھنگ، 1983:

ایرانی انقلاب کے اثرات پاکستان کے تمام شہروں میں نمایاں طور پر دیکھے جا رہے

تھے۔ پاکستانی روافض کو ایرانی پشت پناہی حاصل تھی اور انہوں نے پاکستان کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں اودھم مچا رکھا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ایرانی سرمایہ پر شائع ہونے والا لٹریچر پاکستان بھر میں مفت تقسیم کیا جا رہا تھا۔ روافض کی مجالس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا بازی کا بازار گرم تھا۔ صوبہ بلوچستان میں مسلح ایرانی فورس پاسدارانِ انقلاب نے اہلسنّت کا قتل عام کیا۔ پاکستان آرمی نے ان غنڈوں کے خلاف ایکشن لیا تو یہ پاسدارانِ انقلاب ایران بھاگ گئے۔ یہ سب باتیں ریکارڈ پر موجود ہیں۔ جھنگ کی صورت حال بھی پاکستان کے دیگر شہروں سے مختلف نہ تھی۔ یہاں بھی سُنّی شیعہ اختلافات میں شدت بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ویسے بھی یہ علاقہ شیعہ جاگیرداروں کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ سُنّی قوتوں نے روافض کے شر سے بچنے اور اُن کی بڑھتی ہوئی جارحیت کا راستہ روکنے کے لئے 1983ء کے اوائل میں ''تحفظ ناموسِ صحابہؓ '' کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دی، جس میں تینوں مسالک دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث موجود تھے۔ دیوبند مسلک کی طرف سے مولانا حق نواز جھنگوی اور مولانا سید صادق حسین شاہ، بریلوی مسلک کی طرف سے مولانا محمد انور چیمہ اور قاری محمد طیب جبکہ اہل حدیث مسلک کی طرف سے مولانا عبدالعلیم یزدانی اور مولانا بہادر علی سیف نمائندے منتخب ہوئے۔ ''تحفظ ناموسِ صحابہؓ کمیٹی'' نے شیعیت کی بڑھتی ہوئی جارحیت کے خلاف آواز اُٹھائی تو اہل تشیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا بازی سے احتیاط برتنے لگے۔ یہ کمیٹی قریباً اڑھائی سال تک بڑے احسن انداز میں کام کرتی رہی۔ بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے والے قاری محمد طیب نے جو کہ اس کمیٹی کے نمائندے تھے، اہل تشیع کی ہمنوائی کرتے ہوئے کمیٹی سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ بعد میں یہ پانچ رُکنی کمیٹی کام کرتی رہی۔

''سُنّی کنونشن'' 14 اگست 1985:

وطنِ عزیز پاکستان میں ایرانی انقلاب کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو لگام دینے اور ایرانی حکومت کی سرپرستی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف شائع ہونے والے زہریلے لٹریچر کی روک تھام کے لئے علمائے اہل سنت نے راولپنڈی میں ایک ''سُنّی کنونشن'' کے

CS CamScanner

انعقاد کا اعلان کیا۔

مذکورہ ''سُنّی کنونشن'' کے حوالے سے پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی ایم اے اپنی کتاب ''شیعیت تاریخ وافکار'' میں رقمطراز ہیں:

''اہل تشیع نے ملک میں لوٹ مار، دنگا فساد اور قتل و غارت کے علاوہ توہین صحابہؓ پر مبنی لٹریچر بھی کثیر تعداد میں ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا۔ جب حکومت وقت بھی اس ننگی شیعی جارحیت کے سامنے بالکل بے بس ولاچار ہوگئی تو علماء اہل سنت نے شیعیت کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لئے 14 اگست 1985ء کو جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر میں ایک ''سُنّی کنونشن'' کے انعقاد کا اعلان کردیا۔ جس میں مولانا سمیع الحق صاحب، مولانا اسفند یار خان صاحب، مولانا عبدالستار تونسوی صاحب اور مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ سمیت ملک بھر کے جیّد علمائے کرام نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔''

(شیعیت تاریخ وافکار، از: پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی ایم اے، صفحہ ۲۵۴)

''انجمن سپاہِ صحابہؓ کا قیام'' 6 ستمبر 1985ء:

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا خلوص اور محنتیں رنگ لائیں۔ 6 ستمبر 1985ء مطابق 20 ذی الحجہ 1405ھ کو جھنگ میں 29 افراد پر مشتمل ''انجمن سپاہِ صحابہؓ'' کی بنیاد رکھ دی گئی۔ ابتداء میں یہ جماعت جھنگ کی سطح تک تھی۔ لیکن عظیم قائد کی صلاحیتیں اور احباب کی محنتیں رنگ لاتی گئیں اور یوں کارواں بنتا گیا۔ بقول شاعر:

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ سرپرست اعلیٰ قرار پائے۔ شیخ حاکم علی صدر، محمد نسیم صدیقی جنرل سیکرٹری، افتخار شیخ سیکرٹری اطلاعات ونشریات اور شیخ محمد اشفاق معتمد خصوصی و آفس سیکرٹری مقرر ہوئے۔ (کچھ عرصہ بعد محمد نسیم صدیقی نے خفیہ اداروں کے دباؤ کے

ؤشِ نظر اپنے عہدے سے معذوری ظاہر کردی۔ تاہم جب تک جماعت میں رہے، شاندار طریقے سے کام جاری رکھا۔)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سپاہیوں کا یہ قافلہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ سپاہ صحابہؓ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خائف ہوکر رافضیت اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئی۔ پاکستانی حکمرانوں نے سپاہِ صحابہ کا راستہ روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اپنے نالاں ہوئے تو بیگانے خفا، لیکن حق پرستوں، جاں نثاروں اور وفاداروں کا یہ قافلہ سخت جاں اپنی منزل کی جانب بڑھتا رہا۔ رافضیت کے کفر اور کارستانیوں کو گلی گلی، کوچہ کوچہ میں اتنا ننگا کردیا گیا کہ کفر کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ وہ سیلابِ بلا جس کی لہریں تباہی و بربادی کا پیغام دے رہی تھیں، تھم گیا۔

سپاہِ صحابہؓ کے مقاصد:

سپاہِ صحابہؓ پاکستان جن مقاصد کے حصول کے لئے معرض وجود میں آئی، ان کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

1) شیعہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا
2) نظامِ خلافت راشدہؓ کا احیاء
3) پاکستان کو سُنّی اسٹیٹ قرار دِلوانا
4) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ایام سرکاری سطح پر منوانا
5) شیعہ کے ماتمی جلوسوں پر پابندی لگوانا
6) غیر ملکی مداخلت اور مذہبی جانبداری ختم کروانا
7) انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے گستاخ کے لئے سزائے موت کا قانون بنوانا
8) تمام فوجی و سول امتیازات کے تمغہ جات و اعزازات امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کروانا

CamScanner

''آل پاکستان دفاع صحابہؓ کانفرنس'' 7فروری 1986:

سپاہ صحابہؓ پاکستان کے قیام کے بعد مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے مؤقف کو ملک بھر میں پھیلانے کے لئے دن رات کوشاں رہے۔دفاع صحابہؓ کے اس مشن کو مزید وسعت دینے اور ملک گیر بنانے کے لئے سپاہ صحابہؓ نے ''آل پاکستان دفاع صحابہؓ کانفرنس'' 10 جنوری 1986ء مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ جمعۃ المبارک کے روز منعقد کرنے کا اعلان کردیا۔انہی دنوں ہندوستان میں ''شیخ الہند سیمینار'' منعقد ہونا تھا،اس لئے یہ کانفرنس ملتوی کردی گئی۔

بعد میں یہ کانفرنس 7 فروری 1986ء مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ جمعۃ المبارک کو جھنگ میں منعقد ہوئی۔

اس کانفرنس میں مولانا خان محمد صاحب،مولانا حافظ غلام حبیب نقشبندی صاحب، مولانا فضل الرحمٰن صاحب، (جمعیت علماء اسلام)، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی صاحب، مولانا عبدالستار تونسوی صاحب،مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب،مولانا عبدالغفور حقانی صاحب،مولانا ضیاء القاسمی صاحب سمیت سینکڑوں علماء کرام نے شرکت کی۔سامعین کی تعداد بلاشبہ ایک لاکھ سے زائد تھی۔

اسی کانفرنس میں مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسوی صاحب نے ایرانی پیشوا خمینی کو مناظرے کا چیلنج بھی دیا اور حکومت سے درخواست کی کہ اگر خمینی پاکستان نہیں آسکتا تو پھر مجھے ایران بھجوا دیا جائے۔

خطبہ استقبالیہ:

آل پاکستان دفاع صحابہؓ کانفرنس کے موقعہ پر علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ استقبالیہ دیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شرکائے کانفرنس کا شکریہ ادا کیا اور اہلسنّت والجماعت پر شیعہ مظالم وجارحیت کو بیان کرنے کے بعد کہا:

''مختلف ممالک میں شیعہ جارحیت ایک تاریخی حقیقت ہے۔جیسا کہ بیروت میں

فلسطینی سُنّی مجاہدین کو "امل ملیشیا" کے شیعہ تخریب کاروں کا قتل عام کرنا، شام کی شیعہ حکومت کا ہلاکو خان، چنگیز اور ہٹلر کی ظلم بھری داستان اور تاریخی ریکارڈ کو توڑتے ہوئے قریباً بیس ہزار اہل سُنّت علماء اور سینکڑوں سُنّی عوام کو شہید کرنا اور سُنّی مدارس و مکاتب اور مساجد کو شہید کرنا، تاریخی درندگی کا کھلا مظاہرہ ہیں...... ایران میں خمینی انقلاب کے بعد سرزمین پاک، شیعہ جارحیت اور تخریب کاری کی آماجگاہ بن چکی ہے۔ پارہ چنار، لیہ، کوئٹہ، ڈیرہ اسماعیل خان، کوٹ اڈو اور دیگر اضلاع کے واقعات اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے کافی ہیں...... یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ جھنگ کا ضلع شیعہ کی غلیظ سرگرمیوں کے لحاظ سے ثانی لکھنؤ شمار ہوتا ہے...... گڑھ مہاراجہ میں ایرانی گماشتوں کا ماتمی جلوس کی قیادت کر کے اہلسنّت کی دُکانوں کو نذرِ آتش کرنا، اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کو شرابیوں کی مقدس کتاب کہہ کر نذرِ آتش کرنا، سُنّی خواتین کو زخمی کرنا، علماء اور سپاہِ صحابہؓ کے مرکزی رہنماؤں کے گھروں کا آگ لگانا، مدرسۃ العلوم الشرعیہ کی مکمل تباہی بربادی کے علاوہ مدرسے کا ایک لاکھ پینسٹھ ہزار نقد روپیہ پولیس کا بصورت ڈاکہ غبن کرنا وغیرہ جھنگ کے سُنّیوں کی مظلومیت کی بین دلیلیں اور شواہد ہیں......!"

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ استقبالیہ میں روافض کے کفریہ عقائد کو بیان کیا اور ان کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"شیعوں کے مطالبہ پر انہیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دینا، نصابِ تعلیم میں شیعہ دینیات کو الگ کردینا، فقہ جعفریہ کے مطالبے پر ایک کمیٹی کا تشکیل دینا، شیعہ کے تخریبی جلوسوں کی اجازت دینے کے ساتھ ساتھ ان کے بلا اجازت جلوسوں کی قتل و غارت گری پر مبنی کارروائی دیکھنے کے باوجود خاموش تماشائی بنے رہنا، مرکزی دارالحکومت کا شیعوں کی جانب سے گھیراؤ کرنے کے باوجود ان کے خلاف کوئی قابلِ ذکر کارروائی نہ کرنا...... کیا باعث تشویش اور حیرت انگیز نہیں؟"

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ استقبالیہ میں اہلسنّت والجماعت کو شیعیت کی طرف سے لاحق خطرات کی نشاندہی کی اور سُنّی قوتوں کو اپنے حقوق و مفادات کے تحفظ کی تجاویز و

تدابیر پر غور و فکر کی دعوت دی۔

آل پاکستان دفاعِ صحابہؓ کانفرنس سے خطاب:

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس کانفرنس سے جو خطاب کیا، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تحفظ ناموسِ صحابہؓ اور سُنی حقوق کے حصول کے لئے کس قدر سرگرم عمل تھے۔ اس خطاب کی ایک جھلک ملاحظہ ہو!

''مجھ پر بیسیوں مقدمات درج ہیں۔ ہر ضلع میں پولیس میرا راستہ روکے کھڑی رہتی ہے۔ میں کئی کئی مقامات پر سارا سارا دن عدالتوں کے دروازوں پر تاریخ پیشیوں کے لئے پریشان کھڑا رہتا ہوں۔ ان تمام پریشانیوں کے باوجود میں شیعہ کو کافر کہنے پر قائم ہوں۔ ہر جگہ ان کا دجل آشکار کر رہا ہوں۔ جب کہ حکومت بھی سدِ راہ ہے اور کئی سیاستدان بھی مجھے روک رہے ہیں۔ کئی مصلحت پسند مجھے درسِ امن دے رہے ہیں...... میں یہ سب کچھ صرف اس لئے کر رہا ہوں کہ سُنی! تُو برباد نہ ہو، تُو شیعہ کو مسلمان سمجھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ اس کے حوالے کر کے ساری زندگی زنا کی وادی میں نہ دھکیل...... ان کے ساتھ بیٹھ کر، ان کے ساتھ کھا پی کر، ان کے ساتھ جنازوں میں شریک ہو کر، ان کے ساتھ قربانیوں میں شریک ہو کر اپنے ایمان کا گلشن ویران نہ کر!''

سپاہِ صحابہؓ کا قیام ایک غیرت مندانہ ردِ عمل:

''آل پاکستان دفاعِ صحابہؓ کانفرنس'' کی کامیابی نے اہل سنت میں ایک نئی روح پھونک دی۔ لوگ بڑی تیزی سے سپاہِ صحابہؓ میں داخل ہونے لگے۔ قریہ قریہ، بستی بستی سپاہِ صحابہؓ کے یونٹ بننے اور پرچم لہرانے لگے۔ اس کانفرنس کے حوالے سے پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی ایم اے لکھتے ہیں:

''اس کانفرنس کے اثرات پورے ملک میں مرتب ہوئے اور مختلف مقامات پر سپاہِ صحابہؓ کے یونٹ قائم ہونا شروع ہو گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں سپاہِ صحابہؓ نے ایرانی انقلاب اور خمینی افکار و نظریات کے سامنے ایسا مضبوط بند باندھ دیا، جس میں شگاف ڈالنا

دنیائے شیعیت کے بس میں نہیں رہا۔ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام خداداد صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے جارح شیعہ کو ایک دفعہ پھر ''دفاعی حکمت عملی'' اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ سپاہِ صحابہؓ کا قیام ایرانی انقلاب اور شیعی جارحیت کے خلاف ایک غیرت مندانہ، جرأت مندانہ اور مؤمنانہ ردِ عمل کا نام ہے۔''

(شیعیت تاریخ و افکار، از: پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی ایم اے، صفحہ ۶۵۵، اشاعت اوّل ۲۰۰۱ء)

سپاہِ صحابہؓ پاکستان کی تشکیل نو:

بانی سپاہِ صحابہؓ کی شہادت کے بعد 6 مارچ 1990ء کو جنرل الیکشن میں سابق نائب سرپرست اور قائم مقام سربراہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کو سپاہِ صحابہؓ کا سرپرست اعلیٰ مقرر کیا گیا، چنانچہ مرکزی عہدیداران کی ترتیب اس طرح رہی:

1) سرپرستِ اعلیٰ: علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی، سمندری
2) صدر: شیخ حاکم علی، جھنگ
3) نائب صدر: بشیر الحق، پشاور
4) نائب صدر دوم: قاری انوار الحق، کوئٹہ
5) جنرل سیکرٹری: محمد یوسف مجاہد، جھنگ
6) ڈپٹی سیکرٹری جنرل: مولانا محمد اعظم طارق، کراچی
7) مرکزی خازن: ایم آئی صدیقی، جھنگ
8) مرکزی قانونی مشیر: محمد سلیم ایڈووکیٹ، جھنگ
9) مرکزی ناظم دفتر و نگران: شیخ محمد اشفاق، جھنگ
10) انچارج رابطہ مہم سپاہِ صحابہؓ: مولانا ایثار الحق قاسمی، اوکاڑا

باب سوم

کارزارِ سیاست

- ...... 1988ء کے انتخابات میں حصہ
- ...... پاکستان کو سُنّی سٹیٹ قرار دیا جائے
- ...... قومی اسمبلی میں ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جنگ کا عزم
- ...... الیکشن کے نتائج
- ...... تعلیم یافتہ طبقہ میں مقبولیت
- ...... الیکشن میں حصہ لینے کی وجہ
- ...... جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) سے وابستگی و علیحدگی

CamScanner

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں پر گہری نظر رکھے ہوئے تھے۔ آپ کوئی بھی محاذ خالی نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ ''دشمن جس انداز میں آگے بڑھتا ہے، اُسی انداز میں آگے بڑھ کر اُس کا راستہ روکنا ضروری ہوتا ہے'' اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے، عوام الناس کو حقائق سے آگاہ کرنے کے لئے قریہ قریہ، بستی بستی جلسوں جلوسوں کا سلسلہ تو جاری تھا، تاہم حکومتی ایوانوں میں صدائے حق پہنچانے اور رافضیت کا کفر آشکار کرنے کے لئے ان ایوانوں کا رُخ کیا جانا ضروری تھا۔ چنانچہ امیر عزیمت نے کارزارِ سیاست میں اُتر کر اسلام دشمن عناصر کا راستہ روکنے اور ان کا بھرپور مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔

1988ء کے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ:

1988ء میں جماعتی بنیادوں پر قومی انتخابات کا اعلان ہوا تو امیر عزیمت نے قانونی طور پر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا راستہ روکنے کے لئے جھنگ کے مرکزی حلقہ این اے 68 سے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ کاغذاتِ نامزدگی جمع کروادیئے اور سیاسی مہم زور وشور سے شروع ہوگئی۔ اگرچہ وسائل محدود تھے۔ لیکن لوگوں نے اس کمی کو محسوس نہیں ہونے دیا۔ کارکنوں نے اپنی بساط کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انہی دنوں امیر عزیمت نے سینکڑوں اجتماعات سے خطاب کیا اور اپنے مؤقف کی بھرپور ترجمانی کی۔

پاکستان کو سُنّی سٹیٹ قرار دیا جائے:

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کو سُنّی سٹیٹ قرار دلوانا چاہتے تھے، جس کا اظہار آپ مختلف جلسوں میں کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ دائرہ دین پناہ میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''پاکستان میں سنی واضح اکثریت ہے۔ اس بنیاد پر پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار پا جانا چاہئے تھا۔ پاکستان واضح سنی اکثریتی آبادی ہے۔ اس بنیاد پر پاکستان کا صدر اور وزیراعظم

سنی العقیدہ مسلمان ہونا لازمی تھا۔ آئین کو اس بات کی وضاحت کرنی چاہئے تھی۔ آئین پاکستان، دستورِ پاکستان کو اس بات کی ضمانت دینی چاہئے تھی۔ لیکن ہمیں حکومت کا حق قانون کے اعتبار سے نہیں دیا جاتا۔ اگر ایران کے آئین میں یہ لکھا جاسکتا ہے کہ ایران کا صدر اور وزیر اعظم لازمی طور پر شیعہ اثناعشری ہوگا۔ تو پاکستان کے آئین میں کیوں نہیں لکھا جاسکتا کہ پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم لازمی طور پر سنی العقیدہ مسلمان ہوگا۔"

(دائرہ دین پناہ میں "دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس" سے خطاب)

قومی اسمبلی میں ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جنگ کا عزم:

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ خطاب کے دوران اکثر فرماتے:

"میں قومی اسمبلی میں ناموسِ صحابہؓ کی جنگ لڑوں گا۔ قومی اسمبلی میں شیعیت کو زیر بحث لاؤں گا اور انہیں قادیانیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے حتی المقدور کوشش کروں گا۔"

الیکشن کے نتائج:

الیکشن مہم بڑی کامیابی سے چلی۔ لوگوں نے بھرپور ساتھ دیا۔ الیکشن کے نتائج سامنے آئے تو شہری حلقوں سے امیر عزیمت 15 ہزار ووٹوں کی واضح برتری سے جیت رہے تھے۔ دیہی علاقوں سے لوگوں نے ووٹ تو دیئے لیکن جاگیردارانہ نظام غالب رہا، جس کی وجہ سے مطلوبہ نتائج برآمد نہ ہوسکے۔ آپ کی مدمقابل شیعہ راہنما کرنل عابد حسین کی جاگیردارہ بیٹی عابدہ حسین 7000 ووٹوں کے فرق سے جیت گئی۔

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً 40 ہزار ووٹ حاصل کر کے بعد میں آنے والوں کے لئے راہ ہموار کردی۔ روشن خیال اور تعلیم یافتہ لوگوں نے آپ کے مشن کو سمجھا اور ووٹ دیئے۔

تعلیم یافتہ طبقہ میں مقبولیت، ریٹرننگ آفیسر کی مبارک باد:

ڈاک کے ذریعے موصول ہونے والے سرکاری ملازمین کے ووٹوں کو جب شمار کیا

CamScanner

گیا تو مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ووٹوں کی تعداد مدمقابل تمام امیدواروں سے زیادہ تھی۔ اس موقعہ پر ریٹرننگ آفیسر نے مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو مبارک باد پیش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا۔ ''آپ مجھے کس بات کی مبارک باد دے رہے ہیں؟'' ریٹرننگ آفیسر نے جواب میں کہا۔ ''مولانا! تعلیم یافتہ طبقے نے آپ کو پسند کیا ہے، اس لئے مبارک دے رہا ہوں۔''

مولانا محمد الیاس بالاکوٹی صاحب نے اپنی کتاب ''امیر عزیمت'' میں ڈاک کے ذریعے موصول ہونے والے ووٹوں کے اعداد وشماریوں تحریر کئے ہیں:

''ریٹرننگ آفیسر کے دفتر میں سرکاری ملازمین کے ڈاک کے ذریعے ارسال کردہ ووٹ جب گنے گئے تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ووٹوں کی تعداد 714 تھی۔ جبکہ عابدہ کے 272، میاں ریاض حشمت کے 172، پیپلز پارٹی کے ذوالفقار بخاری کے 54 ووٹ تھے۔ یعنی تینوں امیدواروں کے مجموعی ووٹ بھی مولانا جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ سے کم تھے۔ اس سے آپ کی تعلیم یافتہ طبقہ میں مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (امیر عزیمت: صفحہ ۱۸۳، طبع چہارم)

الیکشن میں حصہ لینے کی وجہ:

بانی سپاہِ صحابہ رضی اللہ عنہم الیکشن کیوں لڑنا چاہتے تھے؟ اس سوال کا جواب علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

''میں سنی افسران سے کہتا ہوں، عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیٹو! میری راہ نہ روکو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا تمہاری اور میری مشترک ماں ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا دشمن تمہارا اور میرا مشترک دشمن ہے۔ میں اس دشمن کی راہیں مسدود کرنا چاہتا ہوں۔ صرف مسدود نہیں، میں اس دشمن کی زبان کھینچنا چاہتا ہوں۔ میں اس دشمن کا کفر اسمبلی میں منوانا چاہتا ہوں۔ میں اس دشمن کا کفر پاکستان کی عدالتِ عالیہ سے منوانا چاہتا ہوں۔ ہماری یہ لائن ہے اور بڑی واضح لائن ہے۔''

(دائرہ دین پناہ میں ''دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس'' سے خطاب)

جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) سے وابستگی وعلیحدگی:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مختصراً علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) سے وابستگی وعلیحدگی پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

ایوب خان کے دورِ آمریت میں علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم کبیر والہ میں زیرِ تعلیم تھے۔ انہی دنوں ایوب خان کے خلاف تحریک چلی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت کے کارکن کے طور پر حصہ لیا اور گرفتار ہو گئے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کی پہلی گرفتاری تھی۔

حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ''ایم۔آر۔ڈی'' کی تشکیل ہوئی تو اس وقت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے پاس جماعت کا کوئی عہدہ نہیں تھا، اس کے باوجود جو اختیارات انہیں حاصل نہیں تھے، ان کا استعمال کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام کی ایم۔آر۔ڈی میں غیر مشروط طور پر شمولیت کا فیصلہ کر دیا، تاہم جماعت کے اکابرین کی تائید و توثیق انہیں حاصل نہ ہو سکی۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب اپنے فیصلے پر قائم رہے اور جمعیت کا ایک نیا دھڑا قائم ہو گیا۔ کچھ نوجوان اور بزرگ بھی ان کے ساتھ آ ملے...... مولانا جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ سے گہری عقیدت تھی اور ادھر صاحب زادہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے ذاتی مراسم بھی! لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیت علماء اسلام پنجاب کا امیر مقرر کر دیا گیا...... چونکہ ایم۔آر۔ڈی میں شیعہ اور قادیانی بھی موجود تھے، اس لئے مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھ ہونے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جھنگ میں ایم۔آر۔ڈی کی تشکیل نہیں کی اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ ایم۔آر۔ڈی کے کسی اجلاس میں شریک ہوئے...... جھنگ میں جمعیت کا ڈھانچہ بھی برائے نام ہی رہا۔

1985ء میں جنرل ضیاء الحق کے دورِ اقتدار میں غیر جماعتی انتخابات ہوئے۔ جمعیت نے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا۔ مگر علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے جھنگ میں ایک شیعہ جاگیردار کے مقابلے میں ایک سُنّی اُمیدوار کو کھڑا کر کے علاقہ بھر کے دورے کئے اور اس طرح عملی سیاست کا آغاز کر دیا۔ 1988ء کے انتخابات ہوئے تو علامہ حق نواز جھنگوی

رحمۃ اللہ علیہ نے الیکشن میں خود حصہ لیا، جس کا ذکر آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔

جون 1989ء میں لاہور میں جمعیت علماء اسلام (ف گروپ) کے صوبائی انتخابات ہوئے تو علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ بھاری اکثریت سے صوبائی امیر منتخب ہو گئے۔ مولانا فضل الرحمٰن کو معلوم ہوا تو انہوں نے مداخلت کی اور مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اس عہدے سے ہٹنا پڑا۔

مولانا محمد الیاس بالاکوٹی صاحب نے اس واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ ''مولانا فضل الرحمٰن کو اس حادثہ سے مطلع کیا گیا تو وہ فی الفور لاہور پہنچے اور مداخلت کی......اس سے آگے ناگفتنی ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو امارت سے دست کش ہونا پڑا اور ایک اور صاحب کو آگے لایا گیا......اس غیر جمہوری اور نامناسب برتاؤ کا مولانا پر زبردست اثر ہوا، کافی حد تک ماحول میں تلخی پیدا ہوئی اور نہایت دِل برداشتہ ہوئے۔''

(امیر عزیمت: صفحہ 187,188 طبع چہارم)

بہر حال اس کے بعد یہ خلیج بڑھتی چلی گئی اور علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فضل الرحمٰن کے راستے جدا جدا ہو گئے۔

CamScanner

باب چہارم

شامِ زندگی، دوامِ زندگی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کرتے کرتے آخر وہ لمحہ بھی آن پہنچا، جب علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جان بھی اسی راہ میں قربان کردی۔ یہ 22 فروری 1990ء مطابق 27 رجب المرجب 1410ھ جمعرات کی ایک سرد شام تھی، جو علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کی آخری شام ثابت ہوئی۔

کہتے تھے جو اَب کوئی جاں سے نہیں گزرتا
لو جاں سے گزر کر اُنہیں جھٹلا تو گئے ہم

اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرنے والا، یارانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتوں کو بیان کرنے والا، کفر کے گھروندوں کو خاک میں ملانے والا، حق وصداقت کی آواز بلند کرنے والا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کو بھلا کیسے بھلا لگتا، کیسے جچتا اور کیسے بھاتا...... بالآخر عزیمت کا یہ کوہِ گراں، مسجد میں نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد، عین جوانی میں اپنی عمر کے صرف 38 سال گزار کر، معروف تحریکی مقام احرار پارک کے بالمقابل، رات قریباً سوا آٹھ بجے، اپنے ہی گھر کی دہلیز پر روافض کی گولیوں کا نشانہ بنا اور یوں خلعتِ شہادت پہن کر، راہیٔ جنت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○

......اور فضا سوگوار ہوگئی:

آپ کی شہادت کی خبر پورے ملک میں آناً فاناً پھیل گئی۔ فضا سوگوار ہوئی۔ زمین وآسمان رو دیئے۔ کوئی بے ہوش ہوا۔ کوئی آہوں اور سسکیوں میں ڈوب گیا۔ جھنگ میں کرفیو نافذ کرکے وقت کے حکمرانوں نے ایک اور ظلم ڈھا دیا۔ لیکن اس کے باوجود صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے پروانے و دیوانے، جھنگوی کے شیدائی، اپنی جاں کی پروا کئے بغیر، تمام پابندیوں کو توڑتے ہوئے جھنگ پہنچ رہے تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا ہجوم تھا!

نمازِ جنازہ اور تدفین:

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ 23 فروری بروز جمعۃ المبارک، وقتِ عصر، جھنگ صدر کے جنوب مشرق میں واقع گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں شیخ الاسلام، حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے پڑھائی اور جامعہ محمودیہ جھنگ میں تدفین عمل میں آئی۔ امیرِ عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ بزبانِ حال کہہ رہے ہوں گے:

سرحدِ حشر تک جاؤں گا بے دھڑک
مجھ کو اتنا تو زادِ سفر مل گیا

☆☆......☆☆

صدرِ مملکت کے نام خط:

بانی سپاہِ صحابہؓ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قتل کی سازش کا انکشاف اپنے آخری جمعہ کے خطبہ میں کیا تھا۔

اس کے علاوہ صدرِ مملکت کے نام ایک خط بھی لکھا تھا، جس میں اس سازش سے آگاہ کیا تھا۔ آپ نے صدرِ مملکت کے نام خط میں لکھا تھا:

"گزارش ہے کہ سائل کا شمار علمائے دین میں ہوتا ہے، جس کو اہلسنّت والجماعت میں ملک گیر شہرت حاصل ہے۔ سائل آل پاکستان سپاہِ صحابہ تنظیم کا بانی و سرپرستِ اعلیٰ اور جامعہ محمودیہ جھنگ صدر کا مہتمم بھی ہے...... مقامی عوام میں مقبولیت کے باعث عوام کے پُرزور اصرار پر گزشتہ الیکشن (نومبر 1988ء) برائے سیٹ نمبری 68 این۔ اے۔ جھنگ نمبر 3 برخلاف سیدہ عابدہ حسین، سید ذوالفقار علی بخاری وغیرہ حصہ لیا تھا اور 39000 سے زائد ووٹ حاصل کئے۔ شہری حلقہ میں سائل کو مخالف اُمیدواروں کے مقابلے میں قریباً

15000 ووٹوں کی برتری حاصل ہوئی۔ آئندہ بھی ضلع ہذا میں الیکشن میں حصہ لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اپنے عقائد کے مطابق اہل تشیع اور خانہ کعبہ میں بر موقع حج ایرانی تخریب کاری کی نازیبا حرکات پر تنقید کرنے کا امتیازی ریکارڈ رکھتا ہے اور اس وجہ سے سائل کو وقتاً فوقتاً کسی نہ کسی مقدمہ میں اُلجھا دیا جاتا ہے اور اس وقت سائل کے خلاف دو فرضی مقدمات قتل بھی زیر سماعت ہیں...... تا حال جملہ مقدمات کی تعداد قریباً 100 تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن الحمدللہ! مخالفین تا حال اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں، اس لئے اب وہ سائل کو ٹھکانے لگانے کی فکر میں ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس خط میں اس فائرنگ کا بھی ذکر کیا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر 19 اکتوبر 1989ء کی شب اُس وقت ہوئی، جب آپ سرگودھا سے واپس آ رہے تھے۔ اس فائرنگ کی زد میں آ کر کار کا عقبی شیشہ ٹوٹ گیا تھا اور آپ کے ہمراہ سپاہِ صحابہؓ کے جنرل سیکرٹری یوسف مجاہد زخمی بھی ہوئے۔ جس کی ایف آئی آر مؤرخہ 29-10-1989 کو تھانہ جھنگ صدر میں درج کرائی گئی، لیکن پولیس نے ملزمان کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خط میں طفیل (سکنہ جڑانوالہ) نامی اس شخص کا بھی ذکر کیا جس نے 25-01-1990 کو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کی، جس کا ملزم نے اقبال جرم بھی اور بعدازاں مذکورہ ملزم کو پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صدر مملکت کے نام اپنے خط میں یہ بھی تحریر کیا۔ ''حال ہی میں سائل کو باوثوق بیرون ملک ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ من سائل اور چند دیگر سُنّی علماء کرام اور قائدین سپاہِ صحابہؓ پاکستان کو بیرون ملک تخریبی عناصر کے ذریعے ایک خاص پلاننگ کے تحت ختم کرانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے، جس پر عمل درآمد 20-02-1990 سے شروع ہوگا۔ مقامی طور پر مندرجہ ذیل اشخاص ایرانی تخریب کاروں کے نمائندہ ہیں۔''

مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے نام بھی تحریر کئے اور مزید لکھا۔ ''اندریں حالات من سائل اور اس کے متعلقین کی جان و مال کو شدید خطرہ لاحق ہے اور معاملہ کی اہمیت کے پیشِ نظر حکومت وقت کا فرض ہے کہ ایسی ممکنہ تخریب کاری کا تدارک کرے اور من سائل اور

متعلقین کے تحفظ کا بندوبست بھی کرے۔ کیونکہ حال ہی میں ہفت روزہ الشیعہ کے ادارئیے کے ذریعے من سائل کو سزا بھگتنے کی دھمکی دی گئی ہے، جو کہ مندرجہ بالا منصوبے کی ایک کڑی ہے۔"

ایک ایسا شخص جو ایک ملک گیر جماعت کا سربراہ ہو، جس کے کارکن لاکھوں کی تعداد میں موجود ہوں، جس نے الیکشن میں پہلی دفعہ جاگیر دار کے مقابلہ میں قریباً 40000 ہزار ووٹ لے کر دنیا کو حیران و ششدر کر دیا ہو، جو وقت کا مجدد ہو، جسے حضرت علامہ عبدالستار تونسوی صاحب جیسی قد آور شخصیت نے شیر اسلام کے لقب سے نوازا ہو، جسے سُنّی عوام سُنّیوں کا بادشاہ کہہ کر یاد کرتے ہوں، جسے امیرِ عزیمت کے لقب سے یاد کیا جاتا ہو، جسے امام سُنّی انقلاب کہا جاتا ہو...... ایسی عظیم المرتبت شخصیت کے لئے اربابِ اقتدار و اختیار کی طرف سے ان کی حفاظت کے لئے کوئی قدم نہ اُٹھانا بڑا معنی خیز ہے۔

CamScanner

باب پنجم

میری زندگی کا نصب العین مدحِ اصحابِؓ رسول ﷺ ہے

(فرمان: امیرِ عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ)

میدانِ خطابت

○

وہ نشترِ زبانِ حق جہاں جہاں بھی چل گیا
مریض شرک و رفض کا غلیظ خوں نکل گیا

محمدی سنبھل گیا، سبائی منہ کے بَل گیا
یہودیت کی رسیاں عصائے حق نگل گیا

نہ تاج تھا نہ راج تھا نہ زور و زَر نہ مال تھا
مگر دلوں کی سلطنت پہ قبضۂ کمال تھا

حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار جلسوں وجلوسوں سے خطاب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز میں ایسی کشش تھی، جو شخص آپ کی آواز سُنتا، اُس پر ضرور اثر کرتی۔ بہت سے افراد اُن کے بیانات سُن کر بے راہ روی کی زندگی ترک کر کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئے۔ جن لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر براہِ راست سنیں، وہ اس کی لذت آج تک محسوس کر رہے ہیں اور جن لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کو کیسٹوں کے ذریعے سُنا، وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز میں ایسی تاثیر پائی جاتی تھی، کہ سامعین ورطۂ حیرت میں ڈوب کر رہ جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز صورِ اسرافیل کا کام کرتی تھی، جو خوابِ غفلت میں سوئے ہوؤں کو بیدار کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی تھی۔

آمدہ صفحات میں علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف تقاریر سے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں، جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

○

مت سوچ ''جھنگوی'' نہیں اربابِ وطن میں
یہ دیکھ فضا شعلہ فشاں ہے کہ نہیں ہے

جو آگ سلگتی رہی اس شیر کے دل میں
اس آگ سے ہر روح تپاں ہے کہ نہیں ہے

خالقِ کائنات کا تعارف رسول اللہ ﷺ کی زبانی

اللہ جب اپنا تعارف کرانے پر آئے کہ میں ہی معبود ہوں۔ میں ہی عبادت اور سجدے کے لائق ہوں۔ میں ہی کائنات کا بلاشرکت غیرے مالک اور الٰہ ہوں۔ یہ تعارف جب کرانا چاہا تو ان الفاظ میں کرایا...... ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی ...... یہاں اپنا نام نہیں لیا۔ بتلایا:

وہ ذات...... جو عالم الغیب ہے
وہ ذات...... جو عبادت کے لائق ہے
وہ ذات...... جو مشکل کشاء ہے
وہ ذات...... جو حاجت روا ہے
وہ ذات...... جو کائنات کو پیدا کرنے والی ہے
وہ ذات...... جو ہر چیز پر قادر ہے
وہ ذات...... جو دلوں کے راز جانتی ہے

وہ کون ہے؟

فرمایا...... ھوالذی ارسل رسولہ ......وہ، وہ ہے جس نے پیغمبر ﷺ بھیجا ہدایت کا پیغام دے کر!

گویا خالق نے اپنی ذات کے تعارف کے لئے آمنہ کے لعل کو پیش کیا۔ اپنی ذات کے تعارف کے لئے عبداللہ کے لختِ جگر کو پیش کیا۔ اپنی ذات کے تعارف کے لئے اس یتیم مکہ کو پیش کیا۔ مجھے جاننا ہے، میری صفات جاننی ہیں، مجھے پہچاننا ہے تو اس کو دیکھئے، جس کو میں نے پیدا کیا ہے۔

جب ہم اس کو دیکھنے پر آئے کہ یہ کیسا ہے، جس کو خالق اپنے تعارف کے لئے پیش کرتا ہے، تو مجھے نظر آیا کہ وہ ایسی ذات ہے کہ جس کی زلف پر نگاہ گئی تو یکتائی نظر آئی۔ جس کے چہرہ اقدس پر نظر گئی تو حسن و جمال میں اتنا بے مثال نظر آیا کہ شاعر اسلام تڑپتا ہوا

کہہ اُٹھا:

چاند سے تشبیہہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
اس کے منہ پر چھائیاں، مدنی کا چہرہ صاف ہے

قدم قدم پر نبوت اپنے عمل سے ثابت کرتی چلی گئی کہ اللہ وہی ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، میرے کردار کو دیکھئے، میرے عمل کو دیکھئے، میرے کیریئر کو دیکھئے، میرے کریکٹر کو دیکھئے۔ اس سے سمجھ جایئے کہ وہ واقعی الہ ہے۔ واقعی بلاشریک معبود ہے۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے، اسی کی عبادت کرنا چاہئے، اسی کی پوجا کرنا چاہئے۔
(اوکاڑہ میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب)

رسول اللہ ﷺ کے تعارف کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اللہ نے اپنے تعارف کے لئے رسول پیش کیا۔ لیکن جب یہ وقت آیا کہ محمد ﷺ واقعی رسول ہے، جب یہ نمبر آیا کہ واقعی پیغمبر ہے۔ کئی لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے۔ سچے دعوے بھی اور جھوٹے دعوے بھی۔ اسود عنسی نے دعویٰ کیا، مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا، قادیان کے بدمعاش نے بھی دعویٰ کیا۔

دعوے نبوت کے سچے بھی ہوئے، جھوٹے بھی ہوئے۔ دعویٰ تو پیغمبر کا، دعویٰ تو محمد ﷺ کا پیغمبری کا ہے، اور اللہ نے بھی فرمایا کہ میری پہچان کے لئے رسول دیکھئے۔ لیکن اگلا سوال ابھی باقی تھا کہ یہ کیسے علم ہو کہ یہ واقعی اللہ کا رسول ہے۔ فرمایا:

محمد رسول اللہ والذین معہ
ان کو دیکھئے جو محمد ﷺ کے ساتھی ہیں!
اگر ان کا کیریئر بہتر ہے تو محمد ﷺ نبی ہے
اگر وہ سچے ہیں، محمد ﷺ نبی ہے
وہ صادق ہیں، محمد ﷺ نبی ہے
وہ عزیز ہیں، محمد ﷺ نبی ہے
وہ مقدس ہیں تو محمد ﷺ نبی ہے

CamScanner

وہ مطہر ہیں تو محمد ﷺ نبی ہے

وہ صالح ہیں تو محمد ﷺ نبی ہیں

وہ سچے ہیں تو محمد ﷺ نبی ہیں

وہ جھوٹے ہیں تو محمد ﷺ کی نبوت پر انگلی رکھ!

(اوکاڑہ میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب)

مدحِ صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن میں

کسی کو معلوم کرنے کے لئے اس کے دوست دیکھے جاتے ہیں۔ اس کا اُٹھنا بیٹھنا دیکھا جاتا ہے۔ یہی دلیل اللہ نے پیش کی:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ

محمد اللہ کے رسول ہیں۔ کیوں؟...... والذین معہ ...... ان کو دیکھئے جو اس رسول کے ساتھی ہیں۔ ان کا کیریئر دیکھ کر اندازہ کر لیجئے کہ محمد ﷺ کون ہے؟ ان کا کردار دیکھ کر اندازہ کر لیجئے کہ محمد ﷺ کون ہے؟

آ گے ان کی مدح فرمادی:

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

فرمایا محمد ﷺ کے ساتھیوں کی مثال، میں تورات میں بیان کر چکا ہوں۔ سجدہ کرتے ہوں گے۔ رکوع کریں گے اللہ کی رضا کے لئے۔ ان کی پیشانیوں میں سجدے کے آثار نظر آئیں گے۔

گویا یہودیت کو قرآن نے للکارا کہ تم قرآن نہیں مانتے نہ مانو۔ تورات تو مانتے ہو۔ تورات آخری رسول کی پیشین گوئی کرتی ہے اور اسی میں یہ نشانی ساتھ بتلا دی ہے کہ آخر زمانہ میں ایک رسول آئے گا۔ اس رسول کو ماننے والے لوگ اس قسم کے ہوں گے، ان کی یہ نشانیاں ہوں گی۔ آؤ! اگر وہ نشانیاں آج محمد ﷺ کی جماعت میں پائی گئی ہیں تو

CS CamScanner

محمد ﷺ وہی رسول ہے، جس کی پیشین گوئی تورات نے کی تھی اور اگر وہ نشانیاں نہ ہوں تو پھر آپ لوگ اعتراض کریں۔

آگے فرمایا:

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

خالق فرماتے ہیں کہ میں نے ان مقدس صحابیوں کی اور آخرالزمان پیغمبر کی نشانی انجیل میں بھی بیان کی ہے۔ میرا تعارف چاہتے ہو، رسول کے ذریعہ کرلو۔ رسول کا تعارف چاہتے ہو، اس کی جماعت کے ذریعہ کرلو۔

آگے جماعت کی نشانیاں بتلائیں کہ تورات وانجیل میں بیان کیا جاچکا ہے۔ جو تورات میں بیان کیا تھا، وہ بھی بتلایا، جو انجیل نے بیان کیا تھا، وہ بھی بتلایا کہ آخر زمانہ میں رسول آئے گا۔ اس کو ایک جماعت مانے گی۔ اس پر ایمان لائے گی۔ اس جماعت کی یہ پوزیشن ہوگی۔ اس کو انجیل میں بیان کیا اور قرآن میں اس کا حوالہ دیا۔

فرمایا:

وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ

آیت کے ایک ایک لفظ پر ذرا غور کر۔ قرآن ہر گھر میں موجود ہے۔ ہر مسجد میں موجود ہے۔ صبح قرآن اُٹھا، یہی آیت نکال، یہ آیت نکال کر ڈپٹی کمشنر کے سامنے رکھ دے۔ یہی آیت نکال کر ایس پی کے سامنے رکھ دے، یہی آیت نکال کر مولوی، خطیب، مقرر، لیڈر، سیاست دان کے سامنے رکھ دے۔ اُس سے سوال کر کہ اس کا مفہوم سمجھا کہ کیا ہے؟ یہ آیت کیا کہہ رہی ہے...... كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ ...... یہ کس کی مثال دی جارہی ہے؟

رب العالمین فرماتے ہیں کہ میں نے آخری رسول کی جماعت کی مثال اس طرح انجیل میں بیان کی تھی، جیسے کھیتی کی مثال ہوتی ہے۔ کھیتی ابتداءً کچھ نہیں ہوتی، چٹیل میدان ہے۔ کسان محنت کر کے، پانی لگا کر اس میں دانہ بیجتا ہے۔ دانہ زمین میں چھپا کر آ گیا، کچھ

نظر نہیں آ تا۔ چند دنوں بعد وہ دانہ باریک سی سوئی نکالتا ہے...... کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ ......

فرمایا آہستہ آہستہ وہ باریک سوئی نکالتے نکالتے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ مضبوط ہو جاتا ہے۔ جب وہ پودا بن جائے، تناور درخت بن جائے، باغ بن جائے، سبزہ ہی سبزہ نظر آئے...... یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ ......کھیتی بیجنے والا کسان خوش ہوتا ہے۔

لیکن اس کھیتی کا پروان چڑھنا...... لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ط ......اس کھیتی کے منکر، کھیتی والے کے دشمن کے لئے باعثِ غیظ بنتا ہے۔ باعثِ غضب بنتا ہے۔

(اوکاڑہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس سے خطاب)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن کافر ہے

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے تہا تھے......

زمین کفر سے اَٹ چکی تھی

زمین بدعت سے اَٹ چکی تھی

زمین زنا سے اَٹ چکی تھی

زمین بت کی پوجا سے اَٹ چکی تھی

زمین ڈاکے سے اَٹ چکی تھی

زمین غیبت سے اَٹ چکی تھی

بے حیائی کا غلبہ تھا

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین پر محنت کی۔ محنت کر کے دانہ ڈال دیا۔ دانہ کیا ڈالا تھا، قرآن کہتا ہے، سنت کہتی ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کہتی ہے کہ دانہ یہ تھا:

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

اس دانے نے سوئی نکالی۔

- وہ سوئی کبھی صدیق رضی اللہ عنہ کی صورت میں آئی
- وہ سوئی کبھی عمر رضی اللہ عنہ کی صورت میں آئی

CamScanner

- وہ سوئی کبھی عثمان رضی اللہ عنہ کی صورت میں آئی
- وہ سوئی کبھی علی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آئی
- وہ سوئی کبھی معاویہ رضی اللہ عنہ کی صورت میں آئی
- وہ سوئی کبھی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی صورت میں آئی

یہ سوئیاں بڑھتے بڑھتے

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ...... اپنے پاؤں پر یہ باغ کھڑا ہو گیا۔ اپنے پاؤں پر یہ کھیتی کھڑی ہو گئی۔ اپنے پاؤں پر یہ پودا کھڑا ہو گیا۔ وقت آیا، پھر اس کے پھل نے اپنا وزن بدر کی منڈی میں، اُحد کی منڈی میں منوالیا۔ اس پھل نے اپنا وزن مکہ فتح کر کے منوالیا۔

اس مثال کو قرآن نے پیش کیا ہے۔ میری من گھڑت نہیں ہے۔ میری ذاتی رائے نہیں ہے۔ میرا اپنا کوئی ذاتی اجتہاد نہیں ہے۔ یہ خالق کا حکم ہے۔ رب العالمین کا ارشاد ہے۔ مثال قرآن نے پیش کی ہے۔ مثال کھیتی کی دی ہے۔ فٹ اس مثال کو نبی کی جماعت پر کیا ہے۔ پیغمبر کی جماعت کے لئے یہ مثال دیتے ہوئے خالق نے دو لفظ استعمال کئے۔

ایک...... یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

ایک...... لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ط

میں آج اس اجتماع سے، اس پڑھی لکھی دنیا سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ...... یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ...... کون ہے؟ ...... لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ط ...... کون ہے؟

بتلانا ہوگا، میں آپ کی جھجک اُتاروں گا۔ آپ کو اس کی وضاحت کرنا ہوگی کہ ...... یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ ...... کون ہے؟

لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ط ...... کون ہے؟

میں نہیں کہتا، خالق کہتا ہے۔ مثال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی، دی کھیتی کے ساتھ، آپ اس کو فٹ کر کے دکھایئے۔ اگر اس کو فٹ کرنے کے بعد بھی آپ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں میں کوئی شبہ رہ جائے تو مجھے گولی ماردی جائے۔

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ ...... کون ہے؟

قرآن کی یہ آیت بتلاتی ہے کہ ...... كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ ...... کا مصداق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ہے اور جب وہ جماعت پروان چڑھی ...... فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ ...... کا مصداق بنی۔ تو ...... يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ ...... سے مراد رسول ہے ...... يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ ...... سے مراد نبی ہے، جس نے اپنی کھیتی پروان چڑھی ہوئی دیکھی ...... خوش ہوا۔

لیکن اس کھیتی کو پروان چڑھتا ہوا دیکھ کر جو نا خوش ہوا، جس کے دل میں اس کھیتی کے لئے کینہ، بغض اور حسد آیا، اس کے لئے مولوی نہیں، پیر نہیں، حق نواز تنہا نہیں، خالق اس کے لئے لفظ کفار کا استعمال کر رہے ہیں:

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط

قرآن آپ کے سامنے ہے، فٹ کیجئے۔ رسول خوش تھے، میری کھیتی پروان چڑھی۔ جو نا خوش تھا، اس کے دل میں غیظ تھا کہ یہ پروان کیوں چڑھ گئی؟ اس نا خوش طبقے کو خالق نے کفار کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ (اوکاڑہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس سے خطاب)

کفر اور ایمان کی اپنی اپنی راہیں

کفر کی پرانی روایت ہے کہ سچ کو گالی کے نام سے تعبیر کرنا ہے۔

کفر کی پرانی روایت ہے کہ سچ کی راہ میں کانٹے بچھانا ہے۔

کفر کی پرانی عادت ہے کہ سچ کو مٹا دینے کے لئے ہر حربہ استعمال کرنا ہے۔

اور حق کی پرانی روایت ہے کہ......

جان ہتھیلی پہ رکھ کے حق کہہ چھوڑنا ہے۔ یہ روایت صدیوں سے چل رہی ہے اور قیامت تک چلے گی۔

جب تک کفر باقی ہے، ایمان نے بھی باقی رہنا ہے۔

کفر و ایمان کا سمجھوتہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہیں ہوسکا تو آج بھی نہیں ہوسکتا...... کفر و ایمان کی دوستی اگر پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہیں لگ سکی تو آج بھی نہیں لگ سکتی...... کفر و ایمان کا اتحاد اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہیں ہوسکا تو آج بھی نہیں

ہو سکتا۔

کفر کی راہیں الگ ہیں، ایمان کی راہیں الگ ہیں۔

کفر نے اپنا کام کرنا ہے، ایمان نے اپنا کام کرنا ہے۔

کفر راہیں روکتا ہے، روکتا رہے گا۔

ایمان راستے تلاش کرتا ہے، کرتا رہے گا۔

(دائرہ دین پناہ ضلع مظفر گڑھ میں ''دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس'' سے خطاب)

ایک حد تک رواداری

ایک حد تک ایمان رواداری کا ثبوت دیتا ہے، ایک حد تک ایمان موقع فراہم کرتا ہے، کفر شاید مغالطے میں ہو، اس کا مغالطہ دور ہو جائے۔

اور جب کفر ضد پہ اڑ جاتا ہے تو ایمان بدر میں اُترتا ہے ننگی تلوار لے کر!

پھر ایمان اُحد میں اُترتا ہے برہنہ شمشیر لے کر!

پھر ایمان کفر کے راستے بند کرتا ہے۔

پھر ایمان کفر کا گریبان پکڑتا ہے۔

پھر ایمان کفر کے اڈے اکھیڑتا ہے۔

پھر ایمان کفر کے مرکز کو تباہ کرتا ہے۔

یہی نہیں! بلکہ......

پھر ایمان کفر کے معبود برباد کرتا ہے۔

توجہ کیجئے! الزام لگتا ہے، جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ لیکن ایمان کے کچھ تقاضے ہیں۔ ایمان ایک حد تک موقع دیتا ہے۔ ایمان نے موقع دیا!

باپ سے سوال کیا:

ما هٰذه التماثيل

یہ کیسی تصویریں ہیں، یہ کیسے بت ہیں؟ جن کی آپ پوجا کر رہے ہیں۔

بڑا سادہ سوال تھا۔ بڑا پیارا لہجہ تھا۔ ادب واحترام کو بدستور قائم رکھا گیا تھا۔ کفر

CamScanner

کے پاس ان تصاویر کی الوہیت کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔

بجائے اس کے کہ کفر، ایمان کو مطمئن کرتا.....

کفر یلغار پہ اُتر آیا

کفر جارحیت پہ اُتر آیا

کفر تشدد پہ اُتر آیا

کفر نے ایمان کی راہیں روکنے کے لئے مختلف ذرائع استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ کفر کہتا ہے میرے گھر سے نکل جاؤ...... نہیں نکلو گے، پتھر مار مار کے رجم کر دوں گا۔

لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِىْ مَلِيًّا ۝ (سورة مريم :۴۶)

کفر...... آذر کا نام تھا!

ایمان...... ابراہیم علیہ السلام کا نام تھا!

ایمان نے کفر سے سودا نہیں کیا، چاہے کفر باپ کی شکل میں سامنے کھڑا تھا۔

کفر باپ کی صورت کھڑا ہے۔ لیکن ایمان بیٹے کی حیثیت میں بھی کفر کے ساتھ سودے بازی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا ہے۔

ایمان نے بتلا دیا، کفر کی راہیں الگ ہیں......

ایمان نے گھر چھوڑ دیا...... ایمان نے باپ چھوڑ دیا...... ایمان نے اپنی راہ منتخب کر لی ہے۔ پھر یہی ایمان کفر سے ذرا وسیع پیمانے پر وہی مطالبہ دہراتا ہے۔

ما هٰذه التماثيل ...... یہ کیسے بت ہیں؟

ان کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ ان تصاویر کے سامنے سجدہ ریز کیوں ہو؟

کفر جواب دینے سے معذور ہے۔ کفر کے پاس کوئی جواب نہیں، نہ کفر چھوڑتا ہے، نہ ایمان کو مطمئن کرتا ہے۔

جب ایمان نے اخلاقی حجت پوری کر دی، دلائل واضح کر دیئے، مؤقف سمجھا دیا، لیکن کفر نے ضد نہیں چھوڑی...... تو اب ایمان راستہ متعین کرتا ہے کہ کفر کا اڈہ نہیں رہنا

CamScanner

چاہیے۔

جذبات مجروح ہوں یا نہ ہوں، اس کی ایمان کو پروا نہیں ہوتی، ایمان کو اپنی صداقت منوانا ہوتی ہے۔ حالات کچھ ہو جائیں۔

چنانچہ ایمان ابراہیم علیہ السلام کی صورت میں بت کدے میں داخل ہوا تھا، اس نے کفر کے معبودوں کی، صرف کافروں کی نہیں، کفر کے الٰہوں کی، کفر کے خداؤں کی، کفر کی معبودوں کی، اور کفر کے مرکز کی ناک کاٹی، کان کاٹے، پاؤں کاٹے، ان کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ (دائرہ دین پناہ میں ''دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس'' سے خطاب)

کفری قانون

کیا خلیل علیہ السلام کے اس اقدام سے جذبات مجروح نہیں ہوئے؟
کیا خلیل علیہ السلام کے اس قدام سے بھونچال نہیں آیا؟
کیا خلیل علیہ السلام کے اس قدام سے حالات نہیں بگڑے؟

پاکستانی قانون ہوتا تو آج بھی، اگر پاکستانی قانون ہوتا اور اس وقت جس طرح کا قانون تھا، اس قانون نے خلیل علیہ السلام کو بھی تخریب کار کہا، اس قانون نے خلیل علیہ السلام کو بھی قابل گردن زنی کہا، اس وقت بھی یہی ضابطے تھے!

آج بھی وہی ضابطے ہیں......

کفر کے خلاف بولو ...... قانون راہیں روکتا ہے
کفر کے خلاف بولو ...... ضابطے راہیں روکتے ہیں
کفر کے خلاف بولو ...... لاء اینڈ آرڈر پیدا ہو جاتا ہے
کفر کے خلاف بولو ...... نقص امن کی تبلیغ کی جاتی ہے

اُس وقت بھی کفری قانون تھا، آج بھی کفری قانون ہے۔

اُس وقت بھی حق کی راہیں روکی جاتی تھیں، آج بھی حق کی راہیں روکی جاتی ہیں۔

اُس وقت تو پیغمبر تھے، جو معصوم تھے...... ہوسکتا ہے ہم غلطی کرتے ہوں، ہم خطا کا پتلا ہیں، لیکن میں بات کفری قانون کی کر رہا ہوں کہ اس کی نگاہ میں معصوم، غیر معصوم برابر ہوا کرتے ہیں۔ (دائرہ دین پناہ میں ''دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس'' سے خطاب)

CamScanner

جس قوم کے خدا مر جائیں

کفر لمحہ بھر کے لئے برداشت نہیں کرتا کہ حق پھیلتا جائے، بڑھتا جائے یا پھولتا جائے۔ کفر نے اپنی تمام تر طنابیں کھینچ لی ہیں۔

خلیل علیہ السلام کفر کی ناک کاٹ آیا ہے۔

خلیل علیہ السلام کفر کے پاؤں کاٹ آیا ہے۔

خلیل علیہ السلام کفر کے اڈے کو تباہ کر آیا ہے۔

قوم موجود نہیں تھی۔ واپس آ کر جستجو کرتی ہے:

- ہمارے معبودوں کے پاؤں کس نے کاٹے ہیں؟
- ہمارے معبودوں کے پاؤں کس نے قلم کئے ہیں؟
- ہمارے معبودوں کی ناک کس نے کاٹی ہے؟
- ہمارے معبودوں کے کان کس نے کاٹے ہیں؟

چاہئے یہ تھا کہ ان کو معبود نہ مانتے...... یا ان کے لئے یہ تصور نہ رکھتے، یا یہ حشر دیکھ کر توبہ کر لیتے۔

لیکن جب کفر ضد پہ ڈٹ جائے، اس کے سامنے کوئی دلیل کام نہیں کرتی۔ پھر یہ طاقت کے ساتھ دبایا جاتا ہے۔ پھر اس کے مرکز اکھیڑے جاتے ہیں۔ پھر اس کے اڈے اُڑائے جاتے ہیں۔ وہ دلیل سے کبھی نہیں مانتا۔

اگر کفر نے دلیل سے ماننا ہوتا تو اپنے معبودوں کے ناک، کان کٹے دیکھ کر کفر ایمان لاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔

کفر چیختا آیا، کفر چلاتا آیا، کفر ماتمی لباس پہن کے آیا، کفر دھرنا مار کے بیٹھ گیا......

کفر کی آواز تھی ...... کہ ہمارے خدا کس نے قتل کئے؟

کفر کی آواز تھی ...... ہمارے خدا کس نے مارے ہیں؟

کفر کی آواز تھی ...... یہ ظالم کون ہے؟

یہ آوازیں نکلیں، جلوس نکلا، احتجاج ہوا، دھرنا دیا گیا۔ مطالبہ یہ ہے حکومت سے کہ

ہمارے خدا مر گئے۔

جس قوم کے خدا مر جائیں، بتلاؤ اس قوم کے کس قدر جذبات مجروح ہوئے ہوں گے۔ وہ قوم مجروح جذبات لے کر آئی۔ ''ہمارے خدا قتل ہوگئے، قاتل تلاش کرو۔''

حیف اس قوم پر کہ جو یہ کہے میرے خدا مر گئے اور پھر قاتل تلاش کرے۔ کبھی خدا بھی مرا کرتے ہیں۔ کبھی خدا بھی قتل ہوتے ہیں۔

(دائرہ دین پناہ میں ''دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس'' سے خطاب)

ایک طرف کفر ہے، ایک طرف ایمان

ایک طرف کفر ہے، ایک طرف ایمان ہے۔

کفر ہزاروں کی تعداد میں ...... ایمان تنہا

کفر کروڑوں کی تعداد میں ...... ایمان تنہا

کفر لاکھوں کی تعداد میں ...... ایمان تنہا

لیکن ابراہیم علیہ السلام جو ایمان کی صورت میں آیا تھا......

اس کی زبان میں لکنت نہیں

اس کی پیشانی پہ گھبراہٹ نہیں

اس کے پاؤں میں لغزش نہیں

اس کا دل نہیں کانپتا

وہ پوری جرأت کے ساتھ کفر کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتا ہے۔ لیکن کفر اپنی ضد سے باز نہیں آیا۔ کفر کا مطالبہ ہے:

حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ (سورۃ الانبیاء:٦٨)

پیغمبر کو جلاؤ، آگ میں ڈالو، اپنے خداؤں کی مدد کرو۔

ایمان پھر بھی نہیں گھبرایا۔ وقت آ گیا ہے۔ چخہ جلتی ہے۔ آگ جلتی ہے۔ آگ شعلہ زن ہے۔ شعلے آسمان سے گفتگو کر رہے ہیں۔

پورا کفر، پوری کفری طاقت ایک طرف جمع ہے۔ ایمان تنہا ابراہیم علیہ السلام کی صورت

CamScanner

میں ایک طرف کھڑا ہے۔

کیا عالم تھا کہ خلیل علیہ السلام کا باپ بھی دشمن کی صف میں کھڑا ہے۔قوم بھی دشمن کی صف میں کھڑی ہے۔کوئی ایک بھی حمایتی میدان میں نہیں نکلا۔لیکن پیغمبر نے اس وقت یہ نہیں کہا حالات حق کہنے کی اجازت نہیں دیتے،لہٰذا سمجھوتہ کرلیا جائے،نہیں۔

پیغمبر اس وقت بھی کفر کی چھاتی پہ بیٹھ کے مونگ دلتا ہے۔

پیغمبر اس وقت بھی کفر کی چھاتی پہ بیٹھ کر تقیہ جیسے ملعون نظریئے کی چھاتی پہ لات مارتا ہے۔

خلیل علیہ السلام اس وقت تقیہ جیسے گندے عقیدے کو پاش پاش کر رہا ہے۔

کفر پوری قوت لے کے کھڑا ہے۔

ایمان تنہا،باپ بھی دشمن صف میں ہے!

پنگھوڑا لٹکا دیا گیا ہے۔ ایمان جو ابراہیم علیہ السلام کی صورت میں ہے، اسے پنگھوڑے میں ڈال کے آج آگ میں ڈالا جانا ہے۔ساری کفری قوت جمع،اقتدار کی طاقت الگ،عوامی قوت الگ،ایک طرف جمع ہے......خلیل علیہ السلام تنہا!

خلیل علیہ السلام پنگھوڑے میں بیٹھ جاتے ہیں۔ باپ بھی دشمن صف میں کھڑا ہے۔ برادری،قوم دشمن صف میں کھڑی ہے۔حکومت دشمن صف میں کھڑی ہے۔کیوں کھڑی ہے؟

ابراہیم علیہ السلام نے نقص امن پیدا کیا ہے۔معاذ اللہ۔خلیل علیہ السلام نے لاء اینڈ آرڈر کی صورت پیدا کردی ہے۔

کیوں پنگھوڑے میں بٹھاتے ہو؟

ابراہیم علیہ السلام نے جذبات مجروح کیے ہیں......یہ کفر کی زبان تھی۔

خلیل علیہ السلام کی زبان تھی......

میں نے سچ کہا ہے ...... حالات کچھ ہو جائیں

میں نے حق کہا ہے ...... صورت کچھ ہو جائے

میں نے سچی بات کہی ہے، چاہے امن رہے، نہ رہے!

یہ پیغمبر علیہ السلام کا لہجہ تھا۔ (دائرہ دین پناہ میں ''دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس'' سے خطاب)

CamScanner

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا منکر کائنات کا بدترین کافر ہے

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تقدس، ردائے رسول، ردائے نبوت، آبروئے رسول، آبروئے نبوت، صدیقہ، طیبہ، طاہرہ، مصدقہ، مقدسہ، لباسِ نبوت، لباسِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرا بھی اسی طرح کفر ہے، جس طرح رب کا انکار کفر ہے۔ جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کفر ہے۔ جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کے ساتھ اتحاد نہیں ہے، اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا کے منکر کے ساتھ بھی اتحاد نہیں ہے۔

جس طرح خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر کائنات کا بدترین کافر ہے...... عائشہ رضی اللہ عنہا طیبہ، طاہرہ، منزہ، مقدسہ، مصدقہ، حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ، منکر بھی کائنات کا غلیظ ترین، بدترین، کافر تھا، ہے، رہے گا۔ (دائرہ دین پناہ میں ''دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس'' سے خطاب)

سُنّی حقوق کی جنگ

سندھی بھی سنی ہے۔ پنجابی بھی سنی ہے۔ پختون بھی سنی ہے۔
ہم تمام سنیوں کے حقوق کی جنگ لڑتے ہیں۔ کیا ہم تخریب کار ہیں؟

تم پنجابی کی لڑائی لڑتے ہو ...... تب تخریب کار نہیں ہو
تم سندھی کی جنگ لڑتے ہو ...... تب بھی تخریب کار نہیں ہو
تم مہاجر کی جنگ لڑتے ہو ...... تب بھی تخریب کار نہیں ہو
تم پختون کی جنگ لڑتے ہو...... تب بھی تخریب کار نہیں ہو
تم سرائیکی صوبے کی جنگ لڑتے ہو، تب بھی تخریب کار نہیں ہو

اور میں پوری سُنی قوم کی، جو اکثریتی قوم ہے، جو ایمان ہے، تقدس ہے، ایک دین ہے، عقیدہ ہے، اس عقیدے پر قرآن، سنت، تاریخی دلائل ہیں، میں اس قوم کے مجموعی حقوق کی جنگ لڑتا ہوں، مجھے تخریب کار کہتے ہو۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

(دائرہ دین پناہ میں ''دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس'' سے خطاب)

اذان کے نام پہ تبرا بازی

سنیو! اگر کسی اور کے جذبات ہیں تو کیا تم پتھر دل رکھتے ہو؟

سنیو! اگر کسی اور کے جذبات ہیں تو کیا تم پتھر کی مورتیاں ہو؟

سنیو! اگر کسی اور کے جذبات ہیں تو کیا تم بت ہو؟

سنیو! اگر کسی اور کے جذبات ہیں تو کیا تم روڑہ ہو؟

سنیو! اگر کسی اور کے جذبات ہیں تو کیا تم اینٹ ہو؟

تم جذبات نہیں رکھتے ہو؟

تم دل نہیں رکھتے ہو؟

اگر تم بھی دل رکھتے ہو، تو میں پوچھتا ہوں کہ دن میں پانچ مرتبہ تمہارے قصبات میں! دن میں پانچ مرتبہ تمہارے شہروں میں! دن میں پانچ مرتبہ تمہارے ضلعوں میں! دن میں پانچ مرتبہ تمہارے ملک میں، پیغمبر ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے کو غاصب کہا جاتا ہے۔ پیغمبر ﷺ پر سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والے کو غاصب کہا جاتا ہے۔ پیغمبر ﷺ کے سب سے پہلے جانشین کو غاصب کہا جاتا ہے۔

رسول ﷺ کے ساتھ سفرِ ہجرت میں جانے والے کو غاصب کہا جاتا ہے۔

غار میں راتیں کاٹنے والے کو دِن میں پانچ مرتبہ غاصب کہا جاتا ہے۔

رسول ﷺ کو غار میں گود میں لٹانے والے کو غاصب کہا جاتا ہے۔

رسول ﷺ کے ساتھ مزار میں چودہ صدیوں سے سونے والے کو غاصب کہا جاتا ہے۔

جس کے لئے رسول ﷺ اعلان کر گئے تھے، جس کے لئے نبوت پکار اُٹھی تھی۔ ''اللہ! سب کے احسان اُتار چکا ہوں۔ صدیق رضی اللہ عنہ تنہا رہ گیا ہے، جس کا بدلہ تو دے سکتا ہے، مجھ سے احسان نہیں اُتر سکتا ہے۔''

اس محسنِ رسول ﷺ کو دن میں پانچ مرتبہ گالی دی جاتی ہے۔ دن میں پانچ مرتبہ غاصب کہا جاتا ہے۔ اعلانیہ لاؤڈ اسپیکروں پر کہا جاتا ہے۔ کیا تمہارے جذبات نہیں ہیں؟ وہ مجروح نہیں ہوئے؟

CamScanner

میں تو حیرت میں ڈوب گیا ہوں۔ میں تو خون کے آنسو روتا ہوں کہ جس دن یہ تبرا لاوڈ اسپیکروں پہ شروع ہوا تھا......

آپ کہاں تھے؟

آپ کا خطیب کہاں تھا؟

آپ کا امام کہاں تھا؟

آپ کی مساجد کہاں تھیں؟

آپ کے منبر کہاں تھے؟

آپ کے محراب کہاں تھے؟

آپ کے مدارس کہاں تھے؟

آپ کے مفتی کہاں تھے؟

آپ کے مفکر کہاں تھے؟

میں کچھ نہیں کہتا، وہ میرے اسلاف ہیں۔ میں کچھ نہیں کہتا، وہ میرے بزرگ ہیں۔ معلوم نہیں کیا مجبوری تھی، لیکن حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ یہ تبرا جاری کیسے ہوگیا، آج کا دَور ہوتا، ہم جاری نہ ہونے دیتے رب پہ بھروسہ کر کے کہتا ہوں...... جاری کیسے ہوا؟ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیا حالات تھے؟

دن میں پانچ مرتبہ اعلان ہوتا ہے:

علی ولی اللّٰہ وصی رسول اللّٰہ وخلیفۃ بلافصل

اذان میں خلیفہ بلافصل کا معنی یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ غاصب تھا۔

خلیفہ بلافصل کا معنی یہ ہے......ابوبکر رضی اللہ عنہ ظالم تھا۔

خلیفہ بلافصل کا معنی یہ ہے......کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا حق چھینا ہے۔

یہ پانچ مرتبہ صدیق رضی اللہ عنہ کو ظالم، صدیق رضی اللہ عنہ کو غاصب کہا جاتا ہے۔ تم سنتے ہو۔ تمہارے قصبات میں، تمہارے شہروں میں، تمہارے ضلعوں میں، تمہارے تھانوں میں یہ اذان کے نام سے تبرا جاری ہے۔

ایک شخص، ایک طبقہ، ایک گروہ دن میں پانچ مرتبہ روضۂ رسول ﷺ میں سونے والے کو، یارِ غارِ پیغمبر ﷺ کو، سب سے پہلے مسلم کو، پیغمبر ﷺ کے جانشین بلا فصل کو گالی دیتا ہے۔ وہ گلہ کرے کہ حق نواز میرے جذبات مجروح کرتا ہے، ہائے کاش! کافر تو سمجھتا، میرے پاس قوت ہو، میں تیرے تبرے کی زبان کھینچ کے چوکوں پر جوتوں کے نیچے رگڑ ڈالوں۔ (دائرہ دین پناہ میں ''دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس'' سے خطاب)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی انوکھی تعریف

- عائشہ رضی اللہ عنہا میری وہ امی ہے، جو پیغمبر ﷺ کی بیوی ہے۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا میری وہ امی ہے، جس کے لیے جبرائیل علیہ السلام سلام لایا ہے۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا میری وہ امی ہے، جس کی تصویر رومال میں لپیٹ کر جبرائیل علیہ السلام نے نبوت کو پیش کی تھی۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا میری وہ امی ہے، جو مسواک چبا کر نبوت کو پیش کرتی رہی ہے۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا میری وہ امی ہے، جس کی گود میں نبوت کا سر رہا ہے۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا میری وہ امی ہے، جس کا حجرہ آج جنت ہے۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا میری وہ امی ہے، جس کا حجرہ ساری کائنات کیلئے جنت بن گیا ہے۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا میری وہ امی ہے، جس کے حجرے پر رات دن رحمت برستی ہے۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا میری وہ امی ہے، جس کا ہار گم ہوتا ہے تو رب العالمین لشکر اسلام کو رک جانے کا آرڈر فرماتے ہیں۔

امی اطلاع کرتی ہے۔ کہ ہار گم ہوگیا ہے۔ ہار عام چیز ہے، گم ہوگیا ہے تو کیا ہوا؟ امی کائنات کی سب سے بڑی ہستی کے گھر ہے، امی کے پاس رسول ﷺ کی دولت ہے۔ ہار نہیں تو کیا ہوا؟ امی خود بڑی عظمتوں کی مالک ہے۔ ہار گم ہوگیا ہے تو کیا ہوا؟ سوچنے کی بات ہے۔

امی کہتی ہے کہ ہار گم ہوگیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم رک گئے ہیں۔

امی کہتی ہیں، ہار گم ہو گیا ہے......

- صدیق رضی اللہ عنہ رک گیا ہے
- فاروق رضی اللہ عنہ رک گیا ہے
- لشکرِ اسلام رک گیا ہے

دنیا سوچنے پر مجبور ہو گئی ہے......

اتنا بڑا رسول

اتنا بڑا نبی

اتنا بڑا انقلابی پروگرام......اور بیوی کے ہار کے لیے رک گیا ہے۔ لیکن دنیا کو سوچنا پڑے گا کہ رکا اس لیے تھا۔ رب العالمین نے یہ لشکر ہار کے لیے نہیں روکا، یہ لشکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لیے روکا ہے۔ یہ لشکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کے لیے روکا ہے۔

(رحیم یار خان میں جلسہ عام سے خطاب)

میری زندگی کا نصب العین مدحِ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے اپنی زندگی کا ایک نصب العین متعین کر لیا ہے اور وہ نصب العین، وہ پروگرام مدح اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور ان کی قدر و منزلت کو مسلمانوں کے ذہنوں میں موجودہ حالات میں بٹھانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جہاں یہ وقت کی اہم ضرورت ہے وہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کی مدح کرنا موجودہ حالات میں آسان نہیں رہی۔

دین سے غافل طبقہ، مساجد و مدارس سے دور رہنے والے افراد، علماء اکابرین سے کٹتی ہوئی دنیا، دینی لٹریچر کے بجائے جھوٹی کہانیوں پر مشتمل ناول پڑھنے والے افراد، ناواقفیت کی بنیاد پر مدح اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرقہ واریت تصور کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیات مسلمانوں کے پاس متنازعہ نہیں، پوری دنیا کے مسلمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو بلا نگاہ، بلا اختلاف اپنا مقتدا تسلیم کرتی ہے۔

(باب العلوم کہروڑپکا میں جلسہ سے خطاب)

میں صدیق وعمر رضی اللہ عنہما کے دشمن کو بھائی نہیں سمجھ سکتا

اللہ نے میرے دل میں ایسی کوئی وسعت نہیں رکھی ہے کہ میں صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے دشمن کو اپنا بھائی سمجھ لوں۔

اگر اللہ میرے دل میں یہ وسعت رکھ چھوڑتے ، میں سمجھ لیتا، جب خالق نے میرے دل کو اتنا تنگ کر دیا ہے کہ میں ان جنتیوں کے خلاف نہ سن سکتا ہوں، نہ ان کے خلاف بکنے والی زبان سے پیار کر سکتا ہوں، نہ ان کے دشمن کی میرے دل میں کوئی گنجائش ہے۔ پھر آپ مجھے تنگ نظر کہیں، آپ کی مرضی ہے......

کچھ اور کہیں آپ کی مرضی ہے۔

شرارتی کہیں آپ کی مرضی ہے......لیکن میں وہ دن لا کے چھوڑوں گا جب ان جنتیوں کے خلاف پاکستان کی زمین پر نہ کوئی قلم اٹھے گا۔ نہ زبان بھونک سکے گی۔

(باب العلوم کہروڑپکا میں جلسہ سے خطاب)

نظم وضبط ضروری ہے

سپاہ صحابہؓ کے تمام ورکروں کو میری درخواست ہوگی کہ آپ کو اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی عقیدت ہے تو آپ کو بے نظم، بے ہنگم اور بے لگام ہو کر نہیں چلنا ہوگا بلکہ آپ کو پورے نظم وضبط کے ساتھ اس مسئلہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہوگا۔

نظم و ضبط ایک بہت بڑی چیز ہے۔ ہم قطعاً تخریب کار نہیں ہیں۔ نہ ہمارا یہ پروگرام ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ سپاہ صحابہؓ کی یہ ایک کامیابی ہے کہ گلی گلی، قریہ قریہ، مدحِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہو رہی ہے آٹھ آٹھ، دس دس سال کے بچے "گلی گلی نگر نگر، عمرؓ عمرؓ عمرؓ عمرؓ" کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ اس سے گھبرا کر کچھ طاقتیں یہ چاہتی ہیں کہ ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ جن حالات کے ساتھ یہ باور کرایا جا سکے کہ یہ تخریب کاروں کی جماعت ہے۔ تا کہ جماعت پر بین لگے۔ پابندی لگ جائے، یا اس کو اتنا مارا جائے کہ آئندہ اٹھ نہ سکے، یا کرش کر دیا جائے۔ (باب العلوم کہروڑپکا میں جلسہ سے خطاب)

CamScanner

میرا لگایا ہوا پودا پھل ضرور لائے گا

انجمن سپاہ صحابہؓ ایک پروگرام لے کر میدان عمل میں اتر رہی ہے، دو لاکھ رضا کار کراچی سے پشاور تک چاہئیں۔ ان شاء اللہ میں راستہ تو وہی دکھلاؤں گا جو منزل تک پہنچنے والا ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ میری زندگی میں اور آپ کی زندگی میں منزل حاصل نہ ہو، لیکن میرا لگایا ہوا پودا ایک دن پھل ضرور لائے گا۔ (ان شاء اللہ)

پاکستان کی زمین پر قرآن کا دشمن، صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت اور ایمان کا باغی پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں ایک نہ ایک دن غیر مسلم اقلیت قرار پائے گا۔

(باب العلوم کہروڑپکا میں جلسہ سے خطاب)

شیعیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں

میرے یہ الفاظ قطعاً شعلہ نوائی نہیں۔ اللہ مجھے معاف کرے۔ رب میرا دل جانتا ہے۔ آپ کو آج یقین آئے نہ آئے، لیکن قیامت کے روز ضرور یقین آ جائے گا کہ میں دل سے بات کرتا تھا یا ریا کاری سے، ہوسکتا ہے کہ آج میں آپ کو اس کا یقین نہ دلا سکوں۔

ماحول اور معاشرے کی خرابی اس حد تک عروج پر چلی گئی ہے کہ لوگوں میں ایک بداعتمادی کی فضا پیدا ہے۔ انہیں یقین نہیں آتا، ہوسکتا ہے کہ میں اس معاشرے میں آپ کو یقین نہ دلا سکوں۔ لیکن میرا رب جانتا ہے کہ میں اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلے میں منافقت کفر کے مترادف سمجھتا ہوں۔ میں قطعاً اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو کسی بھی کریڈٹ کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ رب وہ دن نہ لائے جس دن ہم یہ کمینی حرکت کریں۔ ہم نے سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا ہے۔ سوچ سمجھ کر میدان میں آئے ہیں۔ اور سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس دھرتی پر جب تک اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کا فیصلہ نہیں کروالیا جاتا۔ اس وقت تک اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرا بازی کو بند نہیں کروایا جاسکتا۔

اگرچہ ایک وقت وہ بھی تھا، جب ہم نے اعلان کیا اور واضح لفظوں میں اعلان کیا کہ

رافضیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو ہماری یہ آواز صدا بصحرا محسوس ہوتی تھی......

کچھ لوگ ہمیں مجنوں کہتے تھے
کچھ لوگ ہمیں پاگل کہتے تھے
کچھ لوگ ہمیں سرپھرا کہتے تھے
کچھ لوگ ہمیں تشدد پسند کہتے تھے
کچھ لوگ ہمیں تخریب کار اور جذباتی کہہ رہے تھے

لیکن ہم نے یہ تمام طعنے سن کر، یہ تمام باتیں سن کر بھی اپنے کام کو جاری رکھا۔ اور الحمدللہ! آج یہ فضا ہے واللہ! سعودی عرب، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا، برطانیہ، امریکہ اور عرب امارات کے علماء اس بات کا فیصلہ دے چکے ہیں کہ شیعیت اسلام کا حصہ نہیں ہے۔ شیعیت کفر ہے۔ اس کا دور دور تک اسلام کے ساتھ کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔

(رحیم یار خان میں جلسہ عام سے خطاب)

ہماری آواز محض دارالافتاء اور منبر ومحراب تک محدود نہیں رہی

آج اس مؤقف پر کہ دشمنانِ اصحابؓ رسول ﷺ کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم اکیلے نہیں ہیں۔ ملت اسلامیہ کے مقتدر علماء ہمارے ساتھ ہیں۔ بلکہ ایک حقیقت یہ بھی سامنے آگئی ہے۔ جو آپ کے لیے بڑی تعجب کی بات ہوگی۔ کہ ہماری یہ آواز اب علماء کے دارالافتاء تک محدود نہیں رہی۔ ہماری یہ آواز اب صرف منبر ومحراب تک محدود نہیں رہی۔ ہماری یہ آواز اب صرف ایک حلقے تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ یہ آواز بہت بڑے ایوانوں میں پہنچ چکی ہے۔ بلکہ ان ایوانوں میں یہ فیصلہ ہوتے ہوتے رہ گیا ہے۔ اگرچہ ہم مایوس نہیں ہیں۔ ایسا وقت بہت جلد دوبارہ آنے والا ہے اور آجائے گا۔ تاہم اتنی بات ضرور ہے۔ کہ ہماری بات بہت دور دور تک پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ میں آپ کے سامنے اس بات کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی دھرتی پر جنرل ضیاء الحق مرحوم شیعوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا چاہتے تھے۔

(رحیم یار خان میں جلسہ عام سے خطاب)

﴾ ہم نے راستہ ہموار کر دیا ہے ﴿

ہوسکتا ہے کہ ہماری زندگیوں میں قادیانیوں سے بڑے کفر کو پاکستان میں تسلیم نہ کیا جائے۔لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کافر کے کفر کو پاکستان کی دھرتی پر مانا جائے گا۔ ضرور مانا جائے گا۔اس کے بغیر چارہ کار نہیں ہے اور یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ ہم نے وہ لائن واضح کر دی ہے، ہم نے وہ راستہ ہموار کر دیا ہے۔ہم نے اس لائن پر سنی نوجوان کو ڈال دیا ہے کہ......

یہ نوجوان لہو دے ڈالے گا

یہ نوجوان تختہ دار پر چڑھ جائے گا

یہ نوجوان موت قبول کرلے گا

یہ نوجوان سر دے گا

اس نوجوان کے سر نیزوں کی انیوں پر لگا دیئے جائیں گے۔

لیکن یہ نوجوان وہ دن لا کر چھوڑے گا، جس دن پاکستان کی زمین پر صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا کا دشمن، کائنات کے بدترین دشمن کافر کی حیثیت سے جانا پہچانا اور لکھا جائے گا۔

(رحیم یار خان میں جلسہ عام سے خطاب)

باب ششم

آوازِ دوستاں

○

ابھی تک مہکا ہوا ہے سارا چمن
پھولوں کی مہکار تھا حق نواز
(حافظ محمد اقبال سحر)

صحابہؓ کا پرچم اُٹھائے چلا چل

شاعرانقلاب ملک شہادت علی طاہر، جھنگ

(یہ نظم جناب ملک شہادت علی طاہرؔ نے امیرعزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید ؒ کی زندگی میں جماعت کے ابتدائی دنوں میں لکھی اور بے شمار جلسوں میں پڑھی۔ شاعر کی بلندیٔ تخیل سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سپاہِ صحابہؓ کی اُٹھان کیسی تھی اور کتنی برق رفتاری سے اس جماعت کے سٹیج سے پاکستان کے گلی کوچوں میں عظمت صحابہؓ کے گُن گائے اور پرچم لہرائے جارہے تھے۔)

صحابہؓ کا پرچم اُٹھائے چلا چل — قدم آگے آگے بڑھائے چل
ابوبکرؓ کی یہ صداقت کا جھنڈا — عمرؓ کی نرالی عدالت کا جھنڈا
یہ عثمانؓ کے تاجِ شہادت کا جھنڈا — یہ پرچم علیؓ کی شجاعت کا جھنڈا
شجاعت سے اس کو اُڑائے چلا چل — قدم آگے آگے بڑھائے چل
آیا حق نواز انقلاب آ گیا ہے — یہ انجمن[1] کا بن کے نواب آ گیا ہے
بپھر کر سپاہ[2] کا سیلاب آ گیا ہے — یقیناً شیعوں پر عذاب آ گیا ہے
یہ اعلان ہر سُو سنائے چلا چل — قدم آگے آگے بڑھائے چل
رہے شیرِ جھنگ[3] کی قائم سرپرستی — بنی انجمن[4] ہر شہر بستی بستی
صحابہؓ کے دشمن کی پستی ہے پستی — ختم ہوگئی زورِ کفر کی یہ مستی
تُو مٹی میں ان کو ملائے چلا چل — قدم آگے آگے بڑھائے چل
سپاہِ صحابہؓ کی جو انجمن ہے — اِسے کرنا باطل کو اِک دن دفن ہے
طاہرؔ اس کے نغمے تو گائے چلا چل — قدم آگے آگے بڑھائے چل

[1] انجمن سپاہِ صحابہؓ [2] انجمن سپاہِ صحابہؓ [3] علامہ حق نواز جھنگوی شہید ؒ [4] انجمن سپاہِ صحابہؓ

عزیمت کا کوہِ گراں

حاجی غلام شبیر منہاس، چکوال

جھنگ صدر سے شمال کی سمت سفر کریں تو ۲۵ میل کے فاصلے پر تھانہ مسن کی حدود میں واقع موضع چیلہ رجانہ کے قریب ایک بستی چاہ بوہڑ والا کہلاتی ہے۔ اِس گاؤں میں موجود غریب اور متوسط کسانوں کے گھروں میں سے ایک گھر میاں ولی محمد کا تھا، جو علاقہ کا ایک معمولی کسان اور کھوجی تھا۔ ولی محمد کی قوم سپرا کہلاتی تھی۔

ملکِ پاک کو انگریزوں اور ہندوؤں سے آزاد ہوئے پانچ برس ہو چکے تھے۔ لیکن اِس بستی چاہ بوہڑ والا اور اِس کے گرد و نواح میں ابھی تک آزادی کا سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔ اِن غریب کسانوں کے شب و روز اب بھی ویسے ہی تھے، جس طرح قیامِ پاکستان سے قبل! اِن کی قسمت، ان کی زندگی و موت، ان کے حال و مستقبل اور اِن کی سمت کا تعین آج بھی وہی جاگیردار کیا کرتے تھے، جو انگریز کے ٹاؤٹ اور چمچے تھے۔

یہ مسئلہ صرف چاہ بوہڑ والا کے باسیوں کا نہیں تھا۔ بلکہ انگریز اپنے دورِ اقتدار میں یہاں ایسے وفادار پیدا کر گیا تھا، جنہوں نے پورے جھنگ کو اپنی نحوست میں لیا ہوا تھا۔ یہ لوگ بے بسی و لاچارگی کی تصویر بنے نہ دنیاوی مسائل میں آزاد تھے اور نہ دین داری کے معاملہ میں! اِن جاگیرداروں کا تعلق ایک باطل فرقے سے تھا۔ اسلام سے بے زاری اِن میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اِن کی یہی روش انگریزوں سے اِن کی قربت کی وجہ بنی تھی۔ لہٰذا انگریز کے چلے جانے کے بعد بھی یہ لوگ اِس علاقہ کے اَن داتا تھے۔

(اعزازی) میجر مبارک، (اعزازی) کرنل عابد، نواب اسماعیل خان سیال، مہر رجب خان، محمد حسین قریشی، دولت خان اعوان، احمد خان ہراج، احمد خان لاشاری بلوچ

CamScanner

اور رجوعہ کے حیدر شاہ و بہادر شاہ جیسے لوگ انگریز کو ضلع جھنگ میں وافر مقدار میں میسر آئے، جن کو رائے بہادر، خان بہادر، خان صاحب اور اعزازی رینک دے کر انگریز حکومت نے اپنے ناپاک مقاصد پورے کئے۔ آج یہ لوگ اور ان کی نسلیں جھنگ کے سفید وسیاہ کی مالک تھیں، جو اہلیانِ جھنگ کو دنیا کے ساتھ ساتھ دینی معاملات میں بھی اپنے تابع رکھنے کی پالیسی پہ کاربند تھیں۔ گویا ہر طرف فرعونیت کا راج تھا۔ ہر سُو اندھیری رات تھی۔ لوگوں کی نبضیں ٹوٹ رہی تھیں۔ سانسیں اُکھڑ رہی تھیں۔ سفید ریش بوڑھے بے بسی سے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھاتے اور سوچتے کہ کیا زمین اتنی ہی بنجر اور بانجھ ہوگئی ہے کہ ایک موسیٰ بھی پیدا کرنے سے قاصر ہے۔ بوڑھی مائیں سوچتیں کہ ہم یا ہمارے بڑوں سے ایسا کون سا گناہ سرزد ہوگیا ہے کہ جس کی ہمیں اتنی بڑی سزا مل رہی ہے۔ کیا قدرت کبھی بھی وقت کے نمردوں کے لئے ہماری کسی جھونپڑی میں کوئی ابراہیم نہیں لائے گی۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگنا، رو رو کر خدا کے حضور التجائیں کرنا بالآخر کام آ ہی گیا۔

قیام پاکستان کے پانچ برس بعد چاہ بوہڑ والا میں میاں ولی محمد کے گھر جولائی ۱۹۵۲ء کو ایک بچے نے جنم لیا، جس کا نام ''حق نواز'' رکھا گیا۔ حق نواز محض ایک سال کا تھا کہ والدہ محترمہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور پرورش پھوپھی صاحبہ نے اپنے ذمہ لے لی۔ علاقہ کے لوگ اِس دُبلے پتلے بچے کی قسمت پہ تبصرے کر رہے تھے کہ اتنی چھوٹی عمر میں والدہ کی شفقت سے محروم یہ لاغر سا بچہ کیسے پلے بڑھے گا۔ لیکن قدرت کا ملہ کچھ اور ہی فیصلہ کر چکی تھی۔ کسی کے وہم و گماں میں بھی نہیں تھا کہ خدائے بزرگ و برتر ماں کی ممتا سے محروم اس کمزور جسامت بچے سے وہ کام لینے کا فیصلہ کر چکی ہے، جس کو اُمت رہتی دنیا تک یاد رکھے گی۔ یہ بچہ عنقریب بے زبانوں کی زبان، بزدلوں اور کمزوروں کی جرأت و طاقت، نمردوں کے لئے ابراہیم اور فرعونوں کے لئے موسیٰ بنے گا۔ نہ صرف دنیاوی جاہ و حشمت رکھنے والے جاگیرداروں کی ناک میں نکیل ڈالے گا بلکہ اُمت کو ایک بہت بڑے فتنے سے بچانے کا سبب بھی بنے گا۔ بچے کی قسمت پہ چیخ چیخ کرنے والے بے خبر تھے کہ یہی تو وہ خوش بخت ہے کہ جس کے تذکرے کے بغیر مؤرخ تاریخ رقم نہیں کر سکے گا۔ دنیا میں جس کی

عزیمت و استقامت ضرب المثل بن جائے گی اور لوگ بچوں کو اس کی دلیری کی کہانیاں سنایا کریں گے۔

حق نواز پرائمری میں تھا کہ ایک بار محفلِ شبینہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اگلے ہی دن قرآنِ پاک حفظ کرنے کی ٹھان لی اور ماموں جان محمد کی شاگردی میں محض دو سال میں قرآن کریم معصوم سینے میں محفوظ کرلیا۔ حفظ کے بعد دار العلوم کبیر والا سے درسِ نظامی کی تکمیل کی اور خیر المدارس ملتان سے دورہ حدیث مکمل کیا۔

۲۳/ اگست ۱۹۷۳ء کے دِن مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ جھنگ شہر میں محلّہ پیپلیاں والی (موجودہ جامع مسجد حق نواز شہید) مسجد میں بطورِ خطیب تشریف لائے اور یہاں سے ہی اصل کہانی کا آغاز ہوتا ہے۔

یہ وہ دَور تھا جب پاکستان دولخت ہو چکا تھا اور دنیا تیزی سے اسلام کے نام پہ معرضِ وجود میں آنے والی اِس ریاست کے باقی حصّے کو بھی ختم کرنے کے در پہ تھی۔ ملک کی باگ ڈور یحیٰی خان جیسے بدقماش لوگوں کے ہاتھ میں تھی۔ دینی قوتیں منتشر تھیں اور باطل فرقے تیزی سے اپنی صف بندیوں میں مصروف تھے۔ انہی حالات میں ایک ایسا سانحہ ہوا کہ جس نے عالم اسلام کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں۔ ۱۹۷۹ء میں ایران میں ایک انقلاب برپا کیا گیا، جس کو اسلامی انقلاب کا نام دیا گیا۔ لیکن بہت جلد انکشاف ہوا کہ اِس نام نہاد اسلامی انقلاب کا اسلام جیسے آفاقی مذہب سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ عالمی کفریہ طاقتوں کی اسلام کے خلاف ایک گھناؤنی سازش ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تو پورے عالمِ اسلام نے اِس پر اتفاق کیا کہ آئندہ کسی ایسے فتنے کی شروع میں ہی سرکوبی کر دی جائے جو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہو۔ اب بین الاقوامی شیطانی قوتوں نے اسلام کے نام پر ہی اسلام سے گھناؤنا کھیل کھیلنے کا فیصلہ کیا اور باہمی مشاورت سے اِس کا ہیڈ کوارٹر ایران کو بنایا گیا تاکہ مسلم دنیا چوکنا نہ ہو جائے۔ وہاں اپنی خواہشات کے مطابق مہرے سجا کر ایک انقلاب برپا کیا گیا اور بہت جلد اِس انقلاب کو پورے عالمِ اسلام کو برآمد کرنے کا پلان بنا۔ پاکستان چونکہ بدقسمتی سے ایران کا ہمسایہ ملک ہے۔ چنانچہ بہت جلد

CamScanner

اس نام نہاد انقلاب کی لہریں اور ارتعاش ارضِ پاک پہ سنائی دینے لگا۔

یہ وہ وقت تھا۔ میں دُہرا رہا ہوں کہ یہ وقت تھا، جب بڑے بڑے مفتی، علمائے، مُلّا اور گدّی نشین اس انقلاب سے متاثر ہو چکے تھے۔ وہ خانہ فرہنگ جانا اعزاز اور خمینی کی سالگرہ کے کیک کاٹنا فرضِ عین سمجھتے تھے۔ اخبارات و رسائل اِس انقلاب کے تذکروں سے بھرے ہوتے تھے اور اسلام کے نام پر ایران سے آنے والے ناپاک و غلیظ لٹریچر و کتب کو لوگ چوم رہے تھے۔ کفریہ کتابوں کو سینے سے لگا رہے تھے۔ کراچی تا خیبر اور کوئٹہ تا بلتستان خاموشی چھائی تھی۔

ایسے حالات میں چاہ بوہڑ والا کے باسی میاں ولی محمد کا وہ کمزور و نحیف بیٹا حق نواز میدان میں اُترا جو صرف ایک سال کا تھا تو اُس کی والدہ محترمہ دنیا سے رحلت کر گئی تھیں۔ لوگ جس کے بارے میں کہتے تھے کہ اب اس بچے کا کیا بنے گا؟ یہ تو پہلے ہی بڑا لاغر ہے۔ وہی لاغر جسامت والا، فولادی عزم لے کر جب میدان میں اُترا تو باطل کو بدر یاد آ گیا۔ اس عظیم سپہ سالار نے اِس کفر کا راستہ روکنے کے لئے ٦ ستمبر ١٩٨٥ء کے دن ٢٩ شاہینوں پہ مشتمل ایک سپاہ کی بنیاد رکھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ پورے ملک اور پھر سرحدوں سے باہر دوسرے ملکوں تک بھی پھیلتی چلی گئی۔ یہ جب میدان میں اُترا اور کفریہ طاقتوں کی طرف پیش قدمی شروع کی تو پھر نہ تو پیچھے ہٹا اور نہ مُڑ کر دیکھا۔ اس پہ زندگی تنگ کر دی گئی۔ اِس پہ 302 کے مقدمات بنے۔ اس کو اُلٹا لٹکا کر مادر زاد ننگا کر کے مارا گیا۔ اس کو پوری پوری رات اُلٹا لٹکایا گیا۔ اِس کے جسم کو گرم سلاخوں سے داغا گیا۔ اِس کو پانی مانگنے پر وہ چیز دی گئی جس کو میں تحریر نہیں کر سکتا۔ اس پر زباں بندی، ضلع بندی اور صوبہ بندی کے وار کیے گئے۔ اِس کو بار بار ٹارچر کیا جاتا رہا۔ موت ہمیشہ اس کے تعاقب میں رہی۔ لیکن یہ شہر شہر، گلی گلی اور قصبہ قصبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ترانے گاتا رہا۔ یہ کفر کو ننگا کرتا رہا اور بالآخر اپنے اسی جرم کی پاداش میں ٢٢ فروری ١٩٩٠ء کی شام اپنے ہی گھر کی دہلیز پہ گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔

جھنگ کا یہ باسی، عزیمت کا یہ کوہِ گراں، ہمت و استقامت کا یہ بحرِ بیکراں، مجدّدِ وقت، امیرِ عزیمت، امامِ سُنّی انقلاب، مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ آج جامعہ محمودیہ جھنگ

میں اپنی لحد مبارک میں آرام فرما ہے۔ وہ خود منوں مٹی تلے دفن ہو گیا۔ اُس نے خود تو موت کی چادر اوڑھ لی لیکن وہ اِس قوم، اِس اُمت کو ایک نئی زندگی عطا کر گیا۔ وہ اَن گنت مسلمانوں کا ایمان بچا گیا۔ آج اُسی مردِ قلندر کی قربانی کا صدقہ ہے کہ کل تک جس مسئلہ پہ مفتی صاحبان، حضرات علمائے کرام اور صاحبانِ جُبّہ و دستار گومگو کیفیت کا شکار تھے، آج ایک کم سن توتلی زبان والا بچہ وہ مسئلہ بے دھڑک بیان کر دیتا ہے۔ وہ واقعی زندگی تھا۔ وہ لاشک ہماری رگوں میں دوڑتا ہوا ایمان تھا۔ وہ بے شک اِس اُمت کی غیرت وحیا کا پیکر تھا۔ آج پورا عالمِ اسلام بالخصوص پاکستان اِس محسنِ اعظم "حق نواز رحمۃ اللہ علیہ" کو سلام پیش کرتا ہے، جس نے نہ صرف ہمارا ایمان بچایا بلکہ پاکستان کو شام، لبنان، عراق اور بحرین بننے سے بھی بچالیا۔ اُس عظیم انسان کی قبر سے آج بھی یہ صدا سُنی جا سکتی ہے کہ ۔

قوم کیا ہے؟ قوموں کی امامت کیا ہے؟
یہ کیا جانیں بے چارے دو رکعت کے امام

اُس کو جتنا دبایا، اُبھرتا گیا

حافظ نثار احمد صدیقی، بورے والا

سنا تھا کہ مومن بے تیغ بھی لڑتا ہے، مگر اس کی علت ایمان بتائی گئی۔ یہ شنید دید میں اس وقت تبدیل ہوگئی، جب امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک للکار سے کفر کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ کفر کی انتہا مادیت پرستی ہے، کفر اپنی تمام تر توانائی صرف کر کے بھی ان کی آواز کو نہ دبا سکا۔ بقولِ شاعر:

وہ جبر کے مقابل بپھرتا گیا
اُس کو جتنا دبایا، اُبھرتا گیا
کفر کی وہ دیواریں ہلاتا رہا
ظلم سہتا رہا دُکھ اُٹھاتا رہا

بہت جلد ان کے ایمان کی حرارت، ان کے رفقاء، ہم عصر اور دیگر احباب کو گرمانے لگی۔ پھر دیکھتے دیکھتے ہی کارواں بنتا چلا گیا۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ بانی کے اخلاص کی کیا انتہا ہوگی کہ ایک ادنیٰ سا کارکن بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و ناموس پر اپنی جان نچھاور کرنے کو سعادت سمجھتا ہے۔ اس مردِ قلندر نے کفر کو بار بار چیلنج کیا کہ آؤ مباہلہ کر لو۔ لیکن ابن سباء کی اولاد کو کہاں ہمت!

اللہ تعالیٰ کو علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پکار اس قدر پسند آئی کہ دنیا کے مرکز مکۃ المکرّمہ میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صدا گونجی۔ آج پوری دنیا کا کفر انگشتِ بدنداں ہے کہ یہ سب کیسے ہوگیا؟ بقول شاعر:

اولٰئك آبائی فجئنی بمثلهم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

استدراک

مولانا محمد الیاس بالاکوٹی، جھنگ

(مضمون نگار مولانا محمد الیاس بالاکوٹی مدظلہ صاحب علم، خوش مزاج، اعلیٰ اخلاق، ہشاش بشاش طبیعت اور ڈھیروں خوبیوں کے مالک ہیں۔ تحریر وتقریر پر یکساں ملکہ رکھتے ہیں۔ حالات وواقعات کو پرکھنے، سمجھنے اور تجزیہ کرنے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہیں۔ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کے دیرینہ اور گہرے دوستوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کی حیات مبارکہ پر ایک شاندار اور یادگار کتاب ''امیر عزیمت'' تحریر کی، جس کے اب تک پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں متعدد رسائل واخبارات میں آپ کے کالم شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مدحِ صحابہؓ ڈائری 2012ء منظر عام پر آئی تو فون کے ذریعے مجھے مبارک باد دی، خوشی کا اظہار کیا اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ میں نے جب زیرِ نظر کتاب ''حق نواز سے زندگی'' کے لئے رابطہ کیا تو آپ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے معلومات سے بھرپور ایک مضمون ای میل کیا، جو نذرِ قارئین ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے۔ (آمین) .... از حافظ محمد اقبال سحر)

لقب ''امیر عزیمت''...... کیسے؟

یہ سوال اکثر عزیزوں اور سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں نے پوچھا کہ مولانا شہید کو امیر عزیمت کا لقب کس نے دیا اور کب ملا؟ تو اس کا پس منظر یوں ہے...... 1989ء کے ابتدائی ایام ہوں گے، مسجد میں ایک اجلاس ہو رہا تھا، جس میں متعدد رفقاء واحباء نے مولانا کو ان کی شجاعت، حق گوئی اور استقامت پر خراج عقیدت پیش کیا۔ اس اجلاس میں سپاہ صحابہؓ ضلع جھنگ کے اہم رکن اور معتمد علیہ جناب اکرام الحق صدیقی نے کہا۔ ''میرا جی چاہتا ہے کہ جس طرح حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کو امیر شریعت کا لقب دیا گیا، سی طرح ہم حضرت مولانا موصوف کو امیر عزیمت کا لقب دیں۔'' اس وقت موجود حضرات نے اسے سراہا اور اسے موزوں قرار دیا۔ جسے بعد میں صدیقی صاحب نے اپنے متعدد ضامین میں استعمال کیا۔ بندہ (محمد الیاس بالاکوٹی) نے اس لقب کو ان کی سرفروشانہ اور

انقلابی زندگی اور اسی راہِ وفا پر شہادت کے منطبق پا کر اور موزوں سمجھ کر ان کی سوانح حیات کو اسی نام سے موسوم کیا، جو اَب پوری دنیا میں متعارف ہے۔ اس طرح مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ ''امیر عزیمت'' کہلائے۔

انقلابی حکمت عملی کے مجدد

میرے سمیت کئی مضمون نگار حضرات اس پر اظہار خیال کرتے رہتے ہیں کہ شیعہ فرقہ... عقیدہ تقیہ کے بل بوتے اور استار کے پردے میں مسلمانوں کا روپ دھار کر کفر و الحاد و زندقہ پھیلانے کے علاوہ اہل اسلام کے خلاف سازشوں کے نوع بہ نوع جال بُن کر ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرتا رہا ہے.... جسے صاحب مطالعہ و اہل بصیرت بخوبی جانتے ہیں۔ اکابرین امت میں سے بعض نے ان کی سازشوں، غداریوں، ملت فروشیوں پر بہت کچھ لکھا .... مگر ان کے مذہب کی حقیقت کا پورا سیر حاصل مطالعہ نہ کیا اور نہ ہی تقیہ بازی کی اوٹ میں چھپے راز کو پانے کی سعی کی۔ اس لئے از راہِ احتیاط فتوائے کفر لگانے سے احتراز کیا۔ جبکہ جن اکابرین نے بالاستیعاب مکمل شیعیت اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ کیا، نیز ان کی کارستانیوں، خون ریزیوں کے ساتھ ساتھ الحادی تحریکوں کا ساتھ دینے، اہل اسلام کے خون سے ہولی کھیلنے، قتل و غارت گری کو باعث اجر و ثواب گرداننے کو پڑھا، سنا، سمجھا اور بعض کو مشاہدہ کرنے کا واسطہ پڑا تو انہوں نے نہ صرف کافر بلکہ اشد کفار قرار دیکر مسلمانوں کو ان کی دسیسہ کاریوں اور دجل و فریب سے بچنے کی تلقین کی اور ان کو اسلام کا دشمن طبقہ قرار دیا۔

ہمارے رواں دور میں خمینی علیہ ماعلیہ کے ایران میں انقلاب اور اس اندھیر نگری اور ظلم و جور کو میڈیا کے ذریعہ سابق شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کے دور اور اقدامات کے پردے میں اسلامی انقلاب قرار دے کر پورے عالم اسلام کو اس کفریہ و الحادی تحریک کو اسلامی انقلاب باور کروا کر دھوکہ دہی کی گئی۔ شیعہ فرقہ کی ان زہریلی ملت فروشیوں پر مبنی روش کے خلاف کئی اخلاص سے معمور تحریکیں چلیں، مگر رافضیہ ملاعنہ کا عقیدہ تقیہ ہمیشہ ان کو تحفظ فراہم کرتا رہا، جیسا کہ ان کی مسلمہ حدیث ہے: ''التَّقِيَّةُ مِنْ دِينِي ودين آبائي من لا تقية له لا دين له'' حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب اس قول کا مطلب

یہ ہے کہ امام فرماتے ہیں۔ ''تقیہ (فراڈ) میرا اور میرے آباؤ اجداد کا مذہب ہے جو تقیہ باز نہیں اس کا دین ومذہب سے کوئی تعلق وواسطہ نہیں''۔ یہودی ذہن نے کیسا اختراع کر کے ائمہ کے سر مڑھا ہے۔ جبکہ رافضیہ تقیہ کو اپنے مذہب کی اساس و بنیادی حصہ سمجھتے ہیں اور اسی کے سہارے مسلمانوں کے اندر گھسے سب کارستانیاں کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ شیعہ فرقہ مسلمانوں سے علیحدہ نہ ہوسکا۔

حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ فرقہ کے پورے مذہب کا مطالعہ کیا، ان کی مکمل تاریخ پڑھی اور اس کا پورا تجزیہ کیا کہ اس فرقے نے اہل اسلام اور مسلمانوں کو جتنا نقصان دیا ہے... اتنا صریح کھلے کفار کے ہاتھوں ملت اسلامیہ کو نہیں پہنچا۔ پھر صدیوں سے ان کی یہ گھناؤنی ملت فروشی کا مشاہدہ ہونے کے باوصف اکابرین امت اور اساطین اسلام کی مساعی اس سلسلے میں بارآور کیوں نہیں ہوئی؟ اس کی وجہ سوائے مکاری اور تقیہ بازی کے اور نہ سامنے آئی، جس کا پردہ اس زمانے میں ان کے نئے امام زمانہ جناب آیت اللہ خمینی نے چاک کیا۔ خمینی نے تقیہ کا عقیدہ چھوڑ کر کھلے عام کفر لکھا اور کہا، اس نے قول وعمل میں ......تحریروں تقریروں میں ......تدابیر واقدامات میں کھلے عام اسلام اور اہل اسلام کے خلاف زہر اگلا اور اپنی قوم کو اس ڈگر پر چلایا۔ ایسی ہدایات دیں جن میں تقیہ کو منسوخ کر ڈالا۔ اس بدبخت ازلی نے سرور کونین مفخر موجودات نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی ناکام لکھا اور نامراد کہا (نعوذ باللہ) حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو صریح کافر و زندیق لکھا، پھر اپنی اس غلیظ، خبیث تحریک اور نظریہ کو پوری دنیائے اسلام میں پھیلانے کی مکمل کوشش شروع کر دی اور کھلے عام مسلم ممالک کے تختے الٹنے اور اقتدار پر قبضے کے منصوبے بنائے اور چلائے۔

ان حالات وواقعات اور پس منظر میں امیر عزیمت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے پوری سوچ وبچار، تدبر وبالغ نظری سے کام لیتے ہوئے یہ مشکل وجاں گسل بلکہ ایک گونہ خطرناک فیصلہ کیا، جس کا آپ نے اپنے کئی بیانات وتقاریر میں برملا اظہار کیا کہ شیعہ جو آج تک کافر ہوکر اپنے کفر پر اصرار کے باوجود تعدّی وسینہ زوری، بدعقیدگی اور اسلام دشمنی، امت محمدیہ

سے بارہا فریب وغداری کے مسلمان بن کر اسلامی فرقہ کہلا کر مسلمانوں میں گھسا ہوا ہے۔اب جبکہ ایرانی زرتشتی خمینی نے بھی اس طبقہ کو ننگا کر دیا ہے تو اس ناسور اور غلیظ چیتھڑے کو مقدس و مطہر جسد اسلامی سے عملاً علیحدہ کرنا ناگزیر ہو گیا۔اس کے لئے انہیں ایک مشکل اور سخت قدم اٹھانا پڑا کہ ان کے کفریات کو صرف تحریر و فتاویٰ اور دھیمے لہجہ میں ہلکا پھلکا بیان تک نہ رہنے دیا جائے۔یہ کام تو میرے اکابرین اور موجودہ علماء بطریق احسن سرانجام دے گئے اور دے رہے ہیں۔یہ کام مدلل مبرھن مسلسل ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔اس طریق سے شیعہ ظلوم وجہول پر کوئی ذرا سا اثر نہ پڑا، نہ ہی آگے امید ہے۔اب میں اس بدمذہب، بد باطن، کھلے باطل پرست فرقے کو علیٰ رؤس الاشتہاد کیوں نہ ننگا کروں.....میں ان کا کفر والحاد و نفاق اور غداریوں کی روئیداد سر عام بیان کروں گا۔ان کو کافر ثابت کر کے حاضرین وموجودین سے کافر کہلواؤں گا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے والوں کو میں گالی بنا کر رکھ دوں گا۔چنانچہ یہ نعرہ گونجنے لگا" کافر، کافر، شیعہ کافر" گو کہ یہ نعرہ انتہا پسندانہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام اس قسم کی سرگرمی میں مشغول کر دیئے گئے ہیں۔مگر جوں ہی یہ قدم اٹھایا گیا......شیعہ فرقہ چوکنا ہو گیا کہ ہاں......ہاں......یہ کیا سن رہے ہیں......یہ کیا ہو گیا؟ فوراً مصلحت پسند علماء، سیاسی عناصر کی طرف رجوع کیا کہ دیکھیں جی! یہ انتشار پھیلا رہے ہیں، فرقہ بندی کی جا رہی ہے۔گویا کہ ان کی زکوٰۃ سے استثناء، علیحدہ نصاب تعلیم منوانے، دارالحکومت اسلام آباد پر یورش، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ چلانے سے دعوت اتحاد دی جا رہی تھی۔

بہر حال اس نعرے نے تشخیص کی راہ کھول دی، خط امتیاز کھنچ گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرائی طبقہ محتاط ہو گیا، ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور اپنے تحفظ کی فکر میں مبتلا ہو گئے۔اب جو یہ نعرہ بلند ہوا تو ملک کے در و دیوار، گلی کوچہ، بازار، پہاڑوں کی چوٹیاں گونج اٹھیں، سائن بورڈ، سواریاں اور گاڑیاں اسی نعرے سے مزین نظر آنے لگیں۔ہم اسے خوبی یا مستحسن قرار نہیں دے سکتے، مگر صدیوں سے مقدسین، مطہرین، مومنین، قانتین پر تبراء کا یہ فطری ردعمل تھا جو بغیر کسی کے کہے اور ہدایت دیئے ہوا اور ہو رہا ہے۔گو کہ اپنوں، پرایوں، دوست و دشمن

تمام اطراف سے اس کے خلاف آواز اٹھی کہ اجی! یہ ہمارے اکابرین کے طرز و عمل و انداز فکر کے خلاف ہے۔اس سے فرقہ واریت کو تقویت ملے گی۔ملک میں خانہ جنگی کی صورت پیدا ہونے کا خدشہ ہے (یعنی شیعہ جو کچھ کر رہا تھا وہ امن پسندی کے زمرے میں آتا ہے) بہرنوع جو ہونا تھا وہ ہوا وہ سب کے سامنے ہے......عیاں راچہ بیاں!

تاہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ممدوح جماعت سے تنقید و تحقیر اور مخاصمت کا رخ سپاہ صحابہؓ کی طرف پھر گیا۔اب تبراء اور دشنام طرازی کا سر عام چال چلن بھی کافی حد تک تھم گیا، جبکہ اس سے قبل کھلے عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبراء ہوتا تھا، ان کے مثلے پتلے بنا کر جلائے جاتے۔قرآن کریم کو نذر آتش کیا جاتا اور اس قبیح اقدام پر احتجاج کرنے یا مزاحمت کرنے والوں کو گولیوں سے بھون دیا جاتا یا مار مار کر ادھ موا کر کے پھینک دیا جاتا تھا اور کوئی پرسان احوال نہ ہوتا۔اب شیعہ ملاعنہ کو اس نعرے کی زد سے بچنے کے جتن کرنے پڑ گئے۔اب جو ناموس صحابہؓ کی تحریک پھیلی تو یہ نعروں یا تقریر و تحریر یا جلسہ و جلوس سے آگے نکل گئی۔اب یہ بین الاسلامی، عالمی و سیع البنیاد (انٹرنیشنل) تحریک بن گئی۔اس کی گونج ایران سے شام و عراق، فلسطین و سعودیہ، افغانستان کے در و دیوار کو دستک دے رہی ہے۔اب سوچئے! امیر عزیمت شہید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ انقلابی قدم، جوابی محاسبہ......جدید طرز فکر نہیں؟ مجددانہ اقدام نہیں؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے فرامین سے ایک اقتباس نقل کر دیا جائے۔

اقتباس

''یہ ایک انداز رہا ہے ہمارا اور ہمارے اسٹیج کا......کہ شیعہ اعتراض کرتا رہا، ہم جواب دیتے رہے۔شیعہ معترض رہا ہے اور ہم مجیب رہے ہیں۔وہ سائل رہے ہیں اور ہم جواب کے میدان میں کھڑے رہے۔اور اعتراض بھی یوں نہیں کہ کسی مولوی عالم پر، اعتراض بھی اصحابؓ رسول ﷺ پر۔گویا کیفیت یوں بنی رہی ہے کہ شیعہ مدعی رہا ہے سنی مولوی وکیل رہا، اور اصحابؓ رسول ﷺ ملزم ہوئے (نعوذ باللہ) اور عوام الناس جلسے اور کانفرنسیں وغیرہ کرتے رہے۔گویا کہ چوڑھا اعتراض کرتا رہا......سنی مولوی جواب دیتا

CS CamScanner

رہا۔ بھنگی اعتراض کرتا رہا......اور سُنی وکالت کرتا رہا۔ کافر......صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان پوچھتا رہا ہے......اور سُنی مولوی جواب میں کتاب کھول کر دلائل سے اسے قائل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مومن ہیں۔ہم نے یہ لائن بدل دی ہے......کون ہوتا ہے کوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان پوچھنے والا......کون ہوتا ہے عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان پوچھنے والا......؟ ہم اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملزم کی حیثیت سے کیوں لائیں؟ مجرموں کو ملزموں کی حیثیت سے کیوں نہ لائیں......ہم شیعہ کو ملزم کی حیثیت سے کیوں نہ لائیں......؟ ہم نے لائن بدل دی ہے......کا نٹا بدل دیا ہے......جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان نہیں مانتے وہ کل بھی کافر تھے۔آج بھی کافر ہیں......ہم شیعہ کو کل بھی کافر کہتے تھے، آج بھی کافر کہتے ہیں۔

شیعو! شیعو!......اگر تم نے بوتل کا دودھ نہیں پیا......ماں کا دودھ پیا ہے تو میرے ان الفاظ کو عدالت میں چیلنج کر کے دیکھو......تمہیں صدیاں بیت گئیں۔اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتے ہوئے......اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منافق لکھتے ہوئے......اور ہمیں یہ گندگی پڑھتے ہوئے......اب ہم تمہیں بتلا دیں کہ انتقام لیا جائے گا......ہر چوک پر تمہیں کافر کہہ کر......ہر مسجد میں تمہیں کافر کہہ کر......ہر بازار میں تمہارا کفر آشکار کر کے انتقام لیا جائیگا......اب کوئی حکومت، کوئی ضابطہ ہمیں ہمارے اس نعرے سے باز نہیں رکھ سکتا۔"

مولانا کے متعدد خطابات و بیانات سے ایک کا اقتباس آپ کے سامنے ہے، جس سے ان کا اس سلسلے میں مؤقف واضح ہوتا ہے۔حضرت جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہی کچھ جو شیعہ کی کتابوں میں تھا اور ان کے نزدیک مسلّم تھا....کھلے عام پبلک جلسوں، بڑے بڑے اجتماعات میں بیان کرنا شروع کر دیا اور شیعہ کو چیلنج دیا کہ مجھے دھمکیاں نہ دو....میرے دلائل کا رَدّ کر کے دکھاؤ یا مجھ پر عدالت میں مقدمہ دائر کر کے ثبوت لو، یا مجھے جھٹلاؤ۔اس کے علاوہ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکابر کے اس فرقہ سے متعلق فتاوٰی اور دیگر ارشادات وملفوظات کتابوں سے کھول کر عوام میں علی الاعلان بیان کر کے، ان فتاوٰی کو چسپاں کر کے شیعہ کو کافر کہہ کر اور کہلا کر بدنام کیا، ذلیل و رُسوا کیا۔جو لوگ کتوں، بلیوں، بھیڑیوں، یہاں تک کہ گندگی غلاظت، فرعون وہامان وقارون وشداد اور شیاطین کے علاوہ کائنات کی

ہر برائی اور تمام بروں سے کائنات کے انبیاء ورسل کے بعد افضل ترین لوگوں، پیغمبر خدا کے فیض یافتگان کو تشبیہ دیں، انہیں ایسا سمجھیں اور کہیں تو جھنگوی کو آخر یہ حق کیوں نہیں پہنچتا تھا کہ ایسے بدبختوں کو کائنات کے بدترین، غلیظ ترین کافر قرار دے اور کہلائے۔ حضرت امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی یہی تجدیدی فکر تھی جس کی بناء پر ہم انہیں اس موضوع پر مجدد وقت کہنے لگے۔

مجدد کیسے......؟ (پس منظر)

بھیرہ (سرگودھا) کے ایک ممتاز عالم مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے ہی اجلاس میں شریک تھے۔ اجتماع بھرپور تھا، انہوں نے حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس وقت کے کردار کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا۔ ''مولانا اس عنوان کے اس دور میں مجدد ہیں، مَیں انہیں مجدد کے مقام پر فائز دیکھتا ہوں۔'' بعد میں ہمارے مہربان جناب اکرام صدیقی نے ایک مبسوط مقالہ سپرد قلم کیا، بعنوان ''مولانا حق نواز اور مقام مجددیت'' پہلی دفعہ یہ مضمون ماہنامہ ''خلافت راشدہ'' میں شائع ہوا۔ بعد ازیں اس موضوع کو لے کر ایک مبسوط مضمون جناب محمد اقبال سحؔر نے لکھا، جسے معمولی ردّوبدل کے ساتھ جھنگ سٹی کے ایک یونٹ نے عمدہ ٹائٹل اور خوبصورت طباعت کے ساتھ پمفلٹ کی شکل میں چھپوا کر تقسیم کیا۔

راہِ عزیمت کا انتخاب

حافظ محمد الطاف منہاسؒ، چکوال

(حافظ محمد الطاف منہاس رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپ بہت اچھے مقرر، نقیب، کالم نگار اور شاعر تھے۔ حمد و نعت کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے شمار نظمیں لکھیں۔ مشن تحفظ ناموس صحابہؓ کے حوالے سے آپ کا کلام یادگار ہے، جس میں قائدین سے لے کر عام کارکنوں تک حوصلہ و ولولہ کی بے پناہ تھپکیاں موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 5 مئی 2009ء کو مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت کی غرض سے چکوال سے گوجرانوالہ کے لئے محوِ سفر تھے کہ راستے میں دینہ کے قریب کار حادثہ میں شہید ہو گئے۔ دعا ہے اللہ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ (آمین) زیرِ نظر مضمون ''راہِ عزیمت کا انتخاب'' موصوف کی ایک یادگار تحریر ہے، جسے نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے............از حافظ محمد اقبال سحر)

جب ہم انبیائے کرام علیہم السلام...... اصحاب عظام رضی اللہ عنہم یا آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی حیاتِ جاوِداں کا مطالعہ کرتے ہیں تو عزیمت اُن کی خاکِ راہ یا پھر گھر کی لونڈی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرودی آگ کے سامنے ہوں یا حضرت زکریا علیہ السلام چلتے آرے تلے، اللہ کی نیک بندی حضرت آسیہ فرعونی ظلم کے آگے ہو یا نبیٔ وقت حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنی قوم کے سامنے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی وادی میں خاک وخون میں لت پت ہوں یا پھر میدان اُحد میں اپنے دندان مبارک شہید کروا کے اور اپنے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کروا کے اپنے جانثار ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تڑپتے لاشوں کے درمیان کھڑے ہوں...... وہی پروگرام، وہی موقف، وہی فکر، وہی تڑپ، وہی کرب، وہی عزائم، وہی عزیمت...... نہ حالات کی ناموافق ہواؤں کا گلہ نہ مدمقابل کے لئے نرم گوشہ...... پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھیں تو موذنِ رسولؐ اپنے آقا امیہ بن خلف کے سامنے کبھی انگاروں کے اوپر اور کبھی بھاری چٹانوں کے نیچے۔ آلِ یاسرؓ تشدد کی بھٹی کا ایندھن بن کر...... ابو فکیہہ جہنیؓ اپنے سنگدل آقا عبد دار کے سامنے جور و ستم کا شکار ہو کر...... حضرت ابو رفع رضی اللہ عنہ ابولہب سے پٹ کر...... حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ابوجہل کے ہاتھوں دولخت ہو کر،

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا نعمت بصارت سے محروم ہوکر..... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کرب و بلا کے ریگزاروں میں بے یارومددہوکر...... 18 ہزار بے گناہ مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے والے حجاج بن یوسف کے دربار میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ذبح ہوکر بھی نہ تنگیٔ دامن کی فریاد کرتے ہیں نہ حالات کی صرصری یا دِ مخالف کا گلہ...... نہ موجوں کا خوف نہ طوفانوں کا ڈر، نہ بزدلی کی چادر نہ مصلحت پسندی کی تسبیح، بلکہ لٹ پٹ کر جوروستم میں دب کر، کرب والم سے گزر کر بھی......فقط اور فقط عزیمت کا جھنڈا لہراتے نظر آتے ہیں!

بعد کے اسلاف کو دیکھیں تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تک، چار چار بیڑیوں میں جکڑے، گرتے پڑتے، کوڑے کھاتے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر جیل سے اٹھتے شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے تک...... مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دربارِ جہانگیری میں حاضری سے لے کر...... مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت تک ہر لمحہ رخصت و ہزیمت مات کھاتی، دُم دباتی نظر آئی جبکہ عزیمت سینہ تانے گنگناتی، مسکراتی نظر آئی کہ:

شاہوں سے گریزاں تو اصولوں پہ نچھاور
ہم اور بھی ہوجاتے ہیں کچھ اور طرح کے
کرتے ہی نہیں بیعت غاصب کسی صورت
ہوتے ہی نہیں اہلِ وفا اور طرح کے

اسلاف کی تاریخی دستاویز جس نے حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کو واضح تعین کرتے ہوئے راستہ دکھایا! اس دستاویز کے ساتھ ساتھ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کے گردوپیش کے علاقائی حالات نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کو عزیمت کے راستے کے انتخاب پر مجبور کیا۔ وہ جب اسلاف کو پڑھتا، پھر اپنے گردوپیش کو دیکھتا تو اُسے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا۔ چہار سو ظلم وسفاکیت کے برستے بادل، مرہموں سے محروم کرچی کرچی، حسرت و ناامیدی لئے خوں ٹپکتی آنکھوں والے وڈیرہ شاہی کے سائے تلے پروان چڑھنے والے خوف زدہ عوام، ہر طرف کفر والحاد کا رقص وسرور، باب عمر رضی اللہ عنہ کی مظلومیت، تقویٰ مسجد کے خطیب مولانا محمد شریں رحمۃ اللہ علیہ، روڈو سلطان میں مولانا دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ، شوکورٹ میں حافظ محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ کے تڑپتے لاشے، حسو بلیل میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جلا ہوا پتلا، گڑھ

CamScanner

مہاراجہ میں یہ کہہ کر قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کا مذموم واقعہ (کہ شرابیوں کی لکھی ہوئی کتاب کو جلا دو)......اساسِ اسلام یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و رفعت پر شب خون مارتی سینکڑوں کتب کی بھرمار اور نفاذ فقہ جعفریہ کی تحریک......اور اس سب کے بعد جبّہ و دستار، صاحب اقتدار کا خاموش تماش بین بنے رہنا، بھلا کیسے حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کے راستے پر چلنے دیتا؟ پھر قانون ایزدی حرکت میں آیا اور فرعونی شیطنت کے آگے بند موسوی باندھنے کیلئے کلیم زمانہ، دبلا پتلا، نحیف جسم والا، حجرے کے مقفل توڑ کر، میدانِ عمل میں آیا اور مستانہ وار نعرہ لگا دیا:

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اُس کھیت کے ہر خوشئہ گندم کو جلا دو

یہ عزیمت کی راہ جتنی افضل ہے اتنی ہی کرب والم سے اٹی ہوئی ہے۔ کانٹوں کی اس سیج پر چل کر حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنوں کے تند و تیز طعنوں کو برداشت کیا، جھنگ کے کوتوالی تھانہ سے لے کر میانوالی جیل کے تنگ و تاریک ماحول تک وہ مصائب و آلام میں الجھا رہا، اُسے قتل کی دھمکیاں دی گئیں مگر وہ راہِ وفا سے نہ ہٹا۔ بالآخر اُسے 22 فروری 1990ء کو گھر کی دہلیز پر ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا گیا، مگر وہ خاک وخوں میں لت پت ہو کر منوں مٹی تلے جا کر بھی اپنے پیچھے ایک ایسی فوج ظفر موج چھوڑ گیا، جو اُسی راستے عزیمت پر چلتے ہوئے گولی، بیڑی، ہتھکڑی، جیلیں، طعنے، گالیاں سہہ کر، جوانیاں لٹا کر، بچے یتیم کر کے، سہاگ اجڑوا کے، بہنوں کو روتا چھوڑ کر، ممتا کو تڑپتا چھوڑ کر، چاہنے والوں کو سسکتا چھوڑ کر، نہ موقف میں تبدیلی لائے، نہ پروگرام کو رول بیک کیا، بلکہ وہی عزیمت والا سبق جو اسلاف سے میراث میں ملا تھا، اُسے دُہرا اور نبھا رہے ہیں!

میں قسم کھاتا ہوں کہ درد دل رکھنے والا اور شعور کی رمق رکھنے والا انسان کبھی بھی مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے مشن کی صداقت کو نہیں جھٹلا سکتا!

شہید ناموسِ صحابہؓ

مولانا عبدالقیوم حقانی، خالق آباد ضلع نوشہرہ

(مضمون نگار مصنف کتب کثیرہ ہیں، جامعہ ابو ہریرہؓ، القاسم اکیڈمی اور ماہنامہ ''القاسم'' کے بھی سرپرست ہیں، موصوف کی حالات پر گہری نظر رہتی ہے اور بڑی باریک بینی سے حالات کا جائزہ لیتے ہیں۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ عالمی اسلامی تحریکوں کا مطالعہ ان کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔ میں نے جب مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب سے کتاب ''حق نواز ہے زندگی'' کے لئے مضمون لکھنے کی درخواست کی تو آپ نے جواب میں کمال شفقت سے ایک بھرپور تجزیاتی مضمون عنایت کیا، جو آپ کے خلوص و چاہت کا منہ بولتا ثبوت ہے............از: حافظ محمد اقبال سحر)

ناموسِ صحابہؓ کے منّاد، مسلکِ اہلِ سُنّت والجماعت کے ترجمان، دینی اور ملی محاذ کے ممتاز رہنما، بہادر اور نڈر سپاہی، انجمن سپاہِ صحابہؓ کے بانی اور سرپرست حضرت مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت صرف پاکستان کے مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ عالمِ اسلام کے تمام اہلِ سُنّت والجماعت کے لئے ایک المناک اور شدید اندوہناک سانحہ ہے۔ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یہ قابلِ رشک شہادت اور مبارک انجام مردانِ حق اور قافلۂ دعوت وعزیمت کے لئے صد ہزار افتخار کا مقام ہے کہ وہ بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ، سلف صالحین اور اکابرینِ اہلِ سُنّت کے طریقے پر عمل پیرا رہے۔

مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جہد وعمل، جہادِ عزیمت، ابتلاء ومحن میں صبر و استقامت اور شجاعت و بہادری کے اسلامی اور تاریخی عمل کو دوام بخشا۔ شہید ''عَاشَ سَعِیْدًا وَمَاتَ شَهِیْدًا'' کا مصداق بن گئے۔ ابھی وہ جوان تھے اور ان کی زندگی بہت

مختصر رہی مگر قربانی کے روشن چراغ جلا کر دعوت و عزیمت کے سینکڑوں ابواب کو روشن اور تابدار بنا دیا۔

ایران میں خمینی انقلاب کے بعد پورے عالمِ اسلام میں تخریب کاریاں بڑھ گئیں۔ حرمین شریفین میں دنگا فساد، ہلڑ بازی، قتل و غارت گری اور مقدس مقامات کی بے حُرمتی کرائی گئی۔ لبنان میں شیعہ امل ملیشیا کے مظالم، مسلمانوں کو بھوکوں مارنا اور ایران کی زبردست پُشت پناہی، سلمان رُشدی کی رُسوائے زمانہ کتاب اور ایران کے ڈرامائی کردار اور بھیانک پس منظر میں ایرانی عزائم پوری دُنیا پر عیاں ہو گئے۔

ایران بہادر کی شہ پر واخان، ہنزہ، گلگت، چترال اور شمالی علاقہ جات پر مشتمل ایک عالمی سازش کے تحت اسماعیلی ریاست کی تشکیل اور ایک عجمی اسرائیل کے قیام کے منصوبہ بندی بھی تو اسی سلسلۂ مذمومہ کی پیش رفت ہے۔

پاکستان میں ''تحریک نفاذ فقہ جعفریہ'' کی اُٹھان اور ملک بھر میں ایک خاص طبقہ کی نظامِ حکومت پر مکمل تسلط کی زیرزمین سرگرمیاں تیز تر کر دی گئیں۔ اس سے قبل بلوچستان میں اعدائے صحابہ کے مظالم، معصوم اور بے گناہ بچیوں پر چیرہ دستیوں کے وحشیانہ مظاہرے اور سابقہ وزیر داخلہ کا اسے ایرانی تخریب کاروں کی کارستانی قرار دینا سب کے سامنے ہے۔ انہی دنوں وفاقی حکومت کی سرپرستی اور بھرپور تعاون سے شیعہ راہنما عارف الحسینی کے قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلہ میں اعداء اسلام کے سیاسی عزائم کے ممکنہ فروغ اور سُنّیت کی بیداری اور سیاسی قوت کا اندازہ لگایا گیا اور جب انہیں یقین ہو گیا کہ اہلِ سُنّت میں وہ حقیقت باقی نہیں رہی جس کا انہیں پندار ہے...... اور جب گھر کا مالک اپنے گھر میں بھاری پتھروں کے پھینکے جانے سے بھی ڈاکوؤں اور لٹیروں کا تعاقب تو کجا خوابِ غفلت سے بھی بیدار نہیں ہوتا تو ان قزاقوں نے کھل کر سُنّی قیادت کو راستے سے ہٹانے اور بے رحمی وسفا کی کے ساتھ علماء حق کو قتل کر دینے کی منصوبہ بندی کر لی۔ جس کی خبر مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد جلسوں میں اپنی شہادت سے قبل کر دی تھی، مگر امن کے محافظ اور اربابِ اختیار ٹس سے مَس نہ ہوئے۔ بالآخر وہی ہوا، جس کے لئے مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ

بے تابی سے منتظر اور قطعی طور پر تیار بیٹھے تھے۔

نشود نصیبِ دشمن کہ شود ہلاکِ تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہادت سے کچھ روز قبل دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ درالعلوم کے مہمان خانہ میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ سے ملاقات کی۔ اعدائے اسلام کی زیرِ زمین خطرناک اور مستقبل کے لحاظ سے بھیانک سرگرمیوں اور اس کے سدِ باب کے لئے ممکنہ لائحہ عمل اختیار کرنے پر تبادلۂ خیال کیا اور 16 مارچ کو مینارِ پاکستان لاہور میں انجمن سپاہِ صحابہ ؓ کے زیراہتمام منعقد ہونے والی مجوزہ ''دفاعِ صحابہ ؓ کانفرنس'' میں شرکت کی اُنہیں دعوت دی اور اس کے انعقاد کے سلسلے میں سرپرستی کی درخواست پر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے جماعتی سطح پر بھرپور تعاون کی یقین دہانی اور اسے اپنے مشن کی تکمیل کا اہم مرحلہ قرار دیا...... دارالعلوم کے مہمان خانہ میں قدرے آرام فرمانے کے بعد مولانا مدظلہٗ کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا اور ان کے ارشاد پر ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد میں طلبۂ دارالعلوم سے مفصل خطاب بھی فرمایا۔

اسلام کے اس شعلہ بیان خطیب کی قائدانہ صلاحیتیں ہر جگہ ممتاز اور نمایاں شکل میں اُبھریں، عمر بھر کا مشغلہ، شانِ صحابہ ؓ کا دفاع، باطل قوتوں اور شاتمینِ صحابہ ؓ کا تعاقب رہا...... ان کی شعلہ فشانی سے دِل پگھل جاتے، ان کی پکار اور للکار سے سامعین اور مخاطبین میں غیرت وحمیت اور انقلاب وتحریک کے جذبات کی انگیخت ہوتی اور کچھ عجیب سا سماں بندھ جاتا...... حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلکِ حقہ اہلِ سُنّت کے خلاف جو آواز بھی اُٹھی، لٹریچر چھپا، یا اشرار نے یورش کی تو مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ خرمنِ باطل پر ایک صاعقہ بن کر گرے۔ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ تحصیلِ علم کی تکمیل سے شہادت تک منبر ومحراب سے اہلِ رفض کے جواب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ سُنّت کی ترجمانی کرتے ہوئے ہر میدان میں شعلہ جوالہ بن کر حق کی حفاظت کی خاطر چمکتے رہے۔ دفاعِ صحابہ ؓ کی چھاپ ان کی پوری زندگی پر حاوی رہی۔ میدانِ خطابت میں اپنی قلندرانہ اور مجاہدانہ شان کے ساتھ

پورے طمطراق اور جاہ وجلال سے اُترتے۔ اُن کی خطابت کا انداز منفرد اور شان مجاہدانہ تھی۔ جرأت و بے باکی، دین کے اعلاء واشاعت کے میدان میں جرأت مندانہ کردار اور آتشِ نمرود میں بے خطر کود پڑنے کا ابراہیمی جذبہ اُن کے قول وعمل اور تقریر وخطاب کا ہدف ہوا کرتا تھا۔ جس میں بالآخر وہ کامیاب ہوگئے اور اُمت کے لئے اخلاص، جوشِ عمل، دینی حمیت، مقصد سے شغف، ولولہ، سوز، للّٰہیت، دفاعِ صحابہؓ، عشقِ رسول ﷺ اور جانبازی و جاں سپاری کا کتنا پیارا، قابلِ رشک اور عزیمت سے معمور نمونہ چھوڑ گئے۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اعدائے صحابہ کے تعاقب میں کسی مداہنت، سیاست یا مصلحت بینی کے روادار نہ تھے۔ وہ بلا خوفِ لومۃ لائم ان کی سبائیت، فتنہ پردازی، ناپاک عزائم، دینِ اسلام کے خلاف سازشوں اور کفر وعدوان کو ظاہر کرتے۔ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کو مروّجہ لادین سیاست میں بلند ترین مناصب اور خوش آئند سیاست قیادت کی پیشکش کی گئی، جس کے سامنے بڑے بڑے پیرانِ پارسا اور دعویدارانِ زہد و ورع بھی ڈگمگا جاتے ہیں۔ انہیں طمع ولالچ اور ڈرانے دھمکانے کے صدہا طریقوں سے آزمایا گیا۔ جب وہ کسی طرح بھی لادین مغربی سیاست کے چنگل میں نہ رہ سکے تو انہیں تنہا چھوڑ دیا گیا۔ فرقہ واریت کا علمبردار کہا گیا۔ اغیار سے تو گلہ نہیں اپنوں نے بھی دھتکار دیا!

الغرض! مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں دفاعِ صحابہؓ و اظہارِ حق کی خاطر اپنی سیاسی وابستگیاں تج دیں، اپنے احباب کی ناراضگیاں مول لے لیں مگر حق و صداقت پر مبنی مؤقف سے سرِ مُو نہ ہٹے۔

ستمبر 1989ء میں متحدہ علماء کونسل کے زیرِ اہتمام کوئٹہ کے جلسۂ عام میں مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کی دعوت پر تشریف لائے۔ مگر اس سے قبل انہوں نے اپنے سیاسی رفقاء کار کے تیور پڑھ لئے تھے۔ جلسہ میں گڑبڑ کردی گئی لیکن اس کے باوجود جلسہ بھرپور اور کامیاب رہا۔ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے مفصل خطاب فرمایا اور مولانا سمیع الحق کے اہداف اور عملی ترجیحات میں متحدہ علماء کونسل کی تشکیل اور سیاسی مؤقف کو سراہا اور اس سے وابستگی کو اپنا دینی فرض قرار دیا۔ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر دوٹوک اعلان فرمایا کہ جمعیۃ

علماء اسلام کو اپنی مذہبی ذمہ داری، دینی حیثیت اور منشور کے پیش نظر متحدہ علماء کونسل کے ساتھ بھرپور تعاون اور اعدائے اسلام کی یلغار کے خلاف کھل کر کام کرنا ہوگا۔ ایسے حالات میں کسی کا خاموش رہنا شیطان اخرس کے مترادف یا پھر اعدائے اسلام کی آشنائی کے بغیر کوئی دوسری تاویل ممکن نہیں ...... اس کے اظہار میں مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی بھی سیاسی دباؤ کو قبول نہیں کیا بلکہ جتنے دبائے گئے، اُتنی ہی شدّت سے جذبۂ اظہارِ حق، مقامِ عزیمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی انگیخت بڑھتی گئی اور وہ ایک مردِ غیور اور منادِ حق بن کر علماء حق کی لاج رکھنے میں کامیاب ہوگئے۔

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف تھا، جسے مولانا سمیع الحق مدظلہ کی بھرپور حمایت حاصل تھی کہ: ''ایران میں شیعہ کی اکثریت ہے اور سُنّی اقلیت میں ہیں، اگر ایران میں سُنّی اقلیت ایران کے اقتدار میں شریک نہیں ہوسکتی تو پھر ہم پاکستان میں جہاں سُنّی مسلمانوں کی اکثریت ہے اور شیعہ اقلیت میں ہیں، کسی طرح اقلیتی شیعہ گروہ کو کسی قاعدے اور انصاف سے وزیراعظم کی حیثیت سے برداشت نہیں کرسکتے۔''

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ جب زندہ تھے تو اُنہیں نہیں پہچانا گیا اور مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہی شکایت رہی کہ سیاسی راہنماؤں کی مداہنت، بیرون ملک وابستگیاں، سفارتخانوں سے تعلقات، غیرملکی دورے، ایران سے ہمدردیاں اور مغرب کی مروجہ لادین سیاست، ''سُنّیت'' کی عظمت، جمہورِ اہلِ سُنّت کے حقوق کے تحفظ اور فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اعدائے صحابہؓ تقیہ باز ہیں، ان سے کبھی بھی اسلام کی خیرخواہی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ وہ اس کا برملا اعلان کرتے اور اسی ''جرم'' کی پاداش میں انہیں یہ سزا دی گئی۔ مگر حقیقت میں وہ ایسی راہ پر چلے گئے ہیں، جہاں جنت کی حوریں ان کے انتظار میں دیدہ و دل فرشِ راہ کئے بیٹھی ہیں۔ جب مقاصد بلند ہوں، نیت خالص اور عزائم بے لوث ہوں تو ایسے لوگ کبھی نہیں مرتے بلکہ آخرت کی ابدی زندگی ان کا استقبال کرتی ہے۔

ایرانی گماشتوں اور اعدائے اسلام کے ایجنٹوں، بے رحم اور سفاک قاتلوں کے

CamScanner

اس سفاکانہ اقدام، بزدلانہ حرکت اور مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی مظلومانہ شہادت پہ ملک بھر کے غیور مسلمانوں میں تشویش اور احتجاج کی لہر دوڑ گئی۔ احتجاجی جلسے ہوئے، کامیاب ہڑتالیں ہوئیں۔ عظیم جلوس نکالے گئے مگر کیا اس سے مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ واپس آ جائیں گے یا دو چار قاتلوں کی گرفتاری سے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کا حق ادا ہو جائے گا؟ نہیں، ہر گز نہیں

انجمن سے وہ پرانے شعلہ آشام اُٹھ گئے
ساقیا! محفل میں تُو آتش بجام آیا تو کیا؟
تھا جنہیں ذوقِ تماشا وہ تو رُخصت ہوگئے
لے کے اب تُو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا؟

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ تو خوش نصیب تھے، شہادت کا عظیم مقام پا گئے، ان کا حق اہلِ سنت والجماعت کو دینی حمیت، دفاعِ صحابہؓ، ردِ روافض، عقل وشعور اور دینی حس کی بیداری، حقوقِ اہلِ سُنّت کے تحفظ اور صورتِ حال کا عمیق جائزہ لینے اور مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھانے اور اس میں بھرپور کامیابی حاصل کرنے کی منصوبہ بندی اور لائحہ عمل پر سوچنے سے ادا کرنا چاہیے۔ اگر خدا کی یہ زمین معصوم اور بے گناہ انسانوں کے خون سے لالہ زار بنتی رہی، علماء حق کی عزت وآبرو اس طرح برسرِ عام لُٹتی اور رُسوا کی جاتی رہی تو اس ملک کا بھی خدا حافظ ہے اور خدا کے ہاں ظلم وتشدد سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں... حق تعالیٰ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کو مقربین اور شہداء صالحین کے مراتب عطا کرے اور پاکستان کے تمام اہلِ حق علماءِ دعوت وعزیمت کو ان کا بدل نصیب ہو۔ آمین

CamScanner

ALHAIDRI MEDIA CELL

الحیدری

الحیدری میڈیا سیل

CamScanner

29 مارچ 1993ء: مؤلف حافظ محمد اقبال سحر، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ (سرپرست اعلیٰ سپاہِ صحابہؓ) سے آٹوگراف لیتے ہوئے

CamScanner

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ (سرپرستِ اعلیٰ سپاہِ صحابہؓ)
لالہ رُخ واہ کینٹ کی مرکزی جامع مسجد میں خطاب کر رہے ہیں

محمدی (ٹاؤن) اورنگی کراچی میں سپاہ صحابہؓ کے اہم رہنما علامہ عبدالغفور ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کا فضائی منظر، یوم شہادت 14 اپریل 2010

امیر عزیمت کی لازوال جدوجہد

مولانا محمد ندیم قاسمی، پسرور
(ایم اے اسلامیات، اُردو۔ مصنف کتب کثیرہ)

اُفق کی سُرخ قبا سے سراغ ملتا ہے
ہمارا خون ستاروں میں جگمگائے گا

ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے
کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائے گا

مانا کہ بہت شور سلاسل کا بپا ہے
قیدی کا مگر جوش جنوں حد سے بڑھا ہے

اے اہلِ ستم! آنکھ نہیں کان تو کھولو
جھنگوی سرِدار ابھی بول رہا ہے

امیر عزیمت، پاسبانِ ناموسِ صحابہؓ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ ان کی عہد ساز خدمات مضمحل قلوب کو طمانیت اور تشنہ طبائع کو اطمینان و سکون عطا کرتی ہیں۔ اس نے مصائب و آلام کی ایسی خاردار وادی میں قدم رکھا، جہاں ہلاکت و تباہی کے گرداب تھے۔ عواقب و نوائب کی سنگلاخ چٹانیں تھیں۔ مشکلات و مصائب کی کالی کالی گھٹائیں بھی ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ لا سکیں۔ ان کی ساری جدوجہد و قربانی وطنِ عزیز میں نظام خلافتِ راشدہ کے احیاء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و ناموس کے لئے تھی۔ امیر عزیمت میدانِ خطابت کے ہمراز تھے۔ چرخِ

سیاست کے شہباز تھے۔ عزم و ہمت کے کوہ گراں تھے ان کے عزم واستقلال سے شمالی کی چوٹیاں واقف تھیں۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ بظاہر ایک کمزور اور ناتواں جسامت کے مالک تھے۔ لیکن فولادی عزم رکھتے تھے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے وطن عزیز کے کونے کونے میں عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ترانے گائے اور اپنی سحر انگیز خطابت سے کروڑوں انسانوں کو مسحور کیا۔ وہ ایک فکری اور نظریاتی مشن کے علمبردار تھے۔ ان کی ہر تقریر اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور شاگردانِ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ و بقاء پر مبنی ہوتی تھی۔

راقم نے مدرسہ عربیہ حیات القرآن اور شاہی جامع مسجد پسرور کے پروگراموں میں انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ترانے گاتے دیکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و ناموس کے لئے خود تڑپتے اور مجمع کو تڑپاتے دیکھا۔ راقم نے پابندیوں، نظر بندیوں، ضلع بندیوں کے باوجود دشمن پر گرجتے، برستے دیکھا۔ شاہی جامع مسجد پسرور کے جلسہ میں اس کا اخلاص مشن اس انداز سے دیکھا کہ سخت بخار کے باوجود ڈیڑھ گھنٹہ اپنے موقف و مشن کی صداقت و حقانیت پر دلائل و براہین کے انبار لگاتے دیکھا۔ وہ جب موجود تھا، تو اس جیسا کوئی نہیں تھا، وہ ایک تھا لاکھوں میں نہیں، کروڑوں میں نہیں، بلکہ اربوں میں ایک! اب جب وہ موجود نہیں ہے تو اُس جیسا کوئی دوسرا خدا جانے کب تک نہ ملے۔

جو ہوا جا چکی ہے، اب نہیں آئے گی
جو شجر ٹوٹ جاتا ہے پھلتا نہیں

واپسی موسموں کا مقدر تو ہے
جو سماں بیت جائے پلٹتا نہیں

امیر عزیمت جرأت و پامردی کا کوہِ گراں تھے، جنہیں اس کے موقف سے ہٹانے کے لئے جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا۔ قاتلانہ حملوں سے اس کا نظریہ چھیننا چاہا۔ 302 کے سنگین مقدمات کے ذریعہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو پسِ دیوارِ زنداں کر کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن اس مردِ آہن کے پائے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا۔

امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس کے لئے سپاہِ صحابہؓ کے نام سے جماعت قائم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی بنیادی وجہ یہ بنی کہ وطن عزیز اور ہمسایہ ملک میں ایسا زہریلا لٹریچر شائع کیا گیا، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کردار مشکوک بنا کر پیش کیا گیا۔ امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے اُمت مسلمہ کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لئے اپنی جان تک کا نذرانہ پیش کیا۔ ظاہری جسامت کے اعتبار سے گو وہ ہم میں موجود نہیں لیکن اس کی ایک ایک بات یاد آ رہی ہے۔ زندگی کا احساس دِلا رہی ہے۔

اس مردِ آہن نے اپنے مشن، مؤقف، نصب العین اور نظریہ کو عام کرنے کے لئے دِن رات ایک کردیا۔ اس کی جہد مسلسل سے اُداس چہروں کی رونقیں لوٹ آئیں۔ تاریکیاں کافور ہوئیں۔ وطن عزیز کا بچہ بچہ اس کے مشن پر جان قربان کرنے کا عزمِ مصمّم کرنے لگا کہ اچانک اس عظیم قائد، عظیم خطیب، تحفظ ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عظیم علمبردار کو آج سے 22 سال قبل اسی فروری کے مہینے کی 22 تاریخ کو خاک وخون میں تڑپا دیا گیا۔ اس کا جسم منوں مٹی تلے اُتار دیا گیا۔ لیکن اس کے الفاظ زندہ ہیں۔ اس کا پیغام زندہ ہے۔ اس کا پروگرام زندہ ہے۔ اس کا نظریہ زندہ ہے۔ اس کا نصب العین زندہ ہے......اور شہید ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی زندہ ہے۔ آج اگرچہ زندگی کا مقصد سمجھانے والا قائد ہم میں موجود نہیں لیکن اس کے اصول آج بھی ہماری راہنمائی کر رہے ہیں۔ اس کے بتائے ہوئے اصولوں اور نظریات کی روشنی میں ہم اپنا مستقبل تابناک بنا سکتے ہیں۔

آیئے! اس کے مشن ومؤقف کو چار دانگ عالم میں عام کرنے اور ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموسِ صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم کے لئے اپنا تن من دھن نچھاور کرنے کا عزمِ مصمّم کریں۔

وہ آشنائے رمزِ محبت چلا گیا
دِل کا سکوں روح کی راحت چلا گیا
معبود کی تھیں اس پہ مسلسل نوازشیں
لہرا کے ہاتھ جانب جنت چلا گیا

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں

ابن امیر عزیمت مولانا مسرور نواز جھنگوی، جھنگ

امیر عزیمت کے حوالے سے جو باتیں مجھے یاد ہیں یا معلوم ہیں، ان میں سے چند باتوں کا ذکر قارئین کی نذر ہے۔

میرے والد صاحب مجھے "یا صاحبی السجن" کہتے تھے۔ مجھے دوسرے بھائیوں کی نسبت زیادہ جیب خرچ ملتا تھا۔ یعنی اگر ان کو ایک روپیہ ملتا تھا، تو مجھے دو روپے ملتے تھے۔ ظاہر ہے وہ جیب خرچ بھی میرے بھائیوں نے ہی لے لینا ہوتا تھا۔ میرے والد صاحب بھائیوں میں مجھے سب سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا...... ایک دفعہ پشاور سے چند احباب والد صاحب سے ملنے کے لئے آئے، میں شرارتیں کر رہا تھا۔ انہوں نے مجھے شرارتیں کرنے سے روکا۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اس کو کچھ نہ کہو، یہ یتیم ہے۔" یعنی اُس وقت وہ زندہ تھے۔ شاید اُنہیں پتہ چل گیا ہوگا کہ اب اُن کی زندگی مختصر رہ گئی ہے۔

جس روز امیر عزیمت کی شہادت ہوئی ہے، باہر دروازے پر کسی نے دستک دی، وہ باہر جانے لگے تو میں اُن کے قدموں میں گر پڑا، جیسے ایک بچہ اپنے والد کے پاؤں پکڑ لیتا ہے، اس طرح پکڑ لئے۔ گویا میں اُن کے پاؤں پکڑ کر کہہ رہا تھا۔ "ابو جی! باہر نہ جاؤ۔" میرے والد محترم نے مجھے اُٹھایا، سینے سے لگایا، چوما اور پھر مجھے میری ماں کے حوالے کر کے باہر چل دیئے۔ باہر جاتے ہی سفاک و بے رحم اسلام دشمن عناصر کی گولیوں کا نشانہ بن گئے اور یوں میں ہمیشہ کے لئے اپنے باپ کی شفقت سے محروم ہو گیا۔

میں مشن امیر عزیمت پر قائم ہوں اور اِن شاء اللہ دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلوں گا۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میں امیر عزیمت بن جاؤں گا یا بن کر دکھاؤں گا۔ تاہم اتنا ضرور کہتا ہوں کہ مجھ میں اُن جیسی خوشبو ضرور محسوس ہوگی۔

CamScanner

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی حق گوئی

مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ، کالم نگار ہفت روزہ ضربِ مؤمن کراچی

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کا ایک خاص انداز تھا، جس سے مردہ جذبات بیدار ہو جاتے تھے اور خوابیدہ عزائم انگڑائیاں لینے لگتے تھے۔ ان کے اندازِ بیان نے نہ معلوم کتنے دِلوں کی سرد انگیٹھیوں کو گرم کر دیا اور کتنے گمراہوں کو راہ پر لگا دیا۔ حقیقت میں مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت صورِ اسرافیل کا کام کرتی تھی اور اس میں دمِ عیسیٰ کی سی تاثیر تھی۔ وہ لگی لپٹی رکھنے کے عادی نہ تھے۔ کتمانِ حق سے وہ سخت نفرت کرتے تھے۔ درباری مولویوں پر وہ دو حرف بھیجتے تھے۔ الفاظ کا ہیر پھیر اور خوشامدانہ انداز انہوں نے دیکھا ہی نہ تھا۔ وہ جو کہتے تھے ڈنکے کی چوٹ پر کہتے تھے۔ ان کے لہجے میں تلوار کی کاٹ، بادل کی گرج، بجلی کی کڑک، شعلے کی لپک اور طوفانوں کی سنسناہٹ ہوتی تھی۔ وہ شیروں کی طرح دھاڑتے اور منافقوں کو سرِ عام للکارتے تھے۔ وہ سمندر کی موجوں کی طرح بپھرتے اور ابن سباء کی اولاد کے ساتھ اٹکھیلیاں کرتے تھے۔ وہ خود بھی بھڑکتے تھے اور دوسروں کو بھی بھڑکاتے تھے۔ خود بھی تڑپتے اور دوسروں کو بھی تڑپاتے تھے۔ وہ خود بھی حق کی خاطر سربکف اور آمادہ پیکار رہتے تھے اور دوسروں کو بھی جان فروشی اور سردھڑ کی بازی لگانے کا درس دیتے تھے۔ ان کی خطابت میں ان کا دِل سلگتا اور خون بولتا تھا۔ سیاسی مصلحتیں، معاشی حالات، اپنوں کی خفگی، غیروں کا غضب، وڈیروں کی سازشیں، اربابِ اقتدار کا خوف، کوڑوں کی ضربیں، برفوں کی سلیں، دار و رسن کے کٹھن مرحلے، پولیس کی درندگی غرضیکہ تخریب اور اذیت کا کوئی حربہ انہیں حق بات کہنے سے باز نہ رکھ سکا۔ ان کا سر صرف خدا کے سامنے جھکتا تھا۔ وہ جب نمرودوں اور عصر حاضر کے سبائیوں کو للکارتے تھے فضا تھرتھراتی تھی اور جذبات شعلۂ جوالہ بن جاتے تھے۔ جان نثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق

ان کی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا۔ ان کا خمیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و محبت سے اُٹھایا گیا تھا، وہ خلفائے راشدین رحمۃ اللہ علیہ اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا تذکرہ ایسے والہانہ انداز میں کرتے تھے کہ لوگ عش عش کر اُٹھتے تھے، وہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عصمت و عفت کے ساتھ ساتھ ان کی مظلومیت اور قدیم و جدید منافقین کے سبّ و شتم کا ذکر کرتے ہوئے ''اماں اماں'' کہتے تھے تو جلسہ گاہ کی فضا سسکیوں اور چیخوں سے بھر جاتی تھی۔ وہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے مثال قربانیوں کے ساتھ چند بے ضمیروں اور کم ظرفوں کی طرف سے ان پر ہونے والی لعن طعن اور دشنام طرازی کا تذکرہ کرتے تو کلیجے منہ کو آ جاتے، جذبات بگولوں کی صورت اختیار کر لیتے اور حاضرین دنیا کی ہر طاقت سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

یہ ایک حقیقت ہے، جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ بھولے بھٹکے مسلمانوں کے دِلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی عظمت و محبت بٹھانے کے سلسلہ میں بڑی بڑی جماعتوں اور انجمنوں نے سالہا سال میں وہ کام نہیں کیا، جو کام یہ ''شعلہ مستعجلہ'' چند سالوں میں تنہا کر گیا۔

ان کا نام حق نواز تھا اور واقعی ''حق'' نے انہیں حق گوئی کی صفت سے خوب نوازا تھا۔ ان کی حق گوئی سے اپنے بیگانے بن گئے، بیگانوں نے مجسم انتقام کی صورت اختیار کر لی۔ اقتدار کے ماتھے پر بَل پڑ گئے۔ وقت روٹھ گیا۔ زمانے نے پیٹھ پھیر لی۔ ہواؤں نے تیور بدل لئے۔ طوفانوں نے خوف و ہراس کی فضا پیدا کر دی۔ سموم اور صرصر کے تھپیڑوں نے راستہ روکنا چاہا، مگر وہ اللہ کا بندہ حق گوئی سے باز نہ آیا۔ اُس نے اپنے موقف سے ایک قدم پیچھے ہٹنا گوارا نہ کیا۔ شہید مظلوم رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا صحیح مصداق تھے:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے اُمت پر احسانات

اکرام الحق صدیقی، جھنگ

(مضمون نگار جناب اکرام الحق صدیقی سپاہِ صحابہؓ کے دیرینہ اور فعال رُکن ہیں۔ان کا شمار بانی سپاہِ صحابہؓ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھیوں میں ہوتا ہے۔انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ''امیرِ عزیمت'' کا لقب تجویز کیا......از: حافظ محمد اقبال سحر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ میری اُمت میں ۷۳ فرقے ہوں گے، جن میں سے ایک ناجی ہوگا باقی سب ناری ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ناجی فرقہ کی علامات کیا ہیں؟ فرمایا۔''ما انا علیه و اصحابی ''یعنی جو اس راستہ پہ چلے گا، جس پر میں اور میرے اصحابؓ چلے ہوں گے وہ ناجی ہوگا۔

شیطان انسان کا ازلی، سب سے بڑا اور کھلا دشمن ہے۔ وہ ہمیشہ انسانوں کو گمراہی میں مبتلا کرتا آیا ہے۔اس نے ظاہراً خوش نما عنوانات کے تحت انسانوں کو شرک و بدعات میں مبتلا کیا ہے۔ اس اُمت میں جتنے بھی فرقے پیدا ہوئے وہ سب کے سب مذہبی لبادہ اوڑھے ہوئے تھے، ان کے بانیوں کو ان کے پیروکار مذہبی راہنما تصوّر کر کے ان کی پیروی کرتے تھے۔ اسلام سے قبل یہود و نصاریٰ، مجوسی اور بت پرست ملل نمایاں تھیں۔ ان میں سے یہود اپنے آپ کو سب سے معزز اور Hollow caste یعنی مقدس قوم سمجھتے تھے۔

ظہورِ اسلام کے بعد تمام سابقہ مذاہب مغلوب ہوتے چلے گئے۔ یہودیت نے بھی اپنی بقاء کے لئے بڑے ہاتھ پاؤں مارے۔ مسلمانوں کے ساتھ متعدد جنگیں بھی ہوئیں۔ آخر اسلام مکمل طور پر غالب آ گیا۔ بچی کھچی فطرتاً عیار یہودیت اپنی بقا کے لئے نئے منصوبے کے تحت اسلام میں منافقانہ انداز میں داخل ہوگئی اور امت مسلمہ کی قیادت کو ختم کرنے اور امت مسلمہ میں باہمی انتشار اور افتراق کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ امت مسلمہ کو جو

سب سے پہلا عظیم سیاسی نقصان پہنچا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت تھی۔ جس میں یہودیت بھی ملوث تھی۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو طبعاً نرم مزاج تھے کے دور خلافت میں یہودیت نے عبداللہ بن سبا کے ذریعے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے کھل کر سازشیں کرنی شروع کر دیں۔ چنانچہ اس کے بعد شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ، جنگ جمل، جنگ صفین، شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ، شہادت حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ جیسے عظیم نقصانات یہودیت کی عیارانہ سازشوں کے نتیجہ میں ہی امت مسلمہ کو برداشت کرنے پڑے۔ ان مذکورہ واقعات میں کئی مراحل ایسے آئے کہ اگر ان پر عمل درآمد ہو جاتا تو مسلمان ان نقصانات سے بچ سکتے تھے۔ لیکن یہودیت تو چاہتی ہی یہ تھی کہ مسلمان آپس میں لڑتے رہیں اور اپنے ہاتھوں سے ہی اپنی قیادت کو ختم کرتے رہیں۔ چنانچہ یہودیت نے ایسے اقدامات کو سبوتاژ کر دیا۔ یہودیت نے جیسے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا تھا، ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور قدرت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ کو حامل قرار دے کر اُمت کو دوبارہ شرک میں مبتلا کیا۔ اسی طرح مخصوص انداز کا مسئلہ امامت وضع کر کے تمام ائمہ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل قرار دے کر اُمت کو گمراہ کن افراط و تفریط میں مبتلا کیا۔

یہودیت نے مختلف نکات کو بنیاد بنا کر اُمت مسلمہ میں بہت سے فرقے تشکیل دیئے تا کہ مجموعی طور پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو گمراہ کیا جا سکے۔ شیعہ، خارجی، اسمٰعیلی، معتزلہ، جبریہ، قدریہ اور اس کے علاوہ اُمت کے ابتدائی دور میں متعدد فرقے وجود میں آئے۔ جن میں بہت سے تو اپنا وجود قائم نہ رکھ سکے، جس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مذکورہ بالا فرق باطلہ میں سے جب چند ایک کی یہودیت کی بھرپور محنت کی وجہ سے جڑیں خاصی مضبوط ہو گئیں تو دیگر کمزور فرق باطلہ پر یہودیت نے قصداً توجہ دینا چھوڑ دی تا کہ چند ایک پر اور خصوصاً شیعیت پر بھرپور توجہ دے سکے۔ شیعت کو فروغ دینے کے لئے اس میں تقیہ اور متعہ کے نام پر عیاشی اور فحاشی پر مبنی عبادات شامل کر کے تمام لوگوں کے لئے اور خصوصاً گمراہ امراء اور وزراء کے لئے پُرکشش بنایا گیا تا کہ حکمران اس مذہب کو قبول کرنے میں رغبت اختیار کریں۔ اس طرح شیعیت نے غیر محسوس طریقہ سے یا تو قیادت پر قبضہ کر لیا یا اتنا اثر ورسوخ ضرور حاصل کر لیا کہ وہ مسلم حکمرانوں کو اپنی مرضی سے چلا سکیں اور یہی اہل تشیع کا

CamScanner

مقصد تھا۔ دراصل وہ سیاسی قوت ہی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ مذہبی عقائد اور مذہبی رسومات کو انہوں نے منزل کے حصول کا ذریعہ کے طور پر اپنایا ہوا ہے۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ شیعیت ایک مضبوط سیاسی قوت بن چکی ہے اور اس کی ذمہ داری کم وبیش چودہ صدیوں کے علماء کرام پر عائد ہوتی ہے، جنہوں نے اس ناسور کی اصل شکل سامنے آجانے کے بعد ابتداء ہی سے اسے ختم کرنے کی تحریکی انداز میں کماحقہٗ محنت اور کوشش نہیں کی۔ اگرچہ بعض اکابرین نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے کچھ توجہ دی۔ اس فرق باطلہ کی اعتقادی پوزیشن بھی واضح کی۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ، فتاویٰ عالمگیری کے مفتیان کرام، حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، قطب الاقطاب مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، استاد العلماء حضرت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ العالی، علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ دیگر علماء نے شیعیت کا کفر واضح طور پر بیان کیا۔ لیکن شیعیت کی اُمت مسلمہ سے جداگانہ حیثیت دیئے جانے کے لئے عوامی اور سیاسی سطح پر کوئی تحریک نہیں چلائی۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ''الف'' اور ''ب'' دو افراد میں کسی معاملہ میں باہمی جھگڑا ہو جائے اور معاملہ قاضی کی یا دورِ حاضر کی کسی سول عدالت میں پیش ہو، جہاں سے ''الف'' کو حق پر اور ''ب'' کو غاصب اور جارح قرار دے دیا جائے اور حکم دیا جائے کہ ''ب'' نے جو ''الف'' کا حق غصب کیا ہوا ہے، وہ ''الف'' کو لوٹایا جائے۔ اس فیصلہ یا فتویٰ کے باوجود ''ب'' اپنے جارحانہ عزائم کی بناء پر ''الف'' کو اس کا حق نہ لوٹائے اور ''الف'' عدالت یا قاضی یا مفتی کے اس فیصلہ کو جیب میں ڈال کر صرف اس بات پر اکتفا کرلے کہ ''ب'' کو غاصب اور جارح قرار دے دیا گیا ہے۔ بتایئے صرف اتنی بات سے ''ب'' کو عملی طور پر کیا نقصان ہوا اور ''الف'' کو عملی طور پر کیا فائدہ پہنچا؟ ''الف'' دوبارہ اسی عدالت یا مفتی کے پاس جائے اور کہے کہ اسے عملی طور پر حق دلوایا جائے تو عدالت یا مفتی یہ کہہ کر اس کو واپس بھیج دے کہ اس کا کام صرف حق و باطل کی نشاندہی کرنا تھا۔ اس فیصلہ پر عملدرآمد کرانے کے لئے محکمہ پولیس کی خدمات حاصل کرو، جو قوتِ نافذہ ہے۔ اس طرح اگر ''الف'' اس قوتِ نافذہ کو اپنے حق میں استعمال کرے گا تو ''ب'' سے

اپنا حق وصول کرے گا۔ اور اگر ''ب'' کا غاصب اور جارح ہونے کے باوجود پولیس میں اثر ورسوخ زیادہ ہوگا تو ''الف'' اس فتویٰ کو جیب میں ڈال کر پھرتا رہے گا۔

شیعیت کے معاملہ میں بھی ہمارے اکابرین علماء کرام نے فتویٰ کی حد تک ان کا کفر تو بیان کیا لیکن اس کفر کو امت مسلمہ سے الگ حیثیت دلوانے کے لئے وہ قوت حاصل کرنے کی جدوجہد نہ کی، جس سے اس فتویٰ پر عمل درآمد کیا جاتا اور شیعیت کو آئینی اور قانونی حیثیت سے کفر تصور کیا جاتا۔ اس طرح شیعیت کو بھی مسلمانوں کے تمام حقوق و مراعات حاصل رہے بلکہ اکثر کلیدی عہدوں پر شیعیت قابض رہی اور جب تک اہل تشیع کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار نہیں دیا جائے گا، وہ اسی طرح کلیدی عہدوں پر چھائے رہیں گے۔

میری معلومات کے مطابق امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی مرتبہ شیعیت کے مسئلہ کو اس انداز میں سوچا کہ جب تک شیعیت کے ہاتھوں سے سیاسی قوت نہیں چھینی جائے گی، اس وقت تک اس فتنہ کی سرکوبی نہیں کی جاسکے گی۔ لیکن شیعیت کے ہاتھوں سے سیاسی قوت چھیننا اتنا آسان نہیں تھا۔ اس کے لئے پہلے ایک طویل اور بنیادی ہوم ورک کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل عملی اقدامات اختیار فرما کر امت مسلمہ پر عظیم احسانات کیے۔

(1) امیر عزیمت مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ سے قبل ہمارے علماء کرام شیعیت کے مقابلہ میں دفاعی (defencive) پوزیشن اختیار کیے ہوئے تھے۔ اہل تشیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت کو عموماً اور حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کو خصوصاً آج تک اپنے لٹریچر اور تقاریر کے حوالے سے کافر قرار دیتے رہے ہیں۔ ہمارے علماء کرام خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا دفاع کرتے رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اعلیٰ درجہ کے اور مثالی صاحبِ ایمان ثابت کرنے میں لگے رہے ہیں۔ امیرِ عزیمت نے دلائل کے میدان میں پہلی مرتبہ دفاعی (defencive) حکمت عملی کے بجائے اقدامی (offencive) پالیسی اختیار کی اور شیعیت کو چیلنج کیا کہ وہ اپنے اماموں کو انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل سمجھنے، تحریف قرآن کے قائل ہونے اور صحابیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انکار کرنے جیسے کفریہ عقائد کی بناء پر اپنا ایمان ثابت کریں۔

امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ چیلنج آج تک شیعیت کے لئے مسئلہ بنا ہوا ہے۔ وہ مذکورہ بالا عقائد کو ترک نہ کرنے کی بناء پر اپنا ایمان ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ اس طرح امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کا اُمت مسلمہ پر یہ عظیم احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو دفاعی پوزیشن سے نکال کر شیعیت کو دفاعی پوزیشن اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

(2) جب ایران میں ایک انقلاب کے ذریعے خمینی کی حکومت آئی تو اس انقلاب کو اسلامی انقلاب کہا جانے لگا۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ خمینی ایک شیعہ عالم تھا، جس کے عقائد اسی طرح کفریہ تھے جس طرح ان کے سابق مجتہدین کے تھے۔ بلکہ وہ ان سے بھی ان عقائد میں چار قدم آگے تھا۔ لیکن حکومت کا سربراہ شیعہ عالم ہونے کی وجہ سے اور کچھ معاشرتی اصلاحات جو اسلام کے قریب تر تھیں کی وجہ سے لوگوں نے اس انقلاب کو اسلامی انقلاب کہنا شروع کر دیا۔ جیسے آج بھی یورپی معاشرہ کی کچھ معاشرتی خوبیوں کی بنیاد پر کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اسلام پر عمل کیا ہوا ہے۔ ایسے ہی ایرانی انقلاب کو اسلامی انقلاب کا نام دیا گیا۔ کئی مذہبی سیاسی جماعتیں بھی اس قوالی میں ہم نوائی کرتی نظر آ رہی تھیں۔ ایرانی حکومت نے میڈیا، لٹریچر اور اسلامی ممالک میں سازشوں کے ذریعے اپنے اس انقلاب کو دیگر اسلامی ممالک میں برآمد کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا تھا۔

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے شیعیت کے عالم اسلام پر اس نئے حملہ کو محسوس فرما لیا اور اس کا راستہ روکنے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ آپ نے پورے ملک میں بڑے بڑے اجتماعات میں خمینی کی کتب سے اس کے کفریہ عقائد واشگاف کئے اور بتایا کہ ایرانی انقلاب سراسر غیر اسلامی انقلاب ہے۔ اس جدوجہد میں امیر عزیمت کو مارشل لاء کے قوانین کے تحت ڈیرہ غازی خان جیل میں بھی قید رکھا گیا۔ طویل جدوجہد کے بعد ضمانت پر رہائی ہوئی لیکن جیل سے باہر آتے ہی ایرانی انقلاب کا پھر شدید پوسٹ مارٹم کرنا شروع کر دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ علماء دیوبند نے ہر باطل فرقہ اور فتنہ کا مقابلہ کیا ہے۔ اگر ہم آج ایرانی انقلاب کی حقیقت نہیں بتائیں گے اور خاموش رہیں گے تو موجودہ اور آئندہ نسلیں ہماری اس خاموشی کو دلیل بنا کر غیر اسلامی انقلاب کو اسلامی انقلاب سمجھنے میں حق بجانب ہوں گی۔ وہ یہ سمجھیں گی

کہ اگر ایرانی انقلاب غیر اسلامی ہوتا تو علماء دیو بند ضرور اس کی نشاندہی کرتے۔

اس طرح امیر عزیمت مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی ممالک میں شیعیت کا تسلط قائم ہونے کا راستہ روک کر اُمت مسلمہ پر ایک عظیم احسان کیا۔

(3) امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ سے قبل کیونکہ اس بات کا عمومی اور عوامی تذکرہ نہ تھا کہ شیعہ مسلمان نہیں ہے۔ اس لئے مسلمان، شیعوں کو بھی سمجھنے کی وجہ سے ان سے عبادات اور معاشرتی معاملات میں اشتراک کرتے تھے۔ مثلاً قربانی کے موقع پر گائے وغیرہ کی قربانی میں شیعوں کو بھی حصہ دار بنالیتے تھے، جس سے پوری قربانی ضائع ہوجاتی تھی اور مسلمان رزق حلال سے خریدے گئے جانور کو اللہ کے حکم کی تعمیل میں خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے ذبح کرنے کے باوجود نہ صرف ثواب سے محروم رہتے تھے بلکہ فرض کی ادائیگی بھی ذمہ رہ جاتی تھی۔ اسی طرح شیعہ قصاب کے ہاتھوں جانور ذبح کرانے میں کوئی شرعی جرم نہ سمجھتے تھے اور اس طرح بھی قربانی ضائع ہوجاتی تھی۔ اسی طرح روزمرہ کے معاملات میں شیعہ قصاب سے گوشت خریدتے تھے، جو شیعہ قصاب کا اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہوا ہوتا تھا۔ اس طرح مسلمان مسئلہ سے لاعلمی کی وجہ سے خود بھی اور اپنے اہل وعیال کو بھی حرام گوشت کھلاتے تھے۔ اسی طرح شیعوں کی نماز جنازہ پڑھتے تھے اور ان کے لئے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کرتے تھے۔ نیز شیعوں کو السلام علیکم اور وعلیکم السلام کہتے تھے، جو شرعاً منع ہے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے ان مسائل پر محنت فرما کر مسلمانوں کو ان بڑے نقصانات سے بچا کر اُمت مسلمہ پر بڑا احسان کیا ہے۔

(4) شیعیت کو اسلام سمجھنے کی وجہ سے مسلمان ایک بہت بڑے معاشرتی فتنہ میں مبتلا تھے، وہ یہ کہ مسلمان والدین اپنے بچوں کا نکاح شیعوں سے کردیتے تھے، جو کہ سرے سے قائم ہی نہیں ہوتا تھا، کیونکہ مسلم کا نکاح غیر مسلم سے نہیں ہوسکتا۔ ظاہراً نکاح ہوجانے کی وجہ سے وہ ساری زندگی ازدواجی تعلقات قائم رکھتے تھے۔ لیکن شرعاً نکاح قائم نہ ہونے کی وجہ سے وہ غیر شعوری طور پر زنا کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح جو اولاد ہوتی تھی، وہ ولدالزنا ہوتی تھی۔ ظلم یہ ہے کہ اس گناہ عظیم سے بچنے کی کوشش اس لئے نہیں ہوتی تھی کہ اس کے اس

CamScanner

درجہ کا سنگین گناہ ہونے کا لوگوں کو علم ہی نہ تھا۔ امیرِ عزیمت شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اس معاملہ میں انتہائی فکر اور تڑپ تھی۔ ایسی تمام رشتہ داریوں پر انہوں نے لوگوں کو شدید احساس دلایا۔ ذاتی طور پر لوگوں سے ملاقاتیں کر کے ایسے رشتے کرنے سے باز رکھا۔ میرے علم میں ایسے لوگ بھی ہیں، جنہوں نے مسئلہ سے واقفیت کے بعد اپنے شیعہ خاوند یا شیعہ بیوی کو شیعیت سے تائب کرا کر از سرِ نو نکاح کیا۔ یا تائب نہ ہونے کی صورت میں ہمیشہ کے لئے قطع تعلق کر لیا اور اپنے آپ کو زنا جیسے کبیرہ گناہ سے محفوظ کر لیا۔

(5) امیرِ عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر بھی محنت فرمائی کہ کسی شیعہ دکاندار سے کوئی سودا نہ خریدا جائے۔ بعض افراد کو یہ بات بڑی عجیب لگی کہ کسی مسلم معاشرہ میں غیر مسلموں کو زندہ رہنے اور کاروبار کرنے کی مکمل آزادی ہے، پھر امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے شیعوں سے سودا خریدنے سے کیوں منع فرمایا۔ اس کی وجہ امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو غیر مسلم اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہ کرتا ہو، اس کے حقوق کا تحفظ کرنا مسلم معاشرہ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ شیعہ دکاندار سے جو خرید و فروخت کی جائے گی، اس سے جو منافع اس کو حاصل ہوگا، اس میں وافر حصہ وہ باطل عقائد و نظریات کی اشاعت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف تبرا بازی کرنے والے ذاکروں کی خدمت اور اہل سنت علماء و عوام کو قتل کرنے کے لئے اسلحہ کی خریداری پر خرچ کرے گا۔

ان وجوہات کی بناء پر امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ دکانداروں سے خرید و فروخت خصوصاً خریدنے سے منع فرمایا۔ الحمد للہ! بہت سے لوگوں نے اس پر عمل کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف تبرا بازی اور اہل سنت علماء کرام کے قتل میں بالواسطہ طور پر معاون بننے سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔ نیز اس عمل سے شیعیت کو معاشی نقصان بھی پہنچا۔

(6) بہت سے ناسمجھ اہل سنت، شیعوں کی مجالس میں ثواب سمجھ کر شامل ہوتے تھے۔ شیعوں کی نجی محفلوں میں اکثر بیٹھتے تھے۔ اہل بیت کے مناقب کی بنیاد پر بھولے بھالے اہل سنت نوجوانوں کو آہستہ آہستہ شیعیت کی طرف پوری طرح مائل کر لیتے تھے۔ اس کے لئے وہ ہر طرح کی تحریص و ترغیب کے ہتھیار استعمال کر کے اپنے جال میں پھنسا لیتے تھے،

CamScanner

جیسے زہر کی گولی پر میٹھا لگا دیا جاتا ہے۔ گولی منہ میں ڈالنے سے میٹھی لگتی ہے لیکن تھوڑی دیر بعد زہر اپنا کام دکھاتا ہے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت نوجوانوں پر خصوصی محنت کر کے ان کو شیعوں کی مجالس میں شمولیت کے نقصانات سے آگاہ کیا اور ان کو ان مجالس میں شمولیت سے باز رکھنے میں کافی حد تک کامیاب ہو گئے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے محرم الحرام کے موقع پر جھنگ میں سالانہ تین روزہ شہداء اسلام کانفرنس کا مزید اہتمام فرمایا تا کہ اہل سنت عوام اپنے علماء کرام سے شہداء اسلام کا تذکرہ اور فلسفہ شہادت سننے میں مصروف رہیں اور شیعوں کی مجالس اور ماتمی جلوسوں میں شرکت نہ کر سکیں۔ اس طرح اہل سنت اور اہل تشیع کے عدم اختلاط کی وجہ سے سُنّی شیعہ فسادات کا احتمال بھی کم ہوتا چلا گیا اور اہل سنت گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بھی بچ گئے۔ نیز ان کے اپنے عقائد میں بھی پختگی آتی چلی گئی۔

(7) اہل سنت کے تین بڑے مسالک دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کے درمیان چند فروعی مسائل میں اختلافات ہیں، جن کی بناء پر کبھی کبھی بعض غیر ذمہ دار اور غیر سنجیدہ حضرات کی وجہ سے اختلافات میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان اختلافات کو بھلا کر ان تینوں مسالک کو متحد کرنے کے لئے کسی ایسی بنیاد کی ضرورت تھی، جو ان مسالک کو یکجہتی کی لڑی میں پرو سکے۔ ختم نبوت کے مسئلہ پر ان تینوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے ختم نبوت کے مسئلہ میں یہ تینوں طبقات باہمی اعتماد، مشاورت اور تعاون سے کام کرتے رہے۔ پاکستان کے آئین میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے بعد مسئلہ ختم نبوت میں وہ شدت نہ رہی، اس لئے باہمی ربط میں کمی پیدا ہونے لگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن بھی تینوں طبقات کا مشترکہ سرمایہ ہیں اور ان کے خلاف شیعوں کی طرف سے تبرا بازی عام ہے، جس میں ایران میں خمینی انقلاب کے بعد شدت پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت کے ان تینوں طبقات کے اکابرین سے ملاقاتیں کر کے شیعہ لٹریچر اور ان کی جارحیت اور تخریب کاری کی طرف توجہ دلائی، جس پر تینوں طبقات کے علماء کرام کو ذمہ داری کا احساس ہوا۔

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی اس جدوجہد کا اثر بریلوی اور اہل حدیث عوام نے بھی قبول کیا اور انہوں نے اپنے علماء کرام کو کہنا شروع کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے خلاف شیعوں کی طرف سے تبرابازی پر صرف دیوبندی علماء کرام ہی احتجاج کرتے ہیں، کیا آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کچھ نہیں لگتے ؟ پھر یہ دیکھا گیا کہ بریلوی علماء کے وہ معروف سٹیج جو کبھی شیعوں کی پشت پناہی کرتے تھے، اُن سٹیجوں سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان ہونے شروع ہو گئے۔ پھر لوگوں نے یہ بھی دیکھا کہ دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث علماء کرام ایک ہی سٹیج پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وامہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے تقدس کے تحفظ کی خاطر ایک دوسرے کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔ یہ اتحاد صرف تقریروں کی حد تک نہ تھا بلکہ سیاسی محاذ پر بھی جہاں کہیں اہل سنت کے مقابلہ میں شیعہ اُمیدوار الیکشن میں کھڑا ہوا اور اہل سنت عوام اور تینوں طبقات کے علماء کرام سے صحیح کام لینے والا کوئی موجود تھا، وہاں سب نے مل کر شیعہ اُمیدوار کا سیاسی جنازہ نکال دیا۔

اگرچہ اس عنوان پر کبھی کبھی بعض مقامات پر اور خاص مواقع پر کچھ ایسے افراد جو شیعہ ایجنٹ بن کر اہل سنت میں تقیہ کر کے گھسے ہوئے ہیں، یا کچھ مفاد پرست اہل سنت نام نہاد قائدین ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں، جس سے دونوں گھروں کو نقصان پہنچتا ہے اور نفرتیں جنم لیتی ہیں اور یہی کچھ اہل تشیع چاہتے ہیں۔

بہرحال امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے باہمی اتحاد و یک جہتی کے لئے ایک مشترکہ عنوان دے دیا ہے، اب اس پر مزید محنت کی سخت ضرورت ہے۔

(8) اہل تشیع کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف اتنا زیادہ اور زہریلا پروپیگنڈا ہے کہ بہت سے اہل سنت عوام بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدگمانیاں اور غلط جذبات رکھتے تھے۔ 22 رجب المرجب کو کونڈوں کے نام سے رسم میں اہل سنت بھی مبتلا تھے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان، ان کے مناقب وفضائل اور ان کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بڑے مدلل انداز میں بیان فرما کر اہل سنت عوام کے دلوں سے ان کی شان میں اشکالات اور اعتراضات دور فرما کر صحابہ رضی اللہ عنہم دشمنی جیسے قبیح فعل سے محفوظ فرما دیا۔

CS CamScanner

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے کونڈوں کی رسم کی حقیقت سے روشناس فرماتے ہوئے انکشاف فرمایا کہ 22 رجب کو نہ تو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا یوم ولادت ہے اور نہ ان کا یوم وفات! 22 رجب کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات ہے۔ ان کی وفات کی خوشی میں شیعوں نے بنی اُمیہ کے ڈر سے چھپ کر گھروں میں بیٹھ کر صبح منہ اندھیرے مٹھائی تقسیم کی تھی۔ اسی نسبت سے اسی طرح منہ اندھیرے گھروں میں بیٹھ کر ہر سال 22 رجب کو شیعہ حلوہ اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور اہل سنت کے ڈر سے اور بھولے بھالے اہل سنت عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اس رسم کو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کر دیا گیا ہے تا کہ اہل سنت عوام بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دشمنی میں غیر محسوس طریقہ سے ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی محنت سے بحمد للہ! اہل سنت نے نہ صرف کونڈوں کی رسم ترک کردی بلکہ اب وہ صحابہؓ دشمنی کی بنیاد پر پکایا ہوا حلوہ بھی کھانے سے انکار کر دیتے ہیں۔

یہ بہت افسوس کی بات تھی کہ اہل سنت کہلوانے والے بھی صحابہؓ دشمنی میں مبتلا تھے، جس سے اللہ تعالیٰ نے امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ نجات عطا فرمائی۔

(9) جو لوگ دیگر ادیان سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوتے تھے ان کے سامنے عرف عام میں اسلام کے کئی فرقے سامنے آتے تھے۔ مثلاً دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث۔ کیونکہ شیعیت بھی اسلامی فرقہ مشہور ہے، اس لئے وہ شیعیت کو بھی اسلامی فرقہ سمجھتے تھے۔ ان نو مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کی جو گروہ بھی مساعی کرتا تھا، عام طور پر وہ نو مسلم وہی مسلک اختیار کر لیتا تھا۔ دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مسالک میں کوئی بنیادی اختلافات نہیں ہیں لیکن شیعیت کا اپنے بنیادی اور باطل نظریات کی بناء پر اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس طرح جو نو مسلم دیگر ادیان باطلہ سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوتے تھے اور شیعیت اختیار کر لیتے تھے تو وہ پھر بھی غیر مسلم ہی رہتے تھے اور یہ بہت بڑا المیہ تھا۔ چنانچہ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی شیعیت کے کفر پر مدلل تقاریر کی کیسٹیں پورے عالم میں پہنچ جانے کی وجہ سے ایسے نو مسلم افراد تک بھی بات پہنچ جاتی ہے، جس سے وہ یا تو شیعیت کو

اختیار ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو حقیقت حال سے واقف ہونے پر تائب ہو جاتے ہیں اور اسلام کی دولت سے صحیح طور پر مستفیض ہوتے ہیں۔

(10) آخر میں امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے احسان کا ذکر کرتا ہوں، جو امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے شیعوں پر کیا ہے۔ بہت سے شیعوں کو اپنے مذہب شیعہ سے عدم واقفیت کی بناء پر یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کے اکابر مجتہدین نے موجودہ قرآن کا انکار کیا ہے اور اسے محرف لکھا ہے۔ ان کو ان کے ذاکروں نے چند ایک مخصوص اور غیر مستند کہانیاں سنا رکھی ہیں، جو قرآن و حدیث سے ٹکراتی ہیں۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے شیعہ کو شیعہ مذہب کی صحیح تصویر نظر آئی، جو امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ لٹریچر کے ذریعے دکھائی۔ شیعہ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف خلافت کا جھگڑا تھا یا فدک کا جھگڑا تھا، جس کی وجہ سے شیعہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ لیکن وہ ان کو کافر بھی نہ سمجھتے تھے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ لٹریچر سے ان کو بتایا کہ ان کے قدیم مجتہدین اور ان کے امام خمینی نے ان مقدس ہستیوں کو کافر اور جہنمی لکھا ہے بلکہ سوائے چار پانچ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مرتد لکھا ہے۔ اماموں کو انبیاء علیہم السلام سے افضل لکھا ہے۔ چنانچہ صاحب فہم شیعہ حضرات کو اپنے مذہب کے کفریہ عقائد کا سامنا کرنا پڑا، جس کو وہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اب ان کے سامنے تین صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ بھی ان کفریہ عقائد کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ پر کفر کی مہر لگوالیں۔ دوسری یہ کہ خود کفریہ عقائد سے انکار کر دیں لیکن شیعہ مذہب بھی اختیار کئے رکھیں۔ اور اپنے ان مجتہدین جن کے یہ کفریہ عقائد ہیں کو حسبِ سابق احترام کی نظر سے دیکھتے رہیں اور ان کے لٹریچر کو اپنے مذہب کا بنیادی لٹریچر سمجھتے رہیں۔ اس صورت میں یہ مشکل درپیش تھی کہ مذکورہ مجتہدین کے ان کفریہ عقائد کی بناء پر جو ان پر کفر لازم آتا ہے اور وہ کافر قرار پاتے ہیں، اس کے بعد ان کو کافر نہ سمجھنے والا، ان کے ایمان کی تصدیق کرنے والا اور ان کو امام اور مجتہد سمجھنے والا خود کفر سے نہیں بچتا۔ جیسے لاہوری مرزائی غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننے کے باوجود اس کو کافر نہ کہنے اور اس کو مصلح اور مجدد ماننے کی بناء پر آئین میں

کافر قرار پائے۔ چنانچہ یہ صورت قابل عمل نہ تھی جس کفر کے فتویٰ کی زد سے وہ بچنا چاہتے تھے، اس کی زد میں وہ پھر آ جاتے تھے۔

تیسری صورت یہ تھی کہ وہ شیعیت سے تائب ہو کر مذہب اہل سنت اختیار کر لیں۔ چنانچہ اللہ کا احسان ہے کہ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی شب و روز محنت اور شیعہ مذہب کے مختقاد پوسٹ مارٹم سے بہت سے شیعہ ہدایت پر آ گئے اور ہمیشہ کے لئے صاحب فہم اور حق کے متلاشی شیعوں کے لئے ایک مشعل روشن فرما دی، جس کی روشنی کی مدد سے وہ صحیح راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی اس جدوجہد سے اُمت مسلمہ اب پہلے سے بہت بہتر پوزیشن پر کھڑی ہے۔ شیعیت نے اپنا انجام دیکھتے ہوئے اگرچہ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے راستہ سے ہٹا دیا ہے لیکن ان کی شہادت کے بعد ان کا مشن بہت تیزی سے پوری دنیا میں پھیلا ہے۔ ان کی شہادت کے بعد پاکستان کے اعلیٰ افسران اور ججز نے ان کے مشن کو سمجھنا ضروری سمجھا۔ ان کی کیسٹیں سنیں، لٹریچر پڑھا، شیعہ لٹریچر پڑھا۔ آخر شیعیت کی حقیقت ان کے سامنے آ گئی۔ کئی اعلیٰ افسران کی یہ بات بھی سامنے آئی کہ پہلے شیعہ اعلیٰ افسران پر پریشر ڈال کر اپنی ناجائز باتیں بھی منوا لیتے تھے اور افسران ان کی بات ماننے پر مجبور ہوتے تھے کیونکہ اہل سنت کی طرف سے ان پر کوئی پریشر نہیں ہوتا تھا۔ اب افسران شیعوں کو کہتے ہیں کہ ہم پر اہل سنت کا بہت دباؤ ہے اور وہ اکثریت میں بھی ہیں، اس لئے آپ کی ناجائز باتیں ماننے سے ہم معذور ہیں۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی اس جدوجہد سے شیعوں کی سیاسی قوت کا گراف گرا ہے، جبکہ اہل سنت کی سیاسی قوت کا گراف بلند ہوا ہے۔ اگرچہ ابھی منزل بہت دُور ہے۔ کینسر کو چھوٹے موٹے علاج سے تو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو تو جڑ سے اُکھاڑنا ضروری ہے۔ لیکن اس کے لئے اشد محنت اور قربانیوں کی ضرورت ہے۔

دین کا کام کسی کا محتاج نہیں ہے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے چلے جانے کے بعد بھی مسلسل کام ہو رہا ہے۔ بعض احباب یہ خیال کرتے ہیں کہ جب تک اس جمہوری نظام میں جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوچ کے حامل افراد کی اسمبلی میں اکثریت نہیں ہو گی، یہ مسئلہ حل نہیں

ہوگا۔ یہ سوچ درست نہیں ہے۔ 1974ء میں جب قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو ساری دینی جماعتوں کے علماء کرام کی مجموعی تعداد بہت کم تھی۔ لیکن انہوں نے متحد ہوکر عام فہم زبان میں حکمران جماعت اور حزبِ اختلاف کے غیر علماء ممبران اسمبلی کے سامنے اُمت مسلمہ کا مؤقف رکھا۔ ان میں بہت سے مرزائی مذہب سے عدم واقفیت کی بناء پر مرزائیوں کو مسلمان سمجھتے تھے، اگرچہ خود مرزائی مذہب کو اختیار کئے ہوئے نہ تھے۔ جب ان کے سامنے مرزائی مذہب کی حقیقت آئی تو انہوں نے ان کے کفر پر آئینی مہر لگادی۔

اب بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء کرام خواہ وہ اسمبلی یا سینٹ کے ممبر نہ ہوں، تمام سیاسی جماعتوں کے اہل سنت ممبران پارلیمنٹ اور اعلیٰ افسران سے بار بار ملاقاتیں کرکے ان کو شیعہ مذہب کی حقیقت سے روشناس کرائیں۔ شیعہ لٹریچر ان کو دکھائیں۔ ''تاریخی دستاویز'' نامی کتاب ان کو دیں۔ جب حقیقت ان کے سامنے آئے گی تو وہ بہترین معاون ثابت ہوں گے۔ یہ کام صرف امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت ہی کا نہیں ہے۔ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ دیکھیں کون امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کا درد اور سوز لے کرامی عائشہ رضی اللہ عنہا کے دوپٹہ کے تحفظ کے لئے اُٹھتا ہے۔ کوئی اُٹھے تو سہی، اہل سنت عوام کو وہ ہر قدم پر اپنے ساتھ پائے گا۔

مُحسنِ سُنّیت

مولانا محمد عالم طارق

(برادر کبیر مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، ان کی ذات اور اُن کا مجاہدانہ کردار اہل سنت والجماعت میں معروف ہے۔ میری اُن سے بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔

میں نے 1984ء میں دارالعلوم ربانیہ سے دورہ حدیث کیا اور اسی سال مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بنوری ٹاؤن جامعہ اسلامیہ کراچی سے دورہ حدیث کیا۔ اس کے بعد مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں دینی خدمات سرانجام دینے لگے اور مجھے دارالعلوم ربانیہ کی انتظامیہ نے بطورِ مبلغ اپنے ہاں ٹھہرا لیا۔ ان دنوں علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے وقفے وقفے سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ چونکہ ان کی شادی چیچہ وطنی میں ہوئی تھی، اس لئے فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے خاصا تعارف تھا۔ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ سمندری میں ''شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان سے ایک سالانہ کانفرنس منعقد کرواتے تھے۔ مجھے بھی اس کانفرنس سے خطاب کے لئے دعوت دی گئی اور اشتہار میں میرا نام بھی دیا گیا۔ میں پروگرام میں شرکت کے لئے سمندری پہنچا، میرے سامنے زیادہ تر اجنبی سے چہرے تھے، کیونکہ سمندری میں میرا آنا جانا کم تھا۔ مجھے ایک ایسے مکان میں ٹھہرایا گیا، جہاں نعت خواں اور کچھ علماء کرام بھی موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں اچانک ایک شخص آیا۔ اُس نے بالکل سادہ کپڑے پہن رکھے تھے اور کپڑے ہی کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ اُس کے آنے پر سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ میں حیران رہ گیا کہ آنے والا شخص ظاہراً خطیب تو نہیں لگتا، پھر یہ سب لوگ اچانک حرکت میں کیوں آ گئے؟ میں نے ایک شخص سے پوچھا۔ ''یہ نیا آنے والا شخص کون ہے؟'' اُس نے جواب دیا۔ ''یہ مولانا حق نواز جھنگوی

صاحب ہیں۔'' اس طرح اُن سے یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ میں نے اُنہیں دیکھا کہ بالکل سادہ طبیعت اور سادہ مزاج کے آدمی تھے۔ ان میں تکلف، تصنع یا بناوٹ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے 6 ستمبر 1986ء کو سپاہِ صحابہؓ کی بنیاد رکھی۔ اُن کا تذکرہ سنتے رہے اور اُن کے بیانات بھی!

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات تو سمندری میں ایک جلسہ کے موقع پر ہوئی تھی، جس کا میں نے ابھی ذکر کیا۔ دوسری ملاقات اُس وقت ہوئی جب ٹوبہ سے جھنگ روڈ پر واقع ایک گاؤں 388 ج ب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جلسہ تھا۔ مجھے بھی اس جلسہ میں دعوت دی گئی تھی۔ میں عام طور پر پنجابی میں وعظ کہتا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان و عظمت پنجابی میں بیان کرتا تھا۔ میرا بیان جاری تھا کہ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی میرے بیان میں تشریف لے آئے۔ انہوں نے میری بڑی حوصلہ افزائی کی۔ یہ ابتدائی نوجوانی کے ایام تھے، مجھے بات کہنے کا اتنا ڈھنگ اور طریقہ بھی نہیں تھا۔ میں نے اُن میں یہ بڑی خوبی دیکھی کہ اُنہوں نے میرے لئے حوصلہ افزائی کے کلمات کہے۔

بابری مسجد کے سانحہ پر علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی میں اپنے ہاں آنے کی دعوت دی، وہاں مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں احتجاج ہوا اور جلسے بھی ہوئے۔ بعد ازاں مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز فیصل آباد پہنچے۔ میں اس وقت ماموں کانجن احیاء العلوم کے ایک جلسہ میں شریک تھا۔ مجھے مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اطلاع دی کہ حضرت جھنگوی صاحب آئیں گے، اُن سے ضرور ملنا۔ میں ان کے ہاتھ کچھ کتابیں وغیرہ بھیج رہا ہوں۔ میں وہاں پہنچا، حضرت سے ملا۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں مولانا اعظم طارق صاحب کی صورت میں ایک نعمت غیر مترقبہ عطا کی ہے۔'' مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پہلی ملاقات تھی، اس پر انہوں نے اپنی خوشی کا اظہار کیا تھا۔

اس کے بعد ربانیہ کے جلسہ میں بھی ملاقات ہوئی۔ پھر چیچہ وطنی میں کثرت سے

CamScanner

اُن کے بیانات ہوتے رہے، سننے کا اتفاق ہوتا رہا اور ملاقات بھی ہوتی رہی۔

میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو سُنّی قوم کے محسن سمجھتا ہوں۔ ان کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے بہت سے لوگوں کے ایمان کا تحفظ کیا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی جتنی نعمتیں ہیں، ان میں سب سے بڑی نعمت ایمان ہے۔ جو شخص کسی کے ایمان کا تحفظ کرے، اس کے ایمان کو تقویت دے، وہ بڑا محسن ہے۔

اس بات کو میں ایک مثال کے ذریعے واضح کرتا ہوں۔ میاں چنوں کے ایک گاؤں میں لوگوں نے جمعہ کے لئے مجھ سے تاریخ لی، میں جمعہ پڑھانے کے لئے جا رہا تھا۔ ایک ساتھی میرے ساتھ راستہ بتانے کے لئے بیٹھ گیا۔ راستے میں وہ کہنے لگا۔ ''حضرت صاحب! ہم مولانا حق نواز جھنگوی صاحب کو اپنا محسن سمجھتے ہیں۔'' میں نے پوچھا۔ ''کیا وہ کبھی آپ کے گاؤں میں آئے ہیں۔'' اُس نے نفی میں جواب دیا تو میں نے کہا۔ ''کمال ہے، جب وہ آپ کے گاؤں میں آئے ہی نہیں، تو پھر وہ آپ کے محسن کیسے ہوئے؟'' اس نے کہا۔ ''مولانا! بات یہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں آدھے شیعہ ہیں اور آدھے سُنّی ہیں۔ جب ماہِ محرم آتا تھا تو سُنّی بھی شیعوں والے کام شروع کر دیتے تھے۔ اُن کے لنگر میں شامل ہو جاتے تھے۔ گھوڑے کے آگے پیچھے ہوتے، اُن کے ساتھ مجلس ہوتی، اُن کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا وغیرہ عام تھا۔ جس کا آخر نتیجہ یہ نکلنا تھا کہ سُنّی بھی شیعہ ہو جاتے۔ علامہ حق نواز جھنگوی صاحب کا یہ احسان ہے کہ انہوں نے کلمۂ حق بلند کیا اور اُن کا پیغام ہم تک کیسٹوں کے ذریعے پہنچا۔ ہمیں پتہ چل گیا کہ شیعہ کا مذہب اور ہے، ہمارا اور ہے۔ ہم محتاط ہو گئے اور اس طرح ہم نے اپنا ایمان بچا لیا۔ اس لئے ہم اُن کو اپنا محسن کہتے ہیں کہ اُن کے کلمۂ حق بلند کرنے اور حق کا اظہار کرنے سے ہمارے ایمان محفوظ ہو گئے۔''

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشن کو پوری توجہ، انہماک اور اخلاص کے ساتھ پھیلایا۔ اس کی تشریح سادہ انداز میں یوں کی جا سکتی ہے کہ ایک انسان ایک دعویٰ کرتا ہے اور پھر وہ اس دعوے کو ثابت کرتا ہے۔ اس پر بہت وقت لگتا ہے۔ لیکن علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مطالعہ اور غور و فکر کے بعد شیعیت کے کفر کا دعویٰ لوگوں کے

سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اس دعوے کو اتنا عام کر دیا کہ یہ دعویٰ نعرہ بن گیا۔ حالانکہ ایک دعویٰ ثابت ہوتا ہے، اس کا اظہار ہوتا ہے، لوگوں کو بتایا جاتا ہے، لیکن انہوں نے اس دعوے کو اتنا واضح اور عام کر دیا کہ وہ دعویٰ نعرہ بن گیا۔ عام لوگوں کے کانوں تک پہنچنے والی چیز نعرہ ہوتا ہے۔ ان کا دعویٰ ''کافر کافر، شیعہ کافر'' ایک نعرے کی شکل اختیار کر گیا اور ہر کان تک وہ آواز پہنچ گئی۔

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ شجاعت و بہادری کے پیکر تھے۔ عام لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ رافضی خطرناک ہیں تو جھجک جاتے تھے، پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اہل رفض کی قوت اور اُن کے برے عزائم کے بارے میں عام لوگوں اور عام علماء سے بہت زیادہ جانتے تھے۔ انہوں نے اس بات کا اظہار بھی کیا کہ شیعیت کی طرف سے میرے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ لیکن ان کے لہجے، انداز اور طور طریقے میں کوئی تبدیلی یا لچک نہیں آئی۔ انہوں نے اپنا مشن بھرپور طریقے سے پیش کیا، منوایا اور عام کیا۔

میں چند دن پہلے جھنگ گیا تھا۔ ملک محمد اسحاق صاحب بھی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ لوگ ملنے کے لئے آ رہے تھے۔ ایک صاحب آئے، ملاقات ہوئی، تعارف ہوا۔ ملک صاحب فرمانے لگے۔ ''مولانا! میں ان کو کافی پرانا جانتا ہوں۔ یہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ان کا نام ملک اقبال ہے۔'' پھر ملک محمد اسحاق صاحب کہنے لگے۔ ''مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں، میں مولانا سے ملنے جھنگ آیا، جھنگ سٹی میں مولانا کا جمعہ تھا۔ میں جمعہ پڑھنے گیا۔ یہ بھی وہاں چلا گیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں رہتے ہیں؟ انہوں نے کہ میں جھنگ صدر رہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ مولانا نے جھنگ صدر میں جمعہ پڑھانا ہی ہے، تقریر بھی کرنی ہے، آپ وہاں سُن لیتے۔ یہ سن کر کہنے لگے کہ دِل کرتا ہے کہ علامہ حق نواز جھنگوی کی ہر تقریر سنوں۔ ہر تقریر ان کی الگ ہوتی ہے۔ یعنی اللہ پاک نے آپ کو بہت سی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپ کا مطالعہ بہت گہرا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ایسا ہوتا کہ اُن کے جمعہ پچھلے کے

مقتدی بھی اس بات کا شوق رکھتے تھے کہ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان سنیں۔

ایک دفعہ مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ سے اس حوالے سے میری بات ہو رہی تھی کہ کامیاب خطیب کون ہے؟ یہ ایک دِل چسپ سوال تھا۔ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ ''کامیاب خطیب وہ ہے، جس کا اپنے شہر یا اپنی مسجد میں جلسہ ہو اور آخری بیان اُس کا اپنا ہو۔ یعنی سب کے بیانات کے بعد آخری تقریر اُس کی اپنی ہو اور سب لوگ بیٹھ کر اُسے سنیں۔'' یہ چیز میں نے علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اندر دیکھی کہ جھنگ میں اُن کا آخری خطاب ہوتا اور لوگ بڑے انہماک سے اُن کا خطاب سُنتے۔ یہی چیز اللہ تعالیٰ نے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ میں بھی رکھی تھی کہ ان کے اپنے اپنے علاقوں میں پروگرام ہوتے، آخری خطاب ان کا اپنا ہوتا اور سب لوگ بڑی توجہ سے ان کا خطاب سماعت کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو نظم اور جماعت کی وجہ سے بہت پذیرائی دی۔ مگر اس کا سبب محض تنظیم یا افرادی قوت نہیں بلکہ ان کی اپنی بہت ساری ذاتی صلاحیتیں اور خوبیاں بھی تھیں۔

بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کی اپنی صلاحیتیں بہت کم ہوتی ہیں اور جماعت کی وجہ سے ان کی عزت اور احترام ہوتا ہے۔ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ تک تنظیمی نسبت سے ہٹ کر بھی اللہ تعالیٰ نے ان میں بے شمار صلاحیتیں رکھی تھیں، جن کی بدولت وہ حق بات لوگوں تک پہنچاتے تھے اور سُنّی کاز کے لئے اخلاص کے ساتھ کام کرتے تھے۔

کسی آدمی کے وقار کی جھلک ورکروں میں دیکھی جاتی ہے۔ میں مانسہرہ کی ایک دیہاتی مسجد میں گیا۔ نمازِ عصر پڑھی۔ مسجد میں تبلیغی جماعت کے لوگ آئے ہوئے تھے۔ ایک نوجوان لڑکا بیان کر رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ہماری فکر عالمی ہونی چاہئے۔ پوری دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانا ہے، اس کے لئے محنت کریں گے تو اس کے اثرات امریکہ تک پہنچیں۔ وہ اس طرح کی بات کر رہا تھا۔ میں نے دِل میں سوچا کہ ایک نوجوان تبلیغ کر رہا ہے۔ اس کو مہینہ دو مہینے، یا سال دو سال ہوئے ہوں گے۔ اس کا جذبہ اتنا بلند ہے، پورے

عالم کی فکر کرنی چاہئے اور جس آدمی نے اس جماعت کی بنیاد رکھی ہے،اس کا درد کتنا گہرا ہوگا۔ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جن لوگوں کی تربیت کی، ان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس جماعت کے بانی کا اخلاص کتنا ہوگا کہ ایک عام کارکن اتنا فکر مند ہے۔

شبیر فوجی نامی ایک لڑکا تھا، روپوش رہا، پھر شہید ہوگیا۔ وہ مجھے اُن دنوں ملا، جب وہ روپوش تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہو؟ مرکز میں آجاتے ہو، اُٹھتے بیٹھتے ہو، لوگ باتیں کرتے ہیں کہ یہاں اشتہاری رہتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جماعت کی قیادت کو اس انداز میں مرکزیت حاصل ہو کہ وقت کا وزیر اعظم ان سے ملنے کے لئے آئے، میری جماعت کی قیادت کو اُن سے ملنے کے لئے نہ جانا پڑے۔ یعنی ایک شخص اشتہاری ہے، اس کے دِل میں بھی یہ آرزو ہے کہ جماعت کا مقام و مرتبہ اتنا بلند ہو کہ وقت کا صدر اور وزیر اعظم ہماری قیادت سے ملنے کے لئے آئے۔

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ نے بہت تھوڑے وقت میں بہت بڑا انہی کام لیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی کا ایک سیاسی پہلو بھی ہے۔ انہوں نے پنجاب میں علماء کو ایک لائن، حوصلہ اور عظمت دی کہ بغیر وسائل کے اور بے سروسامانی کے عالم میں جاگیرداروں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہوئے۔ میں نے مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں جا کر اچھی طرح دیکھا ہے کہ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ووٹوں کی وجہ سے الیکشن نہیں ہارے۔ ناتجربہ کاری اور وسائل نہ ہونے کی وجہ سے کم ووٹ ملے۔ بہت سارے پولنگ اسٹیشن ایسے تھے، جہاں اُن کے پولنگ ایجنٹ ہی موجود نہ تھے۔ الیکشن لڑنے کا پہلا تجربہ تھا وگرنہ افرادی قوت اُس وقت بھی اُن کے پاس بہت تھی۔

سیاسی حوالے سے ایک دِل چسپ بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں جب الیکشن ہوتے ہیں تو الیکشن کے کچھ دِن بعد سرکاری گنتی ہوتی ہے۔ عام لوگوں کو سرکاری و غیر سرکاری گنتی اور حتمی و غیر حتمی رزلٹ کا پتہ نہیں ہے۔ ہوتا یوں ہے کہ جو ملازم گھروں سے باہر ہوتے ہیں یا جن کی الیکشن میں ڈیوٹی ہوتی ہے، وہ درخواست دیتے ہیں کہ ان کو پوسٹ بیلٹ پیپر دیئے جائیں کہ وہ اپنے ووٹ کا حق استعمال کریں۔ جب الیکشن کی تاریخ آتی ہے تو ڈاک کے

ذریعے ووٹ پہنچ جاتے ہیں۔ ڈاک کے ذریعے پہنچنے والے ووٹوں کو شمار کر کے پھر گنتی کی جاتی ہے اور حتمی رزلٹ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ جب تک ان ووٹوں کو شامل نہ کیا جائے، حتمی رزلٹ نہیں سمجھا جاتا۔ بعض اوقات دو اُمیدواروں کا فرق دو اڑھائی سو، یا چار پانچ سو کا ہوتا ہے اور ڈاک کے ذریعے ملنے والے ووٹوں کی تعداد 1400 ہوتی ہے۔ اگر اس آدمی کی 400 کی لیڈ ہے اور 400 ووٹ مزید مل جائیں تو یہ شخص جیت جائے گا۔

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جب الیکشن لڑا تو اس حلقہ میں جو پوسٹ بیلٹ پیپر جاری ہوئے تھے، ان کی تعداد غالباً 1400 تھی۔ جب ان ووٹوں کی گنتی ہوئی تو مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ووٹوں کی تعداد 714 جبکہ عابدہ کے ووٹ 272 تھے۔ عابدہ خود نہیں آئی تھی، کیونکہ وہ تو جیت چکی تھی، اُس نے اپنا نمائندہ بھیجا تھا۔ اس موقع پر ریٹرننگ آفیسر نے مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ ”مولانا! آپ کو مبارک ہو۔“ جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا۔ ”آپ مجھے کس بات کی مبارک باد دے رہے ہیں؟“ ریٹرننگ آفیسر نے کہا۔ ”مولانا! تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت نے آپ کو پسند کیا ہے۔“

جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ ”مجھے جتنے ووٹ ملیں گے، وہ اس بات کی شہادت ہوگی کہ وہ شیعیت کے کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ میں شیعہ کو کافر کہتا ہوں، جو شخص مجھے ووٹ دے گا، وہ شیعہ کو کافر سمجھ کر مجھے ووٹ دے گا۔“ آپ یہ بھی فرماتے۔ ”شیعہ مجھے آبِ زمزم کے ساتھ دھو کر ووٹ دے، مجھے تب بھی اس کا ووٹ نہیں چاہیئے۔“

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ مشن، مؤقف اور عقیدے کا کام بہت عروج پر لے گئے اور سیاسی میدان میں بھی انہوں نے بڑی جدوجہد کی اور انہیں بہت پذیرائی ملی۔ پڑھے لکھے طبقے نے ان کے مؤقف کی بھرپور تائید کی، سرکاری ریکارڈ بھی اس بات کا گواہ ہے۔ انہوں نے کمال درجہ کی محنت کی اور جاگیرداروں کے مقابلہ میں عوام کے حقوق کے لئے آواز اُٹھائی...... میں امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کو کروڑہا خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں، جنہوں نے خوابِ غفلت میں سوئی ہوئی قوم کو بیدار کردیا۔

CS CamScanner

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا شیدائی

ملک محمد اسحاق، رحیم یار خان

پاکستان میں ایرانی انقلاب کے بعد جب تحریک جعفریہ کی بنیاد رکھی گئی تو اس نے پاکستان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و مطہر جماعت اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تحریری و زبانی تبرا بازی کا آغاز کر دیا۔ اس کے ردِ عمل میں اللہ پاک نے جھنگ کی ایک چھوٹی سی مسجد سے اُس مردِ قلندر کو میدان میں اُتارا، جس نے شیعہ کے عقیدہ ختم نبوت کو لوگوں کے سامنے بیان کیا۔

اہل تشیع اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبان درازی کرتے تھے، مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے سر عام اہل تشیع کا عقیدہ بیان کیا اور کہا کہ یہ لوگ دراصل یہودی ایجنٹ ہیں اور ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے مردِ قلندر تھے کہ جو بات اس کی زبان پر ہوتی تھی، وہی بات اس کے دل میں ہوتی تھی۔ اس کا اندازِ گفتگو ایسا ہوتا تھا کہ سُنّی سو فیصد محسوس کر رہا ہوتا تھا کہ اسے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس قدر محبت ہے کہ یہ شخص ان کے لئے اپنی جان دینے کے لئے تیار کھڑا ہوا ہے...... اور پھر اس کی آواز صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں گونجی اور شیعیت کے عقائد لوگوں کو معلوم ہوئے۔

اللہ پاک نے مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں اتنی تاثیر رکھی تھی کہ سینکڑوں نوجوان اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جان کا نذرانہ پیش کر گئے، ہزاروں کارکن جیل کی سلاخوں میں بند کر دیئے گئے اور ستر نوجوانوں کو فرضی پولیس مقابلوں میں

شہید کر دیا گیا۔ کچھ نوجوانوں کو تختۂ دار پر بھی جانا پڑا مگر مشن جھنگوی شہید ؒ سے کوئی بھی شخص پیچھے نہ ہٹا۔ اِن شاءاللہ وہ وقت آئے گا، جب مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کا مشن کامیاب ہوگا اور اصحابِؓ رسول ﷺ کا دشمن رُسوا ہوکر گھروں میں بیٹھ جائے گا۔

میری تمام اہل سنت والجماعت سے اپیل ہے کہ اصحابِؓ رسول ﷺ کے دشمن کے خلاف کام کرنے کے لئے مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کی جماعت کا ساتھ دیں۔

حق کی آواز......حق نواز رحمۃ اللہ علیہ

سید غلام رسول شاہ بخاری، بہاولنگر

آوازہ لگتا ہے۔ یہ محض آوازہ نہیں بلکہ بپھرے ہوئے شیر کی للکار ہے۔ جرأت مندانہ یلغار ہے۔ اِس آواز کے انداز میں تبدیلی ہے، لہجہ میں تیزی ہے، گفتار میں تاثیر ہے، کردار میں حُسن ہے، جس نے سوتے ہوؤں کو جگادیا اور جاگتے ہوؤں کی زندگی میں انقلاب آ گیا۔ جس نے چکھا اُسی نے جانا اور جس نے جانا اُسی نے مانا۔ گرجدار آوازہ میں دعویٰ پیش کیا، دل ہلا دینے والا دعویٰ......اور دعویٰ پیش کرتے ہوئے واضح طور پر کہہ دیا کہ پہلے جانو، تب مانو، پہلے پہچانو، تب ساتھ چلو۔ میرا آوازہ دنیا میں پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کی مالا ہے۔ آوازہ لگانے والا پھر پلٹ کر کہتا ہے:

بڑا کٹھن ہے راستہ جو چل سکو تو ساتھ دو
یہ زندگی کا فاصلہ مٹا سکو تو ساتھ دو
ہزار دُکھ ہیں یہاں ہزار آزمائشیں
ہزار دُکھ ہزار بار اُٹھا سکو تو ساتھ دو

یقین کی فطری راہ بھی یہی ہے کہ پہلے پہچانو، تب ساتھ چلو۔ ہاں! تم سورج ہی کو نہ دیکھو، یہ تمہارے بس میں ہے، مگر جو سورج کے سامنے کھڑا ہو، اُسے تو سورج کی چمک سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔

یہ آوازہ لگتے ہی شیعت کے ایوانوں میں دفعۃً زلزلہ سا آ گیا۔ ایرانی حکومت پر ضربِ کاری لگی۔ پاکستان میں ایرانی ٹاؤٹ سیخ پا ہوگئے۔ قانون حرکت میں آ گیا۔ کھلبلی مچ گئی۔ کالے قوانین کے پروردہ راہیں روکنے کے لئے آگے بڑھے۔ اِس گرجدار آوازہ پر لوگ متوجہ ہوئے تو سب کی نظریں جھنگ صدر محلّہ کی ایک چھوٹی سی مسجد پر آ کر جم گئیں۔

جس کے میناروں سے یہ آوازۂ حق بلند ہو رہا تھا...... اور جب آوازہ لگانے والے کو دیکھا تو یہ آواز میرے بلکہ پوری سُنّیت کے قائد امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ بات آوازہ لگانے کی ہو رہی ہے۔ یہ آوازہ لگانے والا کسی ملک کا حاکم نہیں، کوئی گورنر نہیں، کوئی رئیس نہیں، سرمایہ دار یا کوئی بڑا تاجر نہیں بلکہ چھوٹے سے قد کا، مختصر جسم والا انسان جماعتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا عاشق صادق تھا۔ جس کی پُرسوز آواز نے در و دیوار رُلا دیئے۔ سنگدل انسان بھی آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکے۔ آوازہ میں کشش تھی۔

ہاں! واقفانِ حال جانتے ہیں کہ جب امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ آوازۂ حق بلند کرتے تھے تو مجمع پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی اور ہزاروں انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے دیوانہ وار "لبیک لبیک" کے فلک شگاف نعرے بلند ہوتے اور پورا مجمع اِس آوازۂ حق پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کا عہد کرتا۔

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ حُسنِ خطابت میں اپنی مثال آپ تھے۔ عصرِ حاضر میں خطابت کے میدان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب سن کر بے ساختہ یہ کہا جاتا تھا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت اور جلال کا نقشہ ایک صاحب نے اِن الفاظ میں کھینچا ہے، جو یقیناً میرے قائد امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ پر بھی صادق آتا ہے۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ کہنے والے نے یہ الفاظ میرے قائد امیرِ عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہی کہے تھے:

> "رعد کی گونج، بادل کی گرج، ہوا کا فراٹا، فضا کا سناٹا، صبح کا اُجالا، چاندی کا جھالا، ریشم کی جھلملاہٹ، ہوا کی سرسراہٹ، گلاب کی مہک، سبزہ کی لہک، آبشار کا بہاؤ، شاخوں کا جھکاؤ، طوفان کی کڑک، سمندروں کا خروش، پہاڑوں کی سنجیدگی، صباء کی چال اور اِس کا نم، چنبیلی کا پیراہن، تلوار کا لہجہ، بانسری کی دُھن، عشق کا بانکپن، حُسن کا

CS CamScanner

اغماض، کہکشاں کی بیچ اور مقطع عبارتیں، انسانی آواز میں
ڈھلتے ہی خطابت کا ہیولا تیار ہوتا ہے تو اس کا جیتا جاگتا
مرقع امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔''

آوازۂ حق لگانے پر قانون کی حرکت کیا رنگ دکھاتی ہے؟ روزانہ زباں بندی، نظر بندی، ضلع بندی اور پابندی کے نئے نئے حکم جاری ہوتے ہیں۔ سرکاری فرشتے اور پولیس درجنوں، بیسیوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اکٹھے کر کے ناکے لگا کر راہیں روکنے کی ناکام کوششیں کرتے ہیں مگر آوازۂ حق لگانے والا نصرتِ حق کے ساتھ ناکے توڑ کر، پھلانگ کر، گورے انگریز کا کالا قانون کچل کر، مسل کر پاؤں کی ٹھوکر سے ہٹاتا ہوا اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہتا ہے۔ حالانکہ پوری تحریکی زندگی میں کوئی دن ایسا نہیں تھا کہ جس دن پابندی کے احکامات جاری نہ ہوئے ہوں...... اور کوئی ایک موقع ایسا سننے میں نہیں آیا اور نہ ہے کہ امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی اِن پابندیوں کو قبول کیا ہو یا ان پابندیوں کو کبھی کوئی اہمیت دی ہو یا پابندی توڑتے ہوئے گرفتار کئے گئے ہوں۔ گویا کہ پابندیوں کے احکامات، انتظامات دھرے کے دھرے رہ جاتے۔ اِس کے ساتھ ساتھ میرے قائد کو متشدّد اور فسادی بھی کہا جانے لگا اور آوازۂ حق لگانے پر کچھ اپنے لوگ بھی چیں بہ چیں کرتے ہوئے بن سوچے سمجھے ناقدین کی صف میں جا کھڑے ہوئے۔ نازیبا الفاظ کے ساتھ طعنے دینے والے کوتاہ بیں اور ناقدین اِس حقیقت کو فراموش کر چکے تھے کہ!

''کسی تحریک کی کامیابی یا ناکامی کا دارومدار تمام تر اِس تحریک کے امیر کی نیّت پر ہوتا ہے۔ اگر وہ مخلص، نیک نیّت اور بے غرض ہے تو حق تعالیٰ اپنے بندگانِ خاص یعنی اہل اللہ کو اِس کی تائید و حمایت پر مامور کر دیتے ہیں۔ جن کی تائید و اعانت سے وہ دیکھتے ہی دیکھتے ترقی کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔''

کوتاہ بینوں اور ناقدین کے نازیبا الفاظ اُس وقت دم توڑ جاتے اور اپنی موت آپ مر کر دفن ہو جاتے جب امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ عشق کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر مدحِ اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوم جھوم کر لب کشائی کرتے اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی عظمت و شان بیان

کرتے ہوئے بالخصوص!

''اُمی ! اُمی ! اُمی ...... عائشہ رضی اللہ عنہا میری اُمی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقار ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس ہے...... اولوگو! عائشہ رضی اللہ عنہا میری اُمی ہے۔ میں اُمی کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے ہوئے کٹ جاؤں گا۔ مرجاؤں گا۔ مگر دشمن کو بھونکنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ اے اللہ! میرے یہ الفاظ میری اُمی تک پہنچادے کہ حق نواز اپنی اُمی کے دشمن سے ٹکرائے گا جس طرح ٹکرانے کا حق ہے۔ مجھے اِس راہ پر قتل بھی کردیا گیا تو میرے خون کا ایک ایک قطرہ میری اُمی کے دشمن سے جنگ کرے گا۔ یہاں تک کہ سرزمین پاکستان اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود شیعیت کے لئے تنگ ہوجائے گی۔'' اِن شاءاللہ

کے رقّت آمیز الفاظ فضاؤں میں گونجتے تھے۔ سرزمین پشاور ہو یا اوکاڑہ کی دھرتی۔ ملتان کا قلعہ ہو یا جھنگ کے درودیوار۔ راولپنڈی کے عوام ہوں یا کراچی کا اجتماع۔ لاہور کے لوگ ہوں یا شجاع آباد، بہاولپور کے سکونتی، سبھی نے پُرخلوص آوازۂ حق سُنا ہے اور جس نے ایک مرتبہ سُنا ہے، 22 سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد آج بھی وہی آوازۂ حق اُس کے دل کی دھڑکن ہے۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ میرے مخلص قائد، نیک نیّت اور بے غرض قائد پر تنقید برائے تنقید کرنے والے کل کے ناقدین وقت گزرنے کے ساتھ اپنے کئے پر شرمندہ ہوئے اور کل کے ناقد آج کے مدّاح بن گئے۔

کون نہیں جانتا کہ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کو آوازۂ حق بلند کرنے پر کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اِس آوازۂ حق نے ایک طرف سُنّی قوم کو بیدار کردیا تو دوسری طرف ایرانی حکومت کی نیندیں حرام ہوگئیں۔ یہ آواز ایرانی حکومت کی آنکھوں میں نشتر بن کر کھٹکنے لگی جبکہ پاکستانی شیعہ بوکھلا گیا اور غنڈہ گردی کرنے لگا۔ کل جس نے گالی کا آغاز کیا تھا، آج گولی چلانے پر اُتر آیا ہے۔ ایک طرف مقدمات کی بھرمار کے ساتھ حکومتی پابندیاں اور دوسری طرف دشمن کے قاتلانہ حملے میرے قائد کو باری باری دل دہلا دینے والے مراحل

سے دو چار کرتے ہیں۔ مگر میرا قائد ہر خطرناک مرحلہ سے گزر کر اُن دیکھی قوت کے ساتھ اُٹھ کر کڑکتا ہے، گرجتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے، پھر دہراد ہرا کر اور زور دے کر کہتا ہے کہ:

وہ دن گئے جب ہر اِک ستم کو ادائے محبوب کہہ کے چپ تھے
اُٹھی جو ہم پر کوئی اینٹ اب اگر، تو اُس کا پتھر جواب ہوگا
سکوتِ صحرا میں بسنے والو! ذرا رُتوں کا مزاج سمجھو
ابھی تو اتنی گھٹن بڑھے گی کہ سانس لینا عذاب ہوگا

دشمن کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتا ہے۔ ظلم کا گریبان پکڑ پکڑ کر اُسے جھنجھوڑتا ہے۔ مقدمات کی بھرمار، حالات کی تلخیاں، مصائب کے جھکڑ، قاتلانہ حملوں کی کثرت کے باوجود میرے قائد کی رفتار میں کمی نہ آئی، گفتار میں نرمی نہ آئی بلکہ نکھار آیا اور کسی نے کیا خوب کہا کہ:

یہ ظلم و تشدّد اور قید تنہائی
مصیبت جب بڑھی، ہونٹوں پہ ہنسی آئی

سال دو سال نہیں، بلکہ کئی سال تک جانچنے والوں نے جانچ کر دیکھا، بجانے والوں نے بجا کر دیکھا، کسنے والوں نے کس کر دیکھا، آزمائش کی بھٹیوں میں ڈالا، جھنگ کی گلیوں میں گھسیٹا اور جو کچھ کر سکتے تھے، اُنہوں نے کیا۔ منفی قوانین سب پورے کئے، اوچھے ہتھکنڈے سب آزمالئے۔ اذیتّیں دی گئیں اور میرے قائد کے نوعمر رفیقوں کو بھی سنگین مقدمات میں پسِ دیوارِ زنداں بھیج دیا گیا...... کہ تنہائی کے عالم میں گھبرا جائے، مشن سے ہٹ جائے، کٹ جائے، مٹ جائے مگر...... نادانوں کی دنیا کی یہ سب سے بڑی بھول تھی۔ کیونکہ میرا قائد جن کے عشق میں فناء ہو چکا تھا اور جن سے جُڑ چکا تھا، وہ تو دنیائے فانی سے کوچ کر جانے کے بعد بھی چودہ صدیوں سے جُڑے ہوئے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ تک جُڑے رہیں گے۔ اُن کی رفاقت، اُن کی دوستی، اُن کے یارانہ اور اُن کی وفاؤں کے بندھن کو کون نہیں جانتا حتّٰی کہ اُن کی حسین و جمیل اداؤں، وفاؤں اور اُن کے جُڑ جانے پر تو اللہ کی

لاریب کتاب بھی چودہ صدیوں سے شہادت دے رہی ہے اور قیامت تک دیتی رہے گی۔
اپنے بھی دیکھ رہے ہیں۔ پرائے بھی دیکھ رہے ہیں۔کوئی حکومت،کوئی ریاست،
کوئی طاقت اُن کو جدا نہیں کرسکی تو میرا قائد جو اُن کے ذکر کو حرزِ جان اور اُن کے ساتھ عشق
کو جزولاینفک سمجھتا تھا اُسے کیسے ہٹایا جاسکتا تھا۔ جو بے تابانہ انداز میں جھوم جھوم کر کہا کرتا
تھا......صدیق رضی اللہ عنہ!

ساری دنیا مجھے کہتی ہے کہ تیرا سودائی ہے
اب میرا ہوش میں آنا تیری رسوائی ہے

ہاں!ہاں! مجھے کہنے دو! حکومتیں بے بس ہوگئیں۔ طاقتیں بے اثر ہوگئیں۔ منفی
قانون ختم ہوگئے۔اوچھے ہتھکنڈے دم توڑ گئے۔ظلم کے بادلوں میں پانی ختم ہوگیا۔ جانچنے
والوں نے جی بھر کے جانچا۔ کالا قانون ہار گیا اور میرا قائد،صحابہ رضی اللہ عنہم کا عاشقِ صادق
''وفا'' کی عظمت کو چار چاند لگاتے ہوئے کامیاب ہوگیا۔

حق نواز زندہ ہے

ابو معاویہ تنویر الحسن نقوی، تلہ گنگ

عمر 6 سال کی تھی۔ گاؤں میں بجلی کا نام ونشاں تک نہیں تھا۔ گاؤں کے رواج کے مطابق مغرب کی نماز کے بعد تمام لوگ کھانا کھا کر نمازِ عشاء پڑھتے اور جلد سو جانا لازم سمجھتے تھے۔ ایسی ہی ایک شام مغرب کی نماز کے بعد اپنے ننھیال میں نانا ابو، جو پکّے احراری ہیں کے پاس بیٹھا تھا کہ ماموں ہاتھ میں ریڈیو اُٹھائے آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے کمرے سے باہر آئے۔ نانا ابو نے حیران ہو کر پوچھا۔ ''کیا ہوا ہے؟''

ماموں نے آنسو پونچھتے ہوئے جواب دیا۔ ''حق نواز جھنگوی صاحب کو شہید کر دیا گیا ہے۔'' سب کی زبان پر تھا: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ O''

آج 22 سال کا عرصہ گزر گیا، مجھے وہ وقت نہیں بھولتا۔ میری عمر ہی کیا تھی، پہلی کلاس کا طالب علم تھا۔ اللہ میرے والد صاحب کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پہ قائم رکھے کہ باوجود دُور دراز گاؤں اور پسماندہ علاقہ ہونے کے اور شرک وبدعت کا گڑھ ہونے کے ہمیں بچپن ہی میں دین سکھایا اور دین والوں سے جوڑا۔ گھر میں بڑے سائز کی ٹیپ ریکارڈر تھی، جو ہم گاڑی والی بیٹری پر چلاتے تھے۔ مجھے اب بھی یاد ہے، جتنی کیسٹیں ان کے پاس تھیں، مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے اگلے دن والد صاحب نے حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر اُن میں ریکارڈ کروالیں۔

ہمارے گھر کے قرب میں ایک شیعہ نما عورت تھی، وہ جب بھی ہمارے گھر کے سامنے سے گزرتی تو میں دیکھتے ہی گیٹ میں کھڑے ہو کر ''کافر کافر شیعہ کافر'' کے نعرے لگاتا۔

7 سال کی عمر میں حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تقریریں سن سن کر از بر ہو گئی تھیں۔ یہ سب حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خون کی برکت اور سچے ولی اللہ کی کرامت تھی۔ اللہ نے اُن کو کتنی صفات سے نوازا تھا، اگر شمار کرنا شروع کر دیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

سکول کی چھٹی کلاس میں تھا۔ پورے سکول کے اساتذہ یا تو بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے یا شیعہ مذہب سے! کلاس میں اکثریت شیعہ لڑکوں کی تھی۔ تحریفِ قرآن اور شیعہ مذہب پر بحث چھڑ گئی تو جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت رنگ لائی کہ سکول کے اساتذہ کو لاجواب کر دیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح معنوں میں دلوں پر حکومت کی ہے کہ جس نے بھی ایک بار اس مردِ درویش کو دیکھا، پھر اسی کا ہو کر رہ گیا۔

والد صاحب اکثر بتاتے ہیں کہ پنڈی گھیب میں جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو انتہائی خطرات منڈلا رہے تھے۔ حکومت وقت نے پابندی کے آرڈر جاری کر دیئے۔ ان دنوں سپاہِ صحابہؓ اٹک کے صدر مولانا حافظ محمد صدیق صاحب تھے، جو علاقہ میں دلیری کے حوالے سے مشہور تھے۔ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے عرض کیا۔ ''حضرت! پابندی لگ گئی ہے، کیا کریں؟'' حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''مولانا! میں نے پابندیوں کی پروا کرنی ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و ناموس کا نعرہ ہی نہ لگاتا۔'' حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور محبتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ڈوبا ہوا خطاب کیا۔

پنڈی گھیب کے مشہور بریلوی عالم علامہ بشیر احمد چشتی گولڑوی کہتے ہیں۔ ''علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ریلوے گراؤنڈ اٹک میں عظمتِ صحابہؓ کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے، آپ کے ایمانی جذبے کی یہ کیفیت تھی کہ ان کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ انتہائی محبت کو دیکھ کر میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور دورانِ تقریر ہی میں نے مجمع میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ میرا جینا مرنا حق نواز کے ساتھ ہے۔'' آج بھی جہاں نام نہاد علماء

مصلحت کا شکار ہو جاتے ہیں، وہاں چشتی صاحب اپنے سبق اور وعدے کو یاد کرتے ہوئے بڑھاپے کے عالم میں بھی میدان میں نکل آتے ہیں۔

نامور اہلحدیث عالم دین قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی ایک جلسے میں تشریف لائے تو دورانِ تقریر روتے ہوئے فرمانے لگے۔ ''مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت کہاں سے لائیں، جو دشمنانِ صحابہؓ کے سامنے بند باندھے۔ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی عطا تھا۔''

شیخ الحدیث مولانا محمد صابر مرحوم نے ایک بار فرمایا۔ ''حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے پوری اُمت مسلمہ کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا۔'' حضرت جب بھی جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے تو اکثر رو پڑتے۔ فرماتے۔ ''حق نواز رحمۃ اللہ علیہ جیسا شیر اب کوئی ماں نہیں جَن سکتی۔''

جانشین امام الزاہدین حضرت قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب کو کئی بار کہتے سنا ہے۔ ''علامہ حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ وقت کے مجدد تھے اور حقیقت میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وارث اور ان کی سوچ وفکر کے صحیح حامل تھے۔''

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب اٹک کی معروف علمی شخصیت ہیں، فرماتے ہیں۔ ''خانوادۂ ولی اللہ کے چشم و چراغ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے 'تحفہ اثناعشریہ' لکھی اور بیان حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔'' ایک بار فرمایا۔ ''اس چھوٹے سے قد والے انسان نے جو تھوڑی سی عمر میں مقام و مرتبہ پایا، بڑے بڑے شیوخ الحدیث کو ساری زندگی محنت کرتے کرتے وہ مقام و مرتبہ نہ مل سکا۔''

جامعہ اشرفیہ لاہور کی تاریخی مسجد الحسن میں دورہ حدیث شریف کی کلاس جاری تھی۔ ترمذی شریف کا سبق جاری تھا۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذِ خاص مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی حمیداللہ جان صاحب موتی بکھیر رہے تھے کہ اسی دوران حدیث مبارکہ ''اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوِ الْبِدَعُ فَسُبَّتْ اَصْحَابِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ'' آئی تو حضرت چونک گئے۔ زاروقطار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمانے لگے۔ ''فتنے ظاہر ہوئے، بدعتیں عام ہوئیں اور اصحابِ نبی ﷺ کو جب سرِ عام بھونکا جانا شروع ہوا تو ربِّ کریم نے ان کے ردّ میں جس شخصیت کو روئے زمین پر بھیجا، اس کا نام حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ اس

نے آ کر علماء کی غیرت کو بیدار کیا۔"

علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر تقریر فرما رہے تھے۔ ایک واقعہ سنایا، جس سے مجمع کی چیخیں نکل گئیں۔ فرمایا۔"میرے ایک عزیز حج یا عمرہ کی نیت سے حرمین مکرمین گئے۔ ایک ٹیکسی کرائے پہ لی۔ ڈرائیور نے وضع قطع دیکھ کر ایک کیسٹ چلادی۔" فرمایا۔"حرمِ مکی کی سڑکیں تھیں اور جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ گونج رہا تھا۔"

جنتی دولہا، شہدائے ناموسِ صحابہؓ کے سروں کا سہرا، علامہ شعیب ندیم رحمۃ اللہ علیہ نے اِک مرتبہ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے عوام کو تڑپا کے رکھ دیا۔ فرمایا۔"جب حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ میانوالی جیل میں سنتِ یوسفی اور پیروئ امیر شریعت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے، میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا، ان دنوں امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ پہ جیل انتظامیہ نے بہت زیادہ تشدد کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کمر زخموں سے چور تھی۔" علامہ شعیب ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔"میں نے حضرت امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت! سنا ہے آپ کو بہت مارا پیٹا گیا ہے۔ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کمر سے چادر ہٹائی اور فرمایا کہ شعیب! حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کم مار پڑی ہے۔" اللہ اکبر! یہ تھی ہمت و جرأت اس عظیم انسان کی، جس کا تذکرہ آج پورے عالم میں ہے۔

سپاہِ صحابہؓ سٹوڈنٹس عروج پہ تھی، اس وقت صدر حافظ عبدالوہاب راشد تھے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں سیمینار منعقد تھا اور راشد صاحب خطاب کر رہے تھے۔ فرمانے لگے۔"ہم نے ختم نبوت اکیڈمی فیصل آباد میں امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ سے ردِّ رافضیت کے سلسلہ میں اسباق پڑھے ہیں۔ ایک دِن دورانِ سبق حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طلباء عزیز! ہم پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوئے ہیں اور دشمنانِ صحابہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو ننگی گالیاں بک رہے ہیں۔ مجھے بتاؤ اگر روزِ قیامت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے خلاف عدالتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رِٹ دائر کردی، تو ہم کیا جواب دیں گے؟" پھر فرمایا۔"اُٹھو اے سُنّی نوجوانو! عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو پوری دنیا میں پھیلادو۔"

امام اہلسنت جانشین امیر شریعت ابومعاویہ سید عطاء المنعم بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے عظیم انسان تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم وتقویٰ اور تحریر وتقریر کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ اُس دور میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام لینا مشکل تھا، اس ولیٔ وقت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت وناموس کا جھنڈا بلند کیا۔ بالخصوص خال المسلمین امیر المومنین خلیفہ راشد سادس و عادل سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے نام کو عام کیا۔ جب علماء امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لینے سے ڈرتے تھے، اس جری انسان نے تنِ تنہا یوم تذکرہ معاویہ رضی اللہ عنہ ملتان، راولپنڈی، تلہ گنگ، لاہور میں منا کر سوئی ہوئی سُنّی قوم کو بیدار کیا۔ فرمایا کرتے تھے۔ ''حق نواز رحمۃ اللہ علیہ انتخابِ الٰہی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت میں گوندھا ہوا ہے۔'' اکثر فرماتے۔ ''میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ چوکوں، چوراہوں میں کیا اور حق نواز رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بھی آگے بڑھ گیا کہ سپاہِ صحابہؓ کے جھنڈے کی زینت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لکھ کر بڑھا دی۔''

دُنیا مٹ جائے گی۔ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہیں مٹ سکتا۔ حق نواز رضی اللہ عنہ نے ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز کو بلند کیا اور حق ادا کر دیا۔

امیر عزیمت، مجدد العصر، شیر اسلام، علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے وقف تھی۔ کوئی سوچ نہیں سکتا کہ ایک کمزور سا شخص، جو ایک سادہ زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتا تھا، اتنا بلند مقام پائے گا۔

علامہ حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ ایک فکر اور ایک سوچ لے کر میدان میں آئے تھے۔ جھنگ کے محلّہ کی چھوٹی سی پپلیاں والی مسجد سے آوازِ حق بلند کی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے عالم میں گونجنے لگی۔ 1988ء کے الیکشن میں جدّی پشتی وڈیروں اور زمینداروں کے منہ موڑ دیئے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے۔ ''38,000 نفوس نے مجھے صرف ووٹ نہیں دیئے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کے دفاع اور شیعیت کے کفر پہ دستخط ثبت کئے ہیں۔''

آج 22 سال کا عرصہ گزرنے کو ہے۔ ''حق نواز رحمۃ اللہ علیہ'' زندہ ہے۔ ''حق نواز رحمۃ اللہ علیہ'' کا مشن زندہ ہے۔ ''حق نواز رحمۃ اللہ علیہ'' کی آواز زندہ ہے۔ ''حق نواز رحمۃ اللہ علیہ'' کے

CamScanner

اذکار زندہ ہیں۔ ''حق نواز رحمۃ اللہ علیہ'' کی روحانی اولاد زندہ ہے۔ 4500 لوگ گولیوں سے چھلنی ہوکر قبر کی پاتال میں اُتر گئے۔ 900 کے لگ بھگ لوگ زنداں میں نغمۂ آزادی گنگنار ہے ہیں۔ پھر بھی ''حق نواز رحمۃ اللہ علیہ'' زندہ ہے۔ کیونکہ ربّ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں فرمایا:

''لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ'' (سورۃ البقرۃ: ۱۵۴)

حق نواز رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا کو تو چھوڑ گیا ہے مگر قولِ ربِ جلیل کے عین مطابق:

''حق نواز رحمۃ اللہ علیہ زندہ ہے۔''

علامہ حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ ...... انتخاب خداوندی

صفدر صدیقی، مرکزی ناظمِ اعلیٰ: ایم ایس او

امیر عزیمت، مجددِ وقت، شیر اسلام، حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اس صدی کے وہ عظیم انسان ہیں، جو صدیوں بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوچ سمجھ کر سالہا سال مطالعہ و تحقیق کی کٹھن وادی میں آبلہ پائی کرنے کے بعد جسے حق سمجھا، بانگ دہل اسے بیان کیا، جسے غلط سمجھا اُسے چوک چوراہے اور برسرِ بازار برہنہ کیا اور جس کام کو وقت کی اہم ترین ضرورت سمجھا، اس کا بیڑا سب سے پہلے خود اُٹھایا۔

امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عینی گواہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ نزول قرآن سے لے کر اسلام کی جملہ تعلیمات کے حقیقی گواہ بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت، امانت و دیانت کا تحفظ درحقیقت اسلام اور بانی اسلام کا تحفظ ہے۔

اسلام اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اُمت تک پہنچا ہے۔ اُمت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان رابطہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس رابطہ پر حملہ اور اس کی توہین و تنقیص دراصل اسلام اور بانی اسلام پر حملہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفعت و عظمت اُمتِ مسلمہ کے تمام طبقات میں مسلّم رہی ہے۔ یہودیوں کی ناپاک سازشوں کو پروان چڑھانے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بغض و نفرت کا جو بیج ابن سباء نے اپنی آل کے دل و دماغ میں بویا تھا، پڑوسی ملک میں اسی قبیل کے ایک شخص خمینی کے انقلاب کے بعد تناور درخت بنا اور اس شخص نے ایران میں جو مظالم اہلِ سنت والجماعت پر ڈھائے، اس کے تذکرے سے قلم کانپنے لگتا ہے۔ جب وطن عزیز پاکستان میں

''تحریک نفاذ فقہ جعفریہ'' کا لیبل لگا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف تبرا بازی کا بازار گرم کیا گیا اور اس کے نتیجے میں جو روح فرسا واقعات رونما ہوئے، ان واقعات نے اہلِ سنت والجماعت کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ ان پُر آشوب حالات میں امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا میدان عمل میں اُترنا یقیناً انتخابِ خداوندی اور عطیۂ خداوندی ہے۔

صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ تمام اسلامی ممالک میں قیام امن کے لئے کی جانے والی کوششیں تب ہی بار آور ہو سکتی ہیں، جب اصل نزاعی عوامل کو سمجھا جائے اور ان عوامل کی بنیاد پر حقیقی معنوں میں قانون سازی عمل میں لائی جائے۔

نوجوان قلم کار اور دردِ دل رکھنے والے فکر مند صحافی اور دوست جناب حافظ محمد اقبال سحر صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، کہ انہوں نے علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ولولہ انگیز حیات پر قلم اُٹھایا تاکہ تعلیم یافتہ طبقہ پروپیگنڈے کے جال سے نکل کر، حقائق سے آشنا ہو کر، حق و باطل کو پرکھ سکے اور دوست و دشمن کے مابین تمیز کر سکے۔

کتاب ''حق نواز ہے زندگی'' کیا ہے؟ یہ تو آپ پڑھ کر فیصلہ کریں گے۔ تاہم اتنا ضرور کہتا ہوں کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ان شاء اللہ العزیز آپ کی تشنگی باقی نہیں رہے گی...... اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا تحفظ کس قدر عظیم اور ضروری ہے؟ راہِ عزیمت کے سرخیل مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کون تھے، کیا تھے اور کیا چاہتے تھے؟ لوگ ان کی آواز اور پروگرام پر آج بھی دیوانوں اور پروانوں کی طرح کیوں جان لٹا رہے ہیں؟ یہ راز بھی آپ پر آشکار ہو جائے گا۔

خالقِ کائنات اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے، مصنف کے لئے ذخیرۂ آخرت اور راہِ حق کی تبلیغ کا باعث بنائے۔ (آمین) وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

آگ اور شعلے

قاری عطاء الرحمٰن، مظفر گڑھ

11 جون 1987ء میری زندگی کا ایک یادگار دن تھا۔ میں اِن دنوں جامعہ احیاء العلوم عید گاہ مظفر گڑھ میں قرآن مجید کی گردان (دُہرائی) کر رہا تھا۔ جمعرات کا دِن تھا۔ مظفر گڑھ شہر کو چاروں طرف سے پولیس نے گھیر رکھا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ سپاہِ صحابہؓ کے بانی و سر پرستِ اعلیٰ علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے مظفر گڑھ میں ایک جلسہ سے خطاب کرنا تھا۔ شہر کی انتظامیہ بھرپور کوشش کر رہی تھی کہ علامہ حق نواز اس جلسہ سے خطاب نہ کر سکیں۔ دریائے سندھ اور دریائے چناب کے ساحلوں پر چلنے والی کشتیوں کو بھی انتظامیہ نے اپنی تحویل میں لے رکھا تھا، اُنہیں خدشہ تھا کہ کہیں علامہ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کشتی کے ذریعے دریا عبور کر کے مظفر گڑھ نہ پہنچ جائیں۔ ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کی بے چینی قابلِ دید تھی، اُس نے حتی المقدور کوشش کی کہ علامہ حق نواز مظفر گڑھ میں داخل نہ ہوں۔

عجیب اور دِلچسپ صورتِ حال تھی۔ دِن بھر شہر کے در و دیوار علامہ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کے تذکروں سے گونجتے رہے۔ لوگ پولیس کو چھیڑنے کے لئے ٹولیوں کی صورت میں آواز لگا دیتے۔ "آ گیا بھئی چھا گیا...... حق نواز آ گیا۔" یہ سن کر پولیس کی دوڑیں لگ جاتیں اور لوگ اِدھر اُدھر ہو جاتے۔ پولیس والے سمجھتے کہ شاید "حق نواز" آ گیا ہے...... اور حق نواز رحمۃ اللہ علیہ واقعی آ چکا تھا۔

علامہ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ ایک دِن پہلے ہی بدھ کے روز مظفر گڑھ کے نواحی قصبے "قاضی والا" میں پہنچ گئے اور یہیں قیام فرمایا۔ یہ قصبہ دریا کے قریب واقع ہے۔ اس سے اگلے دِن یعنی جمعرات کے روز عشاء کے بعد جلسہ منعقد ہونا تھا۔ جمعرات کو چونکہ آدھی چھٹی ہوتی

تھی، چنانچہ میں اپنے چند دوستوں کے ہمراہ عصر کے بعد جلسہ گاہ دیکھنے جا پہنچا۔ "جامع مسجد ککھی" کے بالکل قریب اسٹیج تیار تھا۔ ہر طرف پولیس کا ہجوم تھا۔ ہم جلسہ گاہ کا جائزہ لے کر واپس چل دیئے۔

نمازِ عشاء کے بعد ہم پھر جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ پھر چاروں پولیس ہی پولیس! لیکن اب جلسہ سُننے کے لئے آنے والوں قافلوں نے مزید دِلچسپ صورت اختیار کر لی تھی۔ لوگ علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے جوق در جوق جلسہ گاہ میں آ رہے تھے۔ جلسہ گاہ سے لے کر مظفر گڑھ کچہری تک قریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے تک بسوں، ویگنوں اور موٹر سائیکلوں کی قطاریں لگ چکی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا، جیسے پورا شہر اور گردونواح کے لوگ جلسہ میں شرکت کے لئے اُمڈ آئے ہوں۔

ہر آنے والا قافلہ علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت و بہادری کو ان الفاظ میں سلام پیش کر رہا تھا "آ گیا بھئی چھا گیا...... حق نواز آ گیا" یہ نعرہ سن کر پولیس والے پریشان ہو جاتے کہ شاید علامہ حق نواز جھنگوی اس قافلے میں شامل ہیں۔ پولیس والے اس قافلے کی طرف بھاگتے تو دوسری طرف سے آنے والا قافلہ یہ نعرہ بلند کر دیتا "حق نواز آ گیا...... آ گیا بھئی آ گیا" اور پولیس کی ادھر دوڑیں لگ جاتیں! پولیس کی بے بسی اور پریشانی پر ہنستے رہے۔

جلسہ کے آغاز سے قبل ہی علامہ حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ عصر تک جلسہ گاہ کی قریبی عمارت کی چھت پر پہنچ چکے تھے اور لوگوں کا جوش و خروش اور پولیس کی بے بسی دیکھتے رہے۔

سٹیج کا انتظام ہوتا رہا۔ ساتھ ساتھ اعلان بھی ہوتے رہے کہ عشاء کے بعد علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ خطاب فرمائیں گے...... مولانا پہنچنے والے ہیں...... اور کہیں سے پھر نعرہ بلند ہو جاتا "آ گیا بھئی آ گیا" اور پولیس کی پھر دوڑیں لگ جاتیں!

جلسہ گاہ میں تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ ملک شہادت علی طاہر جھنگوی اپنی نظموں سے مجمع کو گرما رہے تھے۔ اچانک سپیکر بند ہو گئے۔ طاہر جھنگوی نے بلند آواز سے کہا۔ "اے سپیکر والے! جلدی آؤ، سپیکر ٹھیک کرو۔" چھت پر چڑھنے کے لئے سیڑھی لگائی گئی۔ سپیکر

CamScanner

ٹھیک کرنے والا جیسے ہی چھت پر پہنچا، بجلی منقطع ہو گئی.....چھت پر جانے والا شخص ایک تھا، واپس آئے تو ایک کے بجائے دو تھے!..... ذرا سی دیر میں بجلی بھی آ گئی..... اسی دوران شہادت علی طاہر کی آواز اُبھری۔ ''میں بلا تاخیر امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی صاحب کو دعوتِ خطاب دیتا ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی مظفر گڑھ کی دھرتی ''آ گیا بھئی آ گیا، حق نواز آ گیا'' کے نعروں سے گونج اُٹھی۔

امیر عزیمت نے اپنے خطاب میں بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور حقائق بیان کیے۔ آپ نے فرمایا۔ ''برادر مکرم، نوجوان خطیب حضرت مولانا ایثار القاسمی صاحب اپنے جذبات، خیالات اور دِلی تڑپ کا اظہار فرما رہے تھے۔ انہوں نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے یا اپنے دِلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے میرے لئے لفظ قائد کا استعمال کیا ہے۔ جبکہ میں بغیر کسی تصنع کے، بغیر بناوٹ کے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ میرا بھائی ہے۔ عمر میں تھوڑا بہت فرق ہوگا، میں قطعاً قائد نہیں، نہ اُن کا، نہ کسی اور کا، میں آپ کی طرح اصحابِؓ رسول ﷺ کا ایک ادنیٰ سا نوکر اور غلام ہوں اور اسی پر فخر سمجھتا ہوں۔ اتنی بات ضرور ہے کہ میں قریباً 20، 22 سال بعد یا کچھ کم و بیش امام اہل سنت، رأس المناظرین، رئیس الاتقیاء حضرت علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ کو زندہ کرنے کا عزم رکھتا ہوں۔''

سُنّی قوم کو جھنجھوڑتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''یہ تاثر جو ہمارے ماحول میں، ہمارے معاشرے میں پھیل گیا تھا، یا شعوری طور پر، یا غیر شعوری طور پر پھیلا دیا گیا کہ سُنّیت بے حس ہے، یا سُنّی سُن ہے، یا سُنّیت میں بیداری نہیں..... میں دیانت داری کے ساتھ اس تاثر کو زائل کرنا چاہتا ہوں کہ سُنّیت نہ بے ضمیری ہے، نہ بے غیرتی ہے..... کبھی بھی نیک نیتی کے ساتھ سُنّی قوم کو لائن دی گئی ہے یا لائن دی جائے گی تو یہ ایک بہادر، غیور اور باضمیر قوم ہے اور جان تک کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی یہ قوم دریغ نہیں کرتی اور نہ اس سے پہلے کبھی کیا ہے۔''

جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ماضی کے اوراق وا کیے اور واضح کیا۔ ''سُنّیت ہی کے جیالے تھے، جنہوں نے بالاکوٹ کی وادیوں کو لہو سے رنگین کیا۔ سُنّیت ہی تھی، جنہوں نے

1857ء کی جنگِ آزادی لڑی۔ سُنّیت ہی کے وہ ہونہار فرزند اور قائدین تھے، جنہوں نے بالاکوٹ کی سزائیں کاٹیں۔ سُنّیت ہی کے وہ فرزند اور جیالے تھے، جنہیں قتل کرنے کے بعد خنزیر کی کھالوں میں بند کر کے انگریز نے جلا دیا۔ سُنّیت ہی کے وہ فرد تھے، جنہوں نے 1953ء میں عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنے لہو سے لاہور کی سڑکیں رنگین کیں اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ سُنّیت ہی کے وہ نوجوان ہیں، جنہوں نے پوری جہاد کی تاریخ میں جیلیں بھریں، ہتھکڑیاں پہنیں، بیڑیاں پہنیں اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ یہ کیسے باور کرلیا جائے کہ سُنّی قوم بے حس ہے، ختم ہے...... یہ تو ہوسکتا ہے کہ خطیب بے حس ہو جائے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ خطیب ختم ہو چکا ہو۔ یہ ہوسکتا ہے کہ قومی لیڈر، قومی رہنما عیش، آرام اور آسائش کا راستہ اختیار کر چکا ہو اور وہ اپنی اس کوتاہی اور غفلت پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنی قوم کا منہ کالا کرے، یہ تو ہوسکتا ہے۔ لیکن جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے، وہ یہ بتلاتی ہے کہ سُنّی ایک غیور قوم ہے، بے حس نہیں ہے۔"

علماء کے کردار کو واضح کرتے ہوئے امیر عزیمت نے فرمایا۔"مولویت ٹاؤٹی کا نام نہیں ہے۔ مولویت کاسہ لیسی کا نام نہیں ہے۔ مولویت رشوت، دلالی کا نام نہیں ہے۔ مولویت مسلک اور عقیدے کو بیچنے کا نام نہیں ہے..... مولویت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تفقہ کا نام ہے۔ مولویت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی یلغار کا نام ہے۔ مولویت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جہاد کا نام ہے۔ مولویت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کا نام ہے۔ مولویت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت، شجاعت اور بہادری کا نام ہے۔"

مولانا اپنا دردِ دِل بیان کررہے تھے اور عوام "سنیوں میں انقلاب، حق نواز حق نواز" کے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے شہر کی انتظامیہ کو مخاطب کیا اور کہا۔"قرآن وسُنّت کو بیان کرنے کے لئے ہم مجسٹریٹ یا ڈپٹی کمشنر کے محتاج کیوں رہیں؟ کیا آخر سرداری اس نوکر شاہی کو ماں کے جہیز میں ملی ہے اور غلامی ہمیں وراثت میں ملی ہے؟...... رہی یہ بات کہ کوئی ڈپٹی کمشنر اب داخلہ بندی کے آرڈر کر کے مجھے روک لے گا، یہ چیز ناممکنات میں سے ہے۔ میں ان داخلہ بندیوں کو مداخلت فی الدین سمجھتا ہوں۔

میں ان پابندیوں کو دین دشمنی تصور کرتا ہوں اور ان پابندیوں کو توڑنا ایمانی حس تصور کرتا ہوں۔'' امیر عزیمت کی تقریر میں شدت آتی چلی جاری تھی۔ ''میری آج تقریر نہیں، شعلے ہوں گے۔ میں آج الفاظ کی صورت میں آپ کے شہر میں آگ برسانا چاہتا ہوں۔ کون ہے وہ امریکی ایجنٹ؟ کون ہے وہ کائنات کا دجال؟ کون ہے وہ جہنمی اور غلیظ؟ جو صحابہؓ کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے ہمارا راستہ روکتا ہے۔ میں آج الفاظ کی صورت میں آگ برسانا چاہتا ہوں۔ مظفر گڑھ کی سوئی ہوئی قوم کو بیدار کر کے میں یہ ذہن دینا چاہتا ہوں کہ مٹ جاؤ، مٹ جاؤ، جیلیں بھر دو، برباد ہو جاؤ، لیکن اس سرزمین پر آئندہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلاف اشارے اور کنایہ میں بھی بکواس کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔''

جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اہلِ رفض اور ان کی ٹاؤٹی کرنے والے حکومتی افسران پر برس رہے تھے۔ یہ ایک یادگار تقریر تھی، جس نے مظفر گڑھ کے باسیوں پر گہرے نقوش چھوڑے۔ یہ تقریر ''آگ اور شعلے'' کے عنوان سے آج بھی مشہور ہے۔

اسی تقریر میں کہا گیا علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ مجھے آج بھی نہیں بھولتا۔ ''شیعیت کی نفرت میں سُنّی نوجوان کے دماغ میں کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا۔''

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ان جملوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی:

ہمارا ساتھ دیں گے آپ؟ (دیں گے) امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی آبرو کے لئے؟ (دیں گے) امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عزت کے لئے؟ (دیں گے) صحابہ رضی اللہ عنہم کی آبرو کے لئے؟ (دیں گے) صحابہ رضی اللہ عنہم کے تقدس کے لئے آپ ساتھ دیں گے؟ (دیں گے) پھر آیئے! سپاہِ صحابہؓ کا علم اُٹھایئے۔ سپاہِ صحابہؓ جرأت کا نام ہے۔ سپاہِ صحابہؓ للکار کا نام ہے۔ سپاہِ صحابہؓ غیرت کا نام ہے۔ سپاہِ صحابہؓ ہمت کا نام ہے۔ سپاہِ صحابہؓ حبِ اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ سپاہِ صحابہؓ یہ طے کر چکی ہے:

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا، اُسے جینا نہیں آتا

جینے کا انداز حق نواز، مرنے کا انداز حق نواز

مولانا عبدالخالق رحمانی، کبیر والا

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی عظیم المرتبت شخصیت کا نام ہے، جس نے اپنی زندگی اسلامی اصولوں کے عین مطابق گزاری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ طالب علمی ہی میں اس بات پر غور وفکر شروع کر دیا کہ ہم تک اسلام کیسے پہنچا ہے؟ اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید بالکل اُسی طرح محفوظ ہے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی، اس کو محفوظ کرنے والے کون تھے؟ آپ اُن لوگوں کا گہرائی سے مطالعہ کرتے رہے جن لوگوں نے بحر و بر میں اسلام کے جھنڈے لہرائے، جنگلوں اور جزیروں میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند کیں، دریاؤں اور صحراؤں نے جن کی عظمت کو سلام کیا...... ان عظیم شخصیات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا جاتا ہے۔ یہ تاریخ کے سینے پر جگمگاتے ستاروں کی طرح آج بھی جنت کی راہ دکھا رہے ہیں...... 1979ء میں ایران میں انقلاب آیا تو خمینی نے تقیہ کی چادر اُتار کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس شخصیات کے خلاف غلیظ زبان کا استعمال شروع کر دیا۔ اس غلیظ کفر کو جب علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا تو بے چین ہو گئے۔ اس کفر کا راستہ روکنے کے لئے بے سروسامانی کے عالم میں علمِ جہاد بلند کر دیا۔ یہ عظیم قائد اپنی جان کی پروا کئے بغیر کراچی کے ساحل سے لے کر کاغان کی چوٹیوں تک عوام الناس کو رافضیت کے کفر سے آگاہ کرتا رہا۔ جس کے نتیجے میں مقدمات، جیل، ہتھکڑی، بیڑی، تشدد اور ریاستی مظالم کا سامنا کرنا پڑا...... یہاں تک کہ اپنی جان بھی اسی راہ میں قربان کر دی۔ ان کے جانے کے بعد اُن کا مشن جاری ہے۔ اب ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد اُن کے مشن کے لئے اپنی جانیں قربان کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ اَب سُنّی نوجوان یہی نعرہ لگاتے دکھائی دیتے ہیں: ''جینے کا انداز حق نواز، مرنے کا انداز حق نواز۔'' میں بھی اپنی تقریر و تحریر میں یہی کہتا ہوں: ''حق نواز ہے زندگی''!

کہکشاں

حافظ محمد عنایت اللہ اعوان، سابق مرکزی ناظم عمومی MSO پاکستان

فروری کی بائیسویں شب تھی، سورج اپنی روشنی ستاروں کے حوالے کر کے رخصت ہو چکا تھا، ستارے اپنی جھلملاتی کرنوں سے آسمان کی تزئین کو دوبالا کر رہے تھے اور کچھ اپنی ذمہ داری نبھا کر اُفق کے پار جاتے ہوئے یہ سبق دے رہے تھے:

ہمارے ڈوبنے کے بعد اُبھریں گے نئے تارے

اسی دوراں بزم دنیا کو حق کی صداء وضیاء سے منوّر کرنے والا ایک ستارہ مفارقت کی راہ پر اس وقت محو سفر تھا، جب اس کی آواز کی رعنائی ہر غیرت مند مسلم نوجوان کے دل کی دھڑکن، بدن کی روح، ذہن کی فکر اور زندگی کا مقصد بن کر اس شعر کو اپنی نسبت پر فخر کا موقع فراہم کر رہی تھی:

کتنے جانباز ہیں حق گوئی کے مجرم، لیکن
قابلِ دید تیری طرزِ ادا ٹھہری ہے

یہ اس دور کی بات ہے، کہ جب اسلام کے نام پہ حاصل کی جانے والی مملکت کو سامراج سے وفاداری کے عوض، وسیع وعریض جائدادیں وصول کرنے والے، گنتی کے چند خاندانوں کے وڈیروں نے، پدری وراثت سمجھ کر لوگوں کو ایسی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا تھا، کہ وہ اپنے حقوق کی بات کرنے کو موت کے مترادف سمجھتے تھے۔ ان وڈیروں نے دنیا کی دولت سے تو ان کو خالی کر ہی دیا تھا، لیکن جب ان کے ایمان پہ ڈاکے ڈالنا شروع کیے، تو اس کا انداز کچھ اس طرح سے تھا، کہ جن شخصیاتؓ کو وہ ایمان کا معیار تصور کرتے تھے، ان ناعاقبت اندیشوں نے انہی کو نشانہ بنا ڈالا، جب نوبت بایں جا رسید، تو جھنگ کے ایک مرد

قلندر نے اپنے حجرے کو خیر باد کہتے ہوئے میداں کی ٹھان لی ،اس نڈر، بہادر اور جری نوجواں نے یہ اعلان کردیا کہ:

"ہمارے ساتھ وہ آئے جو سر اٹھا کے چلے"

پھر کیا تھا، کہ مردہ قوم میں ایک روحانی جان آگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے دیوانوں، پروانوں کی ایک بھاری تعداد، سیلاب وطوفان بن کر پورے ملک میں چھا گئی، جب یہ منظر نامہ ان وڈیروں کے ہاتھ سے نکلتا دکھائی دیا، تو انہوں نے جارحانہ انداز اپناتے ہوئے ،اس شمع کے گرد گھومنے والے پروانوں کو نشانہ بنانا شروع کردیا، جواب میں اس مردِ قلندر نے ایک اور نعرہ بلند کردیا جو پہلے سے بھی بڑھ کر تھا:

"جسے مرنا نہیں آتا اُسے جینا نہیں آتا"

علامہ حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کا راستہ روکنے کے لیے مضبوط سے مضبوط بند باندھے گئے ،لیکن ہر بند ریت کی دیوار ثابت ہوا...... بالآخر وہ وقت آن پہنچا کہ اس ملک کے حقیقی دشمن جو دراصل نظریہ اسلام کے ابدی ویری ہیں، اس شمع کو بجھانے میں کامیاب ہو گئے ،لیکن یہ کامیابی صرف گل کے بجھنے تک ہی محدود رہی ، کیونکہ اس شمع کی کرنیں ہر سو پھیل چکی تھیں، جن کو ختم کرنا کسی کے بس میں تھا اور نہ ہے، وہ کرنیں اب پورے عالم کو لاتعداد شمعیں بن کر روشن کر رہی ہیں۔ یہ روشنی نئی ایجاد نہیں ہے بلکہ جب سے مکۃ المکرّمہ اور مدینہ منورہ سے شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھوٹنے والی کرنیں جو ایک لاکھ چوبیس یا چوالیس ہزار کی تعداد میں تھیں ، پھر جہاں جہاں یہ کرنیں پہنچیں وہاں وہاں نئی شمعیں روشن ہوتی گئیں ، پھر ان شمعوں نے آگے اس سلسلہ کو جاری رکھا ،اسی سلسلہ کی کڑی تھی وہ شمع بھی جو 22 فروری 1990ء کو انتہائی بے دردی سے گل کردی گئی ،اس امید کے ساتھ کہ اس کے فنا ہونے کے بعد کچھ بھی باقی نہ رہے گا ،شاید یہ ناعاقبت اندیش وناہنجار...... حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس دعویٰ حق سے ناواقف تھے۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے

یوں یہ شمع اپنی روشن کرنوں کو بکھیرتی ہوئی بزم جہاں میں ایک نئی کہکشاں کا بنیادی

ستارہ بن گئی، پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کے گرد ستاروں کا ایک جھرمٹ بنتا چلا گیا۔

اگر آج اس منور کہکشاں کو دیکھیں جس نے ظلمتِ شب کو آفتابِ رسالت ﷺ سے پھوٹنے والی نور ہدایت کی کرنوں سے منور نجوم ہدایت (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی تابانیوں سے مزین ایک نیا طرز زندگی دے کر کافور کیا، تو اس میں چمکنے والے تارے کہیں حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں تو کہیں فاروقی رحمۃ اللہ علیہ وایثار رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں اور کہیں اعظم رحمۃ اللہ علیہ و صادق رحمۃ اللہ علیہ اور غازی رحمۃ اللہ علیہ و اظہار رحمۃ اللہ علیہ اور شعیب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نظر آتے ہیں، یہ تو اس وقت ہے کہ جب آپ جھنگ کی سرزمین پر جا کر مشاہدہ کریں اور اگر دور سے اس کا نظارہ کرنا چاہیں گے تو شہداء کی اس کہکشاں میں شامل تارے اور بھی ہیں، جو اپنے اپنے محور میں محو گردش ہیں، سندھ کے محور میں حیدری رحمۃ اللہ علیہ و ندیم رحمۃ اللہ علیہ اور سرحد میں اسلم رحمۃ اللہ علیہ و خالد رحمۃ اللہ علیہ اور پنجاب میں سعید رحمۃ اللہ علیہ و خالد رحمۃ اللہ علیہ اور کہیں اور بہت ستاروں کا بسیرا ہے۔

عظمتوں کا پاسباں

اُسامہ شبیر منہاس، چکوال

دیوجانسن کلبی یونان کا ایک عجیب کردار تھا۔ تاریخ اسے ایک بڑے قناعت پسند دانشور کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اسے آنکھوں سے کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ قدرت کاملہ نے اسے ایک روشن دل اور دماغ سے نواز رکھا تھا۔ ایک دن دوپہر کے وقت چراغ لے کر وہ ایتھنس کی گلیوں میں نکل آیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو دیوجانسن کلبی نے کہا کہ میں آدمیوں کے ہجوم میں انسان تلاش کر رہا ہوں۔ یہ ارسطو اور سکندر اعظم کا دور تھا۔ ایک ایسے دور میں جب سکندر اعظم دنیا کو فتح کرنے کی خواہش رکھتا تھا، جانسن کا یہ نظریہ تھا کہ دنیا کے مال و اسباب انسان کو اصل مقصد اور خوشی سے محروم کر دیتے ہیں۔ انسان کی ضروریات انتہائی مختصر ہیں لیکن انسان ضروریات کے دائرے کو اتنا وسیع کر دیتا ہے کہ زندگی بھر کی ٹھوکروں کے باوجود یہ سفر ختم نہیں ہوتا۔ اس کا کہنا تھا بہادر شخص وہ ہے جو اپنے خوف کو شکست دے دے۔ جانسن زندگی کے آخری حصے میں جنگل کی طرف نکل گیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی ایک دن سکندر اعظم اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ جانسن اس وقت ایک ویرانے میں دھوپ میں بیٹھا تھا۔ سکندر حاضر ہوا اور عاجزی سے عرض کیا۔ ''اے استاد! میرا نام سکندر ہے اور میں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔'' جانسن نے مسکرا کر جواب دیا۔ ''خواہشوں کا غلام بادشاہ ایک آزاد شخص کی کیا خدمت کر سکتا ہے۔'' سکندر اعظم نے اصرار جاری رکھا تو جانسن نے قہقہہ لگا کر کہا۔ ''سکندر! اپنی دنیا میں لوٹ جاؤ اور میرے آگے سے ہٹ جاؤ، مجھے سورج کی مہربانیوں سے لطف اندوز ہونے دو''۔

تاریخ میں آتا ہے کہ آخری دنوں میں مٹی کا ایک پیالہ اس کی کُل کائنات تھی۔ ایک دن وہ ندی سے اسی پیالے سے پانی پی رہا تھا کہ جنگل سے ایک جانور نمودار ہوا اور اس نے

پانی پر منہ رکھ کر حلق تر کیا اور اطمینان سے واپس جنگل کی طرف چل دیا۔ یہ منظر دیکھ کر جانسن نے اپنا پیالہ پتھر پر دے مارا، ٹھنڈی آہ بھری اور کہا۔ ''تف ہے تم پر! ایک جانور قناعت میں تم سے آگے ہے۔'' تاریخ تحریر کرتی ہے کہ جانسن کلبی ایک بہادر، نڈر، قناعت پسند، خوددار، باہمت، باضمیر اور کٹر نظریاتی شخص تھا۔ مصلحت سے کوسوں دور حکومت کا یہ پیکر سکندر اعظم جیسے شہنشاہوں کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا۔ وہ جنگل میں مٹی کے کچے گھروندے میں رہ رہا تھا۔ جب کسی نے اسے یہ خوشخبری سنائی کہ مبارک ہو سکندر اعظم پوری دنیا فتح کر کے واپس ایتھنس (یونان کا دارالخلافہ) آرہا ہے۔ یہ سن کر جانسن نے کہا تھا۔ ''اگر انسان قناعت پسند ہو تو مٹی کا یہ گھر بھی اسے خوش رکھ سکتا ہے، لیکن اگر وہ حریص ہو جائے اور اپنی اوقات کھو دے تو پوری کائنات بھی اس کے لئے چھوٹی ہے۔'' وہ اتنا دلیر شخص تھا کہ تنہا گھنے جنگلوں اور ویرانوں میں بسیرا کرتا تھا۔ اتنا مستقل مزاج تھا کہ پوری زندگی اپنے نظریے سے انچ بھر بھی نہ سرکا۔ اتنا خوددار کہ بادشاہوں کو خاطر میں نہ لاتا اور ایسا فلاسفر کہ ارسطو اور اسکندر اعظم جیسے لوگوں کے دور میں ان کے نظریات و خواہشات کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ اپنے فلسفے پر چٹان کی طرح ڈٹا رہا۔

ہم پانچ دوست ہیں جو پچھلے کچھ عرصہ سے تاریخ پر ریسرچ کے بخار میں مبتلا ہیں۔ ہم نے مختلف علاقوں اور مختلف انسانی ادوار کو موضوع بحث بنایا ہے۔ ماہ فروری میں ہماری ریسرچ کا فوکس یونان کا علاقہ اور سکندر اعظم اور ارسطو کا دور تھا۔ اسی تلاش بسیار میں ہمیں جانسن کلبی کا عجیب و غریب کردار پڑھنے کو ملا۔ یہ واقعی اپنے دور کا ایک عجیب الخلقت انسان تھا۔ لیکن مضمون کی طوالت کے خدشہ کے پیش نظر اس کے بہت سے واقعات یہاں قلم بند نہیں کیے جا رہے۔ اس پر ہم نے سیر حاصل گفتگو کی۔ دورانِ گفتگو ہمارے ایک ریسرچ فیلو کہنے لگے۔ ''دیکھیں! کتنا بڑا المیہ ہے کہ پاکستان کی 64 سالہ تاریخ میں ہمیں ایک شخص بھی جانسن کلبی جیسا نہیں ملا۔'' مجھے یہ سن کر جھٹکا سا لگا لیکن میں باقی دوستوں کا ردِ عمل جاننے کیلئے خاموش رہا۔ میں نے محسوس کیا کہ میرے باقی ماندہ تینوں دوست بھی سر جھکائے اس کے اس نظریہ کی تائید کر رہے تھے۔

یہ 12 فروری کی رات تھی۔ باہر شدید سردی یخ بستہ ہواؤں کا شور اور ہلکی بارش

ہو رہی تھی جبکہ ہمارے کمرے میں قبرستان کی سی خاموشی تھی۔ میں سیدھا ہو کر بیٹھا اور عرض کیا۔ "میرے بھائیو! لگتا ہے کہ آپ تمام اس بات پر متفق ہیں کہ واقعی پاکستانی تاریخ کوئی ایک شخص بھی جانسن کلبی کا ہم پلہ پیدا نہیں کر سکی۔ اگر یہ سچ ہے تو میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ یونان کی تاریخ کے اوراق سے گرد جھاڑنے کے بجائے پہلے اپنی تاریخ کے صفحات کو ٹٹولو۔ آپ 64 سالوں کو بھی جانے دو، صرف اپنی عمر کے برابر 26 سال کی پاکستانی تاریخ پڑھ لو۔ تمہیں ایک ایسی جماعت نظر آئے گی، جس کے ایک ایک کارکن پر ہزاروں جانسن کلبی قربان کیے جاسکتے ہیں۔ آپ لوگ ہر چیز کو مغرب کی نظر سے نہ دیکھا کرو! الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے بے ہنگم شور سے متاثر ہونے کے بجائے اس کے نیچے دبے سچ کی سسکیاں سننے کی کوشش کیا کرو۔ آپ یونان کے جانسن کلبی کی بات کرتے ہو، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ آج سے 22 سال پہلے ہم سے جدا ہونے والا پاکستانی تاریخ کا ایک ایسا مرد قلندر بھی تھا کہ جس کے سامنے دنیا بھر کے جانسن بونے کی طرح لگتے ہیں۔ اسی ماہ فروری کی 22 تاریخ کو شہادت کا جام نوش کر کے 23 کو جامعہ محمودیہ کی مٹی میں آسودۂ خاک ہونے والا ایک حق نواز ہی کافی ہے کہ جس کا نام پاکستانی تاریخ قیامت تک کیلئے بطور حوالہ استعمال کر سکتی ہے۔ وہ اپنی مختصر سی زندگی میں اتنا کام کر گیا اور ایسے نقوش چھوڑ گیا کہ اس کے سامنے کوئی ارسطو، کوئی سکندر اعظم اور کوئی جانسن سر نہیں اٹھا سکتا۔ پاکستانی تاریخ اگر قیامت تک دوسرا حق نواز پیدا نہ بھی کر سکی تو اسے شرمندگی نہیں ہوگی۔ اس کے فخر کیلئے ایک حق نواز بہت ہے۔ جو قیامت کی صبح تک ناقدین کا منہ بند کرتا رہے گا۔"

میری جذباتی گفتگو سن کر میرے دوست آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میری طرف دیکھ رہے تھے مگر میں بولتا چلا گیا۔ میں نے عرض کیا۔ "آپ کو پتہ ہے کہ جب حق نواز نے ہوش سنبھالا تو جھنگ میں کیا حالات تھے؟ وہاں رافضی جاگیرداروں کا سورج اپنے عروج پر تھا اور مذہبی پستی کا یہ عالم تھا کہ لوگ جانوروں کو اصحابِ رسول ﷺ کے نام سے بلاتے تھے۔ آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ حق نواز ایک غریب کھوجی کا بیٹا تھا۔ جانسن کے زمانے میں ارسطو اور سکندر اعظم کی آنکھوں میں حیا تھی۔ احترام کا عنصر موجود تھا۔ انہوں نے باوجود جانسن کی مخالفت کے کبھی اس پر عرصہ حیات تنگ نہ کیا۔ لیکن ہمیں پتہ ہے کہ حق نواز کے ساتھ کیا

ہوا۔حق نواز نے کلمہ حق کیا کہا کہ اس پہ یلغار کر دی گئی۔لیکن میرے قائد نے مٹی کا پیالہ لے کر جنگل کا رخ نہیں کیا، بلکہ اس نے فرعونوں کی بستی میں رہ کر ان کا اس طرح مقابلہ کیا کہ ان کی آنے والی نسلوں تک کیلئے ڈراؤنا خواب بن گیا۔اسے مار مار کر لہولہان کیا جاتا رہا۔ اسے داڑھی سے پکڑ کر گھسیٹا جاتا رہا۔اسے مادرزاد ننگا کر کے پوری پوری رات الٹا لٹکایا جاتا رہا۔اس پر 302 جیسے سنگین مقدمات بنے۔دنیا بھر کے ارسطو اور سکندر اعظم اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے لیکن وہ ڈٹا رہا۔اسے بار بار عقوبت کے ویران وسنسان جنگلوں کی طرف دھکیلا جاتا رہا،لیکن وہ بے سروسامانی کے باوجود دہشت وظلمت اور خاردار گھاٹیوں سے راستہ بناتا صدائے تکبیر بلند کرتا وادیوں کا رخ کرتا رہا۔''

میں لمحہ بھر کے لئے رکا۔اپنے تاریخ دان دوستوں پر نظر ڈالی، وہ انتہائی متوجہ تھے اور لگ رہا تھا کہ بات ان کی سمجھ میں آ رہی ہے۔میں پھر گویا ہوا۔میں نے عرض کیا۔''اس نے ایرانی انقلاب کا راستہ اس وقت روکا، جب پوری دنیا اس کو اسلامی انقلاب کا نقیب کہہ کر خوش آمدید کہہ رہی تھی۔میرے بھائیو! آج جا کر لبنان، بحرین، عراق، شام اور سعودی عرب کے مسلمانوں سے حق نواز کی قدر پوچھو جو آج اس نام نہاد انقلاب کی لپیٹ میں جکڑے گئے ہیں۔وہ ایسی دلدل میں پھنس گئے ہیں۔جس سے نکلنے کی جتنی کوشش کرتے ہیں اتنے ہی دھنستے چلے جاتے ہیں۔جانتے ہو، ان کے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ وہاں کسی ماں نے حق نواز کو جنم نہیں دیا تھا۔قدرت کی یہ مہربانی بھی پاکستان پر ہوئی کہ اس نے ہمیں جانسن کے بجائے حق نواز دیا۔جس نے جنگلوں کا رخ کرنے کے بجائے طوفانوں کا سامنا کیا اور اس مرد حریت کی وجہ سے جس ملک میں سب سے پہلے ایرانی انقلاب درآمد ہونا تھا، وہاں آج 33 سال بعد بھی یہ محض خواب تک محدود ہے۔جانتے ہو، یہ کیونکر ممکن ہوا؟'' میں لمحہ بھر کے لئے رکا اور دوبارہ مخاطب ہوا۔''اس امیر عزیمت نے ایک جماعت کی بنیاد رکھی، جسے ''انجمن سپاہ صحابہؓ '' کا نام دیا گیا۔اس ولی کامل کا اخلاص دیکھو کہ وہ اس جماعت کی بنیاد رکھنے کے محض 5 برس بعد ہی جام شہادت نوش کر گیا۔لیکن وہ ایسی لاجواب و بے مثل جماعت تیار کر گیا کہ آج اس کی شہادت کے 22 سال بعد بھی کوئی بچہ، کوئی بوڑھا، کوئی جوان، کوئی مرد اور کوئی عورت انچ بھر بھی اس کے درد سے پیچھے نہیں

ہے۔ تم جانسن کلبی کی بات کرتے ہو، جس نے ایک سبق یاد کیا اور پھر جنگل میں بیٹھ کر خود ہی اسے دہراتا رہا لیکن اس قائدِ عزیمت کو دیکھو کہ جس نے ایک ایسی سپاہ تیار کی ...... ایسی قیادت بنائی ...... جو عمر بھر مصائب و آلام کی وادیوں میں بھٹکتی رہی ...... تاجِ شہادت کو چوم چوم کر پہنتی رہی لیکن اپنے مرشد سے کیے ہوئے عہد و پیماں سے انچ بھر بھی نہ سرکی۔ ہے کوئی جماعت جس کی 5 قیادتیں جابروں کے سامنے کلمہ حق کہنے کی پاداش میں چھلنی کر دی گئی ہوں، جس کے سینکڑوں علماء کرام وحفاظ عظام منبر ومحراب سے درسِ حریت دیتے منوں مٹی تلے جا سوئے ہوں، جس کے 4000 سے زائد کارکن فرعونیت کی بھینٹ چڑھ چکے ہوں، لیکن کسی ایک نے بھی اس مشن، اس مؤقف اور اس درس سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہو؟...... حق نواز نہ ہوتے تو آج ہمارا ملک ایران بن چکا ہوتا۔ جہاں اہلسنّت کو نہ مسجد بنانے کی اجازت ہے، نہ اذان دینے کی۔ حق نواز کی سپاہ صحابہؓ نہ ہوتی تو آج نکاح کے نام پر زنا ہو رہا ہوتا، آج صدیق رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کا مبارک نام بطور گالی استعمال ہو رہا ہوتا۔ آج پاکستان کی 2 لاکھ مساجد امام بارگاہوں اور مندروں میں تبدیل ہو چکی ہوتیں۔ آج لوگ اسلام کے نام پر کفر کو سینے سے لگائے ہوتے۔ آج لوگ مقبول دہلوی جیسے بدقماش کے تحریر کردہ قرآن ومتراجم پڑھ رہے ہوتے۔ آج لوگ غلام حسین نجفی (ملعون) جیسے کافروں کو قائد سمجھ کر ان کی پوجا کر رہے ہوتے۔ میرے دوستو! اس ملک کے نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ پر حق نواز اور اس کی جماعت کا احسان ہے کہ جو خود تو راہِ خدا میں فنا ہو گئے، ٹکڑوں میں بٹ گئے، عمر بھر کی اسیری کو گلے لگا لیا، اپنے کنبے قبیلے اور گھر اجاڑ دیئے لیکن امت کا ایمان بچا گئے۔"

میں نے سوالیہ نظروں سے اپنے دوستوں کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی اور جانسن کلبی کے یونان کو بھول کر حق نواز کے ایمان کی بات کر رہے تھے۔ وہ 22 فروری کا تذکرہ کر رہے تھے "وہ 22 فروری" جو ہمارے خون اور ہماری شریانوں میں رچ بس گئی ہے اور اسی دن ہی ہم نئے عزم، نئے حوصلے، نئے ولولے اور نئے جوش سے سفر کا آغاز کرتے ہیں۔

امام سُنّی انقلاب

ابوعبداللہ، ساہیوال

امام سُنّی انقلاب، امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے دفاعِ صحابہؓ و اہل بیتؓ کے لئے جو شاندار خدمات انجام دیں، اِن شاء اللہ قیامت کی صبح تک یاد رکھی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آواز میں ایسی تاثیر رکھی تھی، جو اُن کی آواز ایک بار سُن لیتا، اُن کے گُن گانے لگتا۔ وہ جب خطاب فرماتے تو سامعین ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتے۔ وہ لگی لپٹی رکھنے کے قطعاً قائل نہ تھے۔ وہ حق بات کھول کر بیان کرنا فرضِ عین سمجھتے تھے۔ وہ حکومتی پابندیوں اور دشمن کی چالوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ عمر بھر تحفظ ناموسِ اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوشاں رہے۔ اپنوں کے طعنے، اغیار کی سازشیں اور اربابِ اقتدار و اختیار کے ہتھکنڈے اُن کی راہ میں کبھی حائل نہ ہو سکے۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ درباری ملاؤں اور روافض کے ہمنواؤں کو کھری کھری سناتے تھے۔ وہ راہِ عزیمت کے عظیم راہی تھے۔ قید و بند کی صعوبتیں اُن کے پائے استقلال میں لغزش نہ لا سکیں۔

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کا اُمت پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُنہوں نے روافض کی خطرناک، جان اور ایمان لیوا سازشوں کو بے نقاب کیا اور سُنّی عوام میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ یقیناً وہ امام سُنّی انقلاب تھے۔ اُنہوں نے حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ دیا اور دنیا پر واضح کر دیا کہ اسلام اور کفر کبھی یکجا نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے چوکوں چوراہوں میں ہر جگہ اعلان کیا کہ یہودی سازشوں اور چالوں کو پروان چڑھانے والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلاشبہ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حق و صداقت پر مبنی دوٹوک

موقف نے دنیائے کفر کی نیندیں حرام کردی تھیں۔

صدائے حق نواز رحمۃ اللہ علیہ پر لبیک کہنے والوں نے بھی دوستی کا خوب حق نبھایا، دفاعِ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان کی بازی لگانا پڑی تو لگادی، مال لٹانا پڑا تو لٹا دیا، گھر کو خیر باد کہنا پڑا تو کہہ دیا، لیکن اپنے موقف سے پیچھے نہ ہٹے۔

مجھے یقین ہے، علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا مشن جاری رہے گا۔ اُن کی صدا دنیا میں گونجتی رہے گی۔ اُن کا نام، کام اور پیغام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

دُنیا تُلی تھی جن کو مٹانے پہ ہر قدم
شانِ خدا، وہ سارے زمانے پہ چھا گئے

علامہ حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ......ایک سحر انگیز شخصیت

قاری ذوالفقار حیدری، جلال پور پیروالا

1988ء کی بات ہے۔ میں ان دنوں درجہ حفظ کا طالب علم تھا اور ابھی قرآن مجید کا دوسرا پارہ حفظ کر رہا تھا۔ انہی دنوں علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا بڑا چرچا تھا۔ ان کا خطاب سننے کے لئے لوگ دُور دُور سے دیوانہ وار چلے آتے تھے۔ مجھے بھی یہی شوق بے تاب کئے ہوئے تھا کہ میں بھی اُن کا خطاب سنوں۔ پھر یوں ہوا کہ ملتان کی تحصیل جلال پور پیروالا کے نواحی قصبہ حافظ والا میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جلسہ سے خطاب کرنا تھا۔ میں بھی اس جلسہ میں پہنچ گیا۔ جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر کا آغاز بڑے دھیمے انداز میں کیا۔ ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات کو آگے بڑھا رہے تھے۔ کچھ دیر تک اسی طرح گفتگو فرماتے رہے۔ میں نے سوچا لوگ تو کہتے ہیں کہ ان کی تقریر بڑی جذباتی ہوتی ہے، لیکن یہ تو بڑے دھیمے انداز میں گفتگو کر رہے ہیں۔ جیسا سن رکھا تھا، یہاں تو اس کے بالکل برعکس ہے۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گفتگو جاری رکھی، تمہیدی کلمات کے بعد جب دلائل کے انبار لگائے اور شعلہ فشانی سے کام لیا تو میں ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا۔ لوگ بڑے انہماک سے اُن کی گفتگو سماعت کر رہے تھے۔ مجمع پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ میں کم عمری کے سبب زیادہ باتیں تو نہ سمجھ سکا، البتہ یہ نعرہ یاد کر کے واپس چلا آیا۔ ”کافر کافر، شیعہ کافر۔“

مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اس تقریر سے پہلے مجھے سُنّی اور شیعہ کے بارے میں قطعاً معلوم نہ تھا۔ رافضیوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، کھیلنا کودنا، سبھی کچھ ہوتا تھا۔ اس تقریر نے میری سوچ کا دھارا بدل دیا۔ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ روافض کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے، جبکہ روافض اس کے برعکس کوئی اور ہی

CamScanner

مذہب ہے۔ مولانا جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اس پہلی تقریر ہی سے میرے اندر ایک ایسا جذبہ پیدا ہو گیا کہ قرب و جوار میں جہاں کوئی اُن کا پروگرام ہوتا، میں وہاں بے اختیار چلا جاتا۔ جلال پور، بہادر پور اور ملحقہ علاقوں میں، مجھے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے چھ سات پروگرام سننے کا موقع ملا۔ لوگ بڑی دِلجمعی اور پوری توجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب سنتے تھے۔

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر سن کر لوگوں میں شدت سے یہ احساس ہونے لگا کہ روافض کے ساتھ رشتہ ناطہ نہیں ہونا چاہئے۔ آہستہ آہستہ لوگ روافض سے دُور ہوتے چلے گئے۔ مولانا جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سحر انگیز گفتگو لوگوں کے دلوں میں اُترتی چلی جاتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جہاں خطاب فرماتے، لوگ دِل و جان سے آپ کے گرویدہ ہو جاتے۔

22 فروری 1990ء کو جب مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ہوئی تو ہم چیخیں مار کر رو پڑے۔ کیونکہ ہم ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو چکے تھے۔ میں سوچنے لگا کہ اب اُن کا یہ مشن آگے کیسے بڑھے گا؟ الحمدللہ! جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پاکیزہ خون کی برکت سے ان کے مشن کو اور تقویت ملی اور ان کا پیغام گلی گلی نگر نگر پھیلنے لگا۔ یہ اُنہی کی محنت کا ثمر ہے کہ آج بچے بچے کی زبان پر نعرہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ سے قبل اگرچہ پڑھا لکھا طبقہ جانتا تھا کہ روافض کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، تاہم عام لوگ اس سے نا آشنا تھے۔ اَب تو ہر ایک شخص کے سامنے روافض کا اصل چہرہ بے نقاب ہو چکا ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے سُنّی قوم کو غیرت سے جینے کا ڈھنگ سکھایا ہے، اِن شاء اللہ آنے والی نسلیں بھی اس سبق کو سینے سے لگائے رکھیں گی، کیونکہ:

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقاء کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا، اُسے جینا نہیں آتا

چند باتیں، چند یادیں

پروفیسر ابوطلحہ عثمان، جھنگ

☆ ''ہم ہمیشہ دفاع ہی کیوں کرتے رہیں؟ جرأت کے ساتھ آگے بڑھ کر ہم اقدامی پوزیشن کیوں حاصل نہ کریں۔ دفاع کرنے والے کی پوزیشن تو ہمیشہ کمزور ہوتی ہے۔''

☆ میں بھی دوسرے علماء کی طرح ''اُن'' کے عام لوگوں کو مسلمان ہی سمجھتا تھا...... مگر فارغ التحصیل ہونے کے بعد جب میں اپنے گاؤں پہنچا اور ایک دن سنجیدہ مزاج شخص سے بات ہوئی تو وہ کہنے لگا۔ ''مولوی صاحب کیا بات کرتے ہو، تم جسے قرآن کہتے ہو وہ تو لکیریں ہیں، جنہیں تمہارے عثمان نے (معاذاللہ) کھینچ دیا تھا۔''

☆ ایک شخص کے کہنے پر کہ دیکھو جی خمینی کتنا وسیع القلب ہے کہ اُس نے اپنے معتقدین کو حکم دے دیا ہے کہ اپنے اپنے علاقے میں سُنّی امام کے پیچھے نمازیں پڑھو...... فرمایا۔ ''تم سمجھے ہی نہیں، وُہ تو اپنے دین کے نو بٹا دس (۹/۱۰) پر عمل کر گئے۔ تمہیں پتا ہی نہ چلا۔ تمہیں چکر دے گئے۔ وہ تو تقیہ بھی کر گئے اور تم سے تحسین و آفرین بھی وصول کر لی۔''

۴) ایک شخص نے کہا۔ ''حضرت! ایک بڑی تعداد میں علماء ان کو کافر نہیں کہتے۔'' فرمایا۔ ''ہم یہی کہتے ہیں کہ جس بھی عالم نے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، اس کا مؤقف یہ نہیں ہو سکتا۔ وُہ وہی کچھ کہنے پر مجبور ہے، جو ہم کہہ رہے ہیں۔''

۵) ایک موقعہ پر پڑھے لکھے لوگوں کا مجمع تھا۔ عام لوگ بھی ہزاروں کی تعداد میں خطاب سننے کے لئے حاضر تھے۔ خطبہ مسنونہ کے بعد سورہ نصر کی تلاوت فرمائی...... ''جب اللہ کی مدد آئی اور فتح نصیب ہوگئی۔ تم نے اے نبی ﷺ! دیکھا کہ لوگ فوجوں کی فوجیں اللہ کے دین میں داخل ہوئیں''...... فرمایا۔ ''اہل فہم سے ہم صرف اتنی درخواست کرتے ہیں کہ

اللہ پاک نے اپنی لاریب کتاب میں فوج در فوج دین میں داخلہ اپنے آخری رسول ﷺ کو دکھایا۔ یہ فوج در فوج داخلہ جسے رب العالمین نے بیان فرمایا، نبی کو دکھایا، پھر اس پر تسبیح و تذکیر کا حکم فرمایا۔ کیا وفات رسول ﷺ پر یہ ساری فوجیں دین چھوڑ گئیں؟ جب ان فوجوں نے دین چھوڑ جانا تھا، صرف تین مؤمن باقی بچ جانا تھے تو اللہ علام الغیوب کو ان فوجوں کا ذکر، ان کی تعریف و تحسین اور انہیں اپنے نبی کو دکھانے کا خوب صورت ذکر، ایک پوری سورت نازل کرنا، یہ سب کچھ کیا تھا؟ کیا آپ لوگ سوچیں گے؟"

۶) مسجد حق نواز شہید میں خطبہ جمعہ کے موقعہ پر ایک مرتبہ فرمایا۔ "فرعون کے ساحروں نے کلمہ پڑھا۔ فرعون نے ان کو دھمکی دی، میں تمہارا ایک ایک ہاتھ ایک ایک پاؤں کٹوا دوں گا۔ تمہیں کھجور کے تنوں پر سُولی دوں گا...... کلمہ چھوڑ دو۔" ...... جواب دیا۔ "جو ہوندا ای کر لے۔" تجھ سے جو کچھ ہو سکے، کر لے۔ اِقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ...... اب جان جا سکتی ہے، ایمان نہیں جا سکتا...... حضرت جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "اللہ کے نبی کلیم کی چند لمحوں کی صحبت کا رنگ اتنا پختہ کہ ہاتھ پاؤں کٹوا لئے۔ سُولی پر چڑھ گئے مگر ایمان نہ چھوڑا...... لوگو! سوچو صحبتِ کلیم کی چند گھڑیوں کا رنگ اتنا پختہ تھا تو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی ۲۳ سالہ صحبت کا رنگ کتنا پختہ ہوگا۔ اُستاد کامل تھا تو شاگرد کتنے کامل ہوں گے، نبی کامل، مکمل، اکمل تھا تو اصحابِ نبی ﷺ کتنے عظیم، کتنے کامل ہوں گے۔"

شہید ناموسِ صحابہ حضرت مولانا محمد اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بار میں نے عرض کیا۔ "مولانا! کیا حضرت جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ پندرھویں صدی کے مجدد نہیں تھے؟" فرمایا۔ "بے شک تھے اور میں نے تو اس پر مضمون بھی لکھا ہے۔"

پروانوں کی نادانی نہیں جاتی

ابوالحسنات قادری، لاہور

تخلیق عالم سے ہی حق تعالیٰ شانہ نے اس جہانِ رنگ وبو میں ایک سے بڑھ کر ایک باکمال لوگ بھیجے اور سارے کے سارے کمالات کا مجموعہ نبی آخرالزمان حضور ﷺ کو بنایا۔ حضور ﷺ کے بعد تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا مقام و مرتبہ ہے اور اس طائفۂ معصومین کے مرتبہ کے بعد باجماع امت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مرتبہ و مقام ہے، اوران مقدس و پاک باز حضرات کے بعد آج تک اَن گنت فضل و کمال والی شخصیات گزریں اور قیامت تک آئیں گی۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اس طویل تاریخ میں جب بھی کوئی فتنہ نمودار ہوا تو حق تعالیٰ شانہ نے کسی ایسی شخصیت کو اس کے مقابلے کے لئے میدان میں لا کھڑا کیا، جس نے اس فتنہ کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا اور اس کو میدان سے بھگا دیا۔ آج کتنے لوگ قدریت، جہمیت، اعتزال، خلق قرآن، وحدۃ الوجود اور دین اکبری کی حقیقت سے واقف ہیں؟ حالانکہ یہ سب اپنے اپنے وقت کے اہم عقائد و مذاہب تھے، جن کے قائدین بڑے ذہین و فطین لوگ تھے اور بعض مذاہب کو سرکاری سرپرستی بھی حاصل تھی، لیکن بالآخر حقیقت اسلام نے ان سب پر فتح پائی اور کچھ عرصہ بعد یہ زندہ تحریکیں اور سرکاری مذاہب محض مباحث بن کر رہ گئے۔ دین کی حفاظت کی یہ جدوجہد، تجدید و انقلاب کی کوشش اور دعوت و اصلاح کا یہ سلسلہ اتنا ہی پرانا ہے جتنی اسلام کی تاریخ اور ایسا ہی مسلسل ہے جیسی مسلمان کی زندگی...... اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے دین محمدی ﷺ کی حفاظت اپنے ذمہ لی تھی اور اس دین کو ہر دور میں ایسے زندہ اشخاص عطا فرماتا رہا، جنہوں نے مجموعاً یا انفراداً اس دین کو تازہ اور اس امت کو سرگرم عمل رکھا۔ ایسے ہی سعادت مندوں میں ایک صاحب عزیمت شخصیت امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جنہوں نے انتہائی بے سروسامانی

CamScanner

اور کسمپرسی کے عالم اسلام کو یہود ونصاریٰ کی تحریفی وتخریبی سازش، خالصۃً رافضی بنیاد پر برپا ہونے والے خمینی کے نام نہاد ''اسلامی انقلاب'' کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے اس کا سد باب کیا۔ ذیل میں آپ کی زندگی کے صرف چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں جن سے آپ کی شرافت، دین کی لگن، اخلاص، تقویٰ اور دیانت داری کا پتہ چلتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ سپاہ صحابہؓ کے قیام کے بعد ایک دفعہ آپ اپنی مادر علمی دار العلوم کبیر والا تشریف لائے تو حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا۔ ''آج آپ جو چاہیں گے ہم آپ کو وہی کھلائیں گے، آپ اپنی دلی خواہش بیان کریں۔'' آپ نے فرمایا۔ ''میری دلی خواہش یہ ہے کہ آج میں مادر علمی میں کھانا طالب علمی دور کے مطابق کھاؤں۔'' حضرت مہتمم صاحب نے اس کی اجازت دے دی، آپ ایک کمرے میں تشریف لے گئے، وہاں سے برتن اٹھایا، اس کو دھویا، پھر مطبخ میں گئے، باورچی استقبال کیلئے کھڑا تھا، آپ نے اسے کہا۔ ''آج آپ نے مجھے کھانا اسی انداز میں دینا ہے، جیسے زمانہ طالب علمی میں دیتے تھے۔'' اس نے بھی آپ کی بات مانتے ہوئے اسی انداز میں کھانا دیا اور ساتھ ساتھ غصہ بھی ہوتا رہا۔ آپ نے وہاں سے کھانا لیا، کھایا، برتن دھوکر کمرے میں رکھا، پھر اساتذہ سے ملاقات کر کے تشریف لے گئے۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ لال مسجد اسلام آباد تشریف لے گئے، کپڑے میلے تھے، آپ نے کسی کو کہنے کے بجائے رات کو خود اپنے کپڑے دھو لئے۔

آپ کی دینی غیرت وحمیت اور شرافت انسانی ملاحظہ ہو کہ ایک دفعہ جھنگ میں ایک رافضی کی بیٹی کو گھر سے کوئی بڑا مقامی جاگیردار اٹھوا کر لے گیا، پھر لڑکی کا باپ آپ کے پاس آیا اور کافی دیر بیٹھنے کے بعد واپس چلا گیا، دوسرے دن پھر آپ کے پاس آیا تو آپ نے خود اس سے پوچھا کہ آپ کل بھی آئے تھے، بات کئے بغیر چلے گئے، آپ کا کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ! اس نے آپ کو اپنی بپتا سنائی اور کہا کہ پولیس بھی میری بات نہیں سن رہی۔ آپ نے اسی وقت اپنے کچھ ساتھیوں کو اپنے ساتھ لیا اور ایس۔ ایچ۔ او کے گھر گئے اور کہا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اس کی لڑکی اس کے گھر پہنچا دو! ورنہ تم کل یہاں نہیں رہو گے! وہ ایس۔ ایچ۔ او اُسی وقت اس جاگیردار کے گھر گیا اور لڑکی کی واپسی کا مطالبہ کر دیا اور مولانا

کا اس معاملے میں کودنے کا اشارہ دے دیا۔ یوں وہ لڑکی بازیاب ہوکر اپنے گھر پہنچی تو اس کا باپ آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آپ کے پاس آیا۔ اسی شخص کے سامنے کسی نے آپ سے سوال کیا۔ ''حضرت! یہ تو رافضی ہے، آپ ان کے اس قدر خلاف ہیں، پھر آپ نے اس کا یہ کام کروادیا؟'' یہ سن کر آپ نے جواب میں فرمایا۔ ''بیٹی تو سب کی بیٹی ہوتی ہے۔'' وہ شخص اُسی وقت اُٹھا اور گھر جا کر وہاں سے اپنے سارے گھرانے کو بلا لایا اور اس کا سارا گھرانا آپ کے ہاتھ پر رافضیت سے تائب ہوکر مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

مشن اور کاز سے محبت اتنی کہ مولانا مکی حجازی صاحب نے ۱۴/مارچ ۱۹۹۰ء کو مینار پاکستان کے سایہ میں آپ کی شہادت کے بعد منعقدہ ''دفاع صحابہؓ کانفرنس'' میں فرمایا۔ ''پچھلے دنوں میں نے مولانا حق نواز کو خط لکھا کہ آپ مکہ معظمہ تشریف لائیں تا کہ چند دن اکٹھے گزار سکیں۔'' تو مولانا شہید نے اس کے جواب میں لکھا۔ ''ضرور حاضری دوں گا، یہ میری سعادت ہوگی، لیکن مدینۃ الرسول علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام میں حاضری دینے سے ڈر لگتا ہے کہ میں سرکارِ مدینہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو کیسے منہ دکھاؤں گا جبکہ میں ناموسِ صحابہؓ کے لئے کچھ نہ کرسکا''۔ (تاریخ عزیمت ۲۵۸)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اسی اخلاص ولگن کی برکت تھی کہ خود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کو خواب میں آکر ملے اور آپ کو اپنی رضا کی خوشخبری سنادی۔ چنانچہ جب جھنگ کے حاجی اللہ بخش صاحب نے مولانا سے دریافت کیا۔ ''جیل میں آپ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی؟'' تو آپ یوں گویا ہوئے۔ ''جب مجھ پر بہت زیادہ تشدد ہوا، ہاتھوں کی پوروں پر لاٹھیاں برسائی جاتیں، جس سے خون رسنے لگ جاتا اور ہاتھ متورم ہوجاتے، اُلٹا لٹکا دیا جاتا، جلتے سگریٹ سے جسم کو داغا جاتا، بدبو کی دھونی دی جاتی تو ایک شب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیدارِ دل نواز سے مسرور فرمایا اور تسلی بھی دی۔ ''بیٹا! غم نہ کرو۔ تم نے میری بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے دوپٹے کی لاج رکھی ہے، میں تم سے بہت خوش ہوں۔'' پھر فرمایا۔ ''حاجی صاحب! آج کے بعد یہ بات آپ کی زبان سے نہ نکلے، اسے عام نہیں کرنا۔'' (تاریخ عزیمت: صفحہ ۲۶۶)

CS CamScanner

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جب اپنے کسی مؤمن بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو ایک فرشتہ کے ذریعے آسمانوں پر اس سے اپنی رضا کا اعلان کرتے ہیں، جس کے سبب تمام مخلوقات اس سے محبت کرنے لگ جاتی ہیں، آپ اس حدیث کا مظہر اتم تھے، آپ کا جنازہ پڑھانے کے موقعہ پر حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "میں نے دو جنازوں میں فرشتوں کو روتے دیکھا ہے، ایک مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں۔" (ماہنامہ خلافت راشدہ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص، لگن، تڑپ، ایثار وقربانی اور دینی غیرت وحمیت ہی کی برکت ہے کہ آج ربع صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مشن جاری وساری ہے، نام نہاد اپنوں اور غیروں کا موجودہ دور کا سب سے بدترین تشدد، انتقام، حسد، بغض وعناد اور تعصب وتعنت برداشت کر کے بیسیوں راہنما، ہزاروں کارکن، سینکڑوں علماء شہید کروا کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ پروانے آج بھی میدان عمل میں برسرِ پیکار ھل من مبارز؟ کا نعرۂ مستانہ بلند کئے ہوئے ہیں اور ان سے وفا کی امید وہ لوگ بھی رکھتے ہیں جو خود نہیں جانتے کہ وفا کیا چیز ہے؟ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ دیوانے ہیں کہ انہیں کوئی گالی دے، طنز وتشنیع کا نشانہ بنائے، یہ پھر بھی غلامیٔ صحابہ رضی اللہ عنہ کے زبانی اقرار ہی سے انہیں گلے لگا لیتے ہیں، کیونکہ ان کا نعرہ ہی یہ ہے کہ "صحابہ رضی اللہ عنہ کا جو غلام ہے، ہمارا وہ امام ہے" گویا کہ:

جلے جاتے ہیں بڑھ بڑھ کر، مٹے جاتے ہیں مر مر کر
حضور شمع پروانوں کی، نادانی نہیں جاتی

مردِ جری

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی، بہاولپور

امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے وقت پاکستان میں بالعموم اور جھنگ میں بالخصوص رافضیت اپنے پنجے گاڑ چکی تھی۔ ایرانی غنڈے ملک بھر میں کھلے عام ظالمانہ کارروائیاں کر رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی عزت پر سرعام حملے ہو رہے تھے۔ سنّیت کا خون پانی سے زیادہ سستا سمجھ کر بہایا جا رہا تھا۔ نفاذِ فقہ جعفریہ کے مطالبات زور پکڑ رہے تھے۔ کلیدی عہدوں پر روافض قابض ہوتے جا رہے تھے۔ علماء حق کو چن چن کر نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ میڈیا خمینی اور اس کے انقلاب کے ترانے گانے میں رات دن محو تھا۔ ایران سے برآمد شدہ لٹریچر کی گھر گھر تقسیم ہو رہی تھی۔ ایرانی قیادت کی عزت افزائی امام کعبہ سے بڑھ کر ہو رہی تھی۔ بکاؤ مُلاّ خمینی کی تعریف میں شبانہ روز رطب اللسان تھے۔ پاکستان میں سبائی انقلاب برپا کئے جانے کی تیاریاں عروج پر تھیں اور اس سازش میں رکاوٹ بننے والا ہر فرد ایرانی غنڈہ گردی کا نشانہ بن رہا تھا۔ اصحابِ پیغمبر رضی اللہ عنہم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ننگی گالیوں پر مشتمل خمینی اور اس کے پیشواؤں کی کتابیں بے تحاشا فروخت کی جا رہی تھیں۔ اہل سنت کے خلاف نفرت کا بازار ہر طرف گرم تھا۔ چند ٹکے کے رافضی لحظہ بھر میں حکومت اور تھانہ کچہری سے اپنے مطالبات منوا رہے تھے۔ خمینی اور ایران کے خلاف منہ اور قلم سے نکلنے والا ایک حرف بھی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ ہر سمت رفض کی سفاکانہ سرگرمیاں جوبن پر تھیں۔ اہلسنّت کے لئے سر اٹھا کر چلنا دوبھر ہو گیا تھا۔ قرآن وسنت کے جلسہ کی اجازت جوئے شیر لانے کے مترادف تھی۔ سرکاری افسران کی فرعونیت انتہاء کو پہنچ چکی تھی۔ سنّیت پس چکی تھی۔ ان کو بیدار کرنا مشکل ہی نہیں، ناممکن نظر آ رہا تھا۔ سُنّیت کے حقوق غصب ہو چکے تھے اور ان کے لئے حقوق کا مطالبہ بھی ناقابل

CS CamScanner

معانی جرم تصور کیا جاتا تھا۔ ماتمی جلوس اور اس کے شرکا گلی گلی اور کوچہ کوچہ شرانگیزی کو فروغ دے رہے تھے......اور سب سے خطرناک صورت حال یہ تھی کہ رافضیت یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کر رہی تھی۔ اہل سُنّت ان تمام بدمعاشیوں کو بڑی بے بسی سے دیکھتے، برداشت کرتے اور کسی مسیحا کے انتظار میں زہر کے گھونٹ پی کر رہ جاتے مگر انہیں دور دور تک کہیں بھی امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی تھی۔ مایوسی کی تاریک وطویل رات ان کے سامنے تھی۔ رفض کا سیاہ سایہ انہیں دراز تر ہوتا نظر آ رہا تھا۔ خمینی ازم کے کالے بادل ملک کے طول وعرض پر پھیلتے دکھائی دے رہے تھے۔

عین اسی وقت جھنگ کی دھرتی سے اٹھنے والے ایک شعلے نے کفر وجبر سے معمور گھٹاؤں کا ایک کونہ پھاڑ ڈالا، پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ شعلہ جوالہ روشنی کے چراغ بانٹتا چلا گیا اور ستم ظریفیوں کے گھنگھور بادل چھٹتے چلے گئے، کفر کی ظلمتوں میں حق کی قندیلیں فروزاں کرنے والے وہی جامع مسجد پپلیاں کے خطیب تھے، جنہیں آج امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

میں سوچتا ہوں حضرت امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ پر کس عنوان سے لکھوں؟ ان کی زندگی کا ہر پہلو اس قابل ہے کہ اسے لکھا، پڑھا، سنا اور پھیلایا جائے۔ ان کی حیات کا ہر گوشہ لائقِ تحریر ہے۔ ان کا ہر انداز اپنانے کے لئے موزوں ہے۔ ان کی گفتگو کا ایک ایک حرف توجہ کا مستحق ہے۔ اُن کی ایک ایک تقریر مستند حوالہ ہے۔ پھر جس عنوان پر لکھیں کس قلم سے لکھیں؟ کن الفاظ میں لکھیں؟ کس انداز میں لکھیں؟ کونسی تعبیرات لائیں؟ اُردو کے الفاظ محدود، تعبیرات ناپید، انداز پھیکے، قلم بے بس، سوچ عاجز اور حضرت امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ ان سب سے بلند......شعلہ نوا مقرر، حق گو خطیب، سراپا اخلاص واعظ، فصاحت سے بھرپور تقریر، درد سے معمور بیان، بلا کی بلاغت، بات سمجھانے اور منوانے کا زبردست انداز، باوقار لب ولہجہ، روانگی اور بہاؤ میں اعتدال، جوش کے ساتھ ہوش کا مکمل ساتھ، بہترین الفاظ کا چناؤ، جملوں کا بروقت استعمال، ہر لفظ گویا نوکِ قلم سے لکھا ہوا۔ اثر انگیز گفتگو ''بات جو دل سے نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے'' کے مصداق جس شخص کی کیسٹ قیامت ڈھائے ہے، اس کی براہِ راست تقریر کا کیا عالم ہوگا۔ مجمع کو ہمہ تن متوجہ کرنے اور رکھنے کا سلیقہ، سامعین

کو ہمنوا اور ہم فکر بنانے کا مثالی طرزِ عمل، مشکل مسائل عام فہم انداز میں پیش کرنے کا زبردست ملکہ، دل و دماغ اور زبان میں بے داغ یکسانیت، عشقِ مصطفیٰ ﷺ، حبِ اصحابؓ رسول ﷺ اور اسلاف سے وارفتگی پیدا کرنے کا قابل تقلید اور لائق رشک ڈھنگ......بقول شورش:۔

اس کی فصاحت معدنِ شعری، اس کی بلاغت مصدرِ معنی
اس کی نفاست گلشن گلشن ، اس کی لطافت محفل محفل
اس کی روانی گنگ و جمن میں، اس کی کہانی دار و رَسن میں
اس کی سیادت جادہ جادہ، اس کی قیادت منزل منزل
اس کے ادب میں بانگِ رجز ہے، بانگِ رجز میں جوشِ جنوں ہے
جوشِ جنوں میں سوزِ دروں ہے، سوزِ دروں میں جذب ہے شامل

آپ کی زبان سے نکلنے والے حروف کیا تھے، گویا موتیوں کے قطرات تھے، جس سے اہل سنت دامن بھرتے تھے۔ یا آگ کے شعلے تھے جو اہل رفض کے تقیہ پر استوار عمارتوں کو خاکستر کر دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ الفاظ کی صورت میں باطل کے آشیانوں پر آگ برساتے تھے۔ کفر کے ایوانوں میں کھلبلی مچا دینے والی گرج رکھتے تھے۔ دجل کی دیواروں میں شگاف کر دینے، نفاق کی بنیادوں میں دراڑیں ڈال دینے اور سبائیت کے محلات ہلا دینے والی للکار رکھتے تھے۔ ان کی زبان ہر ظالم و جابر کی گردن پر آہنی تلوار اور ہر باطل کے لئے تیز دھار نشتر تھی۔

ان کی خطابت میں ہواؤں کا رخ موڑ دینے کی صلاحیت، حالات کا دھارا پھیر دینے کی استعداد، طوفان تھما دینے اور برپا کر دینے کی قوت، افکار بدل دینے کی طاقت اور دلوں پر چھا جانے کی لیاقت تھی۔

ان کی ایک ہی تقریر خوابیدہ جذبات کو انگڑائیاں لینے پر مجبور کر دیتی تھی۔ عزائم میں پختگی اور ولولوں میں تازگی پیدا کر دیتی تھی۔ دینی حمیت اور مسلکی غیرت بیدار کر دیتی تھی۔ اپنے جائز مطالبات منوانے اور حقوق حاصل کرنے کا عزم جوان کر دیتی تھی۔ جبر و استبداد اور ظلم و ستم کے بھیانک طوفانوں میں جینے کا انداز سکھا دیتی تھی۔ سرمایہ داری، جاگیرداری

اور وڈیرا شاہی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کا حوصلہ اور تھانہ کچہری میں بے باکانہ صدائے احتجاج بلند کرنے کی جرأت عطا کر دیتی تھی۔ منزل کے آگے حائل پہاڑوں سے ٹکرا جانے کا جذبہ دیتی اور مشکلات کی وادیوں کو بخوشی عبور کر جانے کا مزاج بنا دیتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اور رافضیت کی نفرت دماغ میں کوٹ کوٹ کر بھر دیتی تھی۔ اُن کا ایک ایک لفظ حوصلہ افزاء، ایک ایک حرف ایمان افروز، ایک ایک کلمہ جرأت آمیز، ایک ایک بول ذہن ساز اور ایک ایک جملہ انقلاب آفریں...... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بجا فرمایا تھا:

''حکومت ایک ماہ میرا راستہ نہ روکے، ایک ماہ مجھے چوکوں اور چوراہوں پر تقریر کرنے دے۔ اگر شیعیت کو ایران جانے پر مجبور نہ کردوں تو مجھے جلاوطن کر دیا جائے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی چودہ سو سالہ ریشہ دوانیاں اور اسلام کے خلاف گھناؤنی سازشیں طشت ازبام کر دیں۔ گزشتہ عہد میں ان کا قبیح کردار، امت مسلمہ کے سامنے کھول ڈالا۔ رفض کی داغدار تاریخ اور منافقانہ کارکردگی دوٹوک بیان کر دی۔ ''صرف دفاع'' کی روش یکسر بدل کر ان کے دجل و تلبیس پر مبنی ایوانوں پر اقدامی حملے کئے۔ ان کی رعونت قدموں تلے روند ڈالی۔ لباسِ کبر کے بخیے ادھیڑ ڈالے۔ خمینی انقلاب کو اسلامی انقلاب باور کرانے کی کوششیں پیوندِ خاک کر ڈالیں۔ خمینی کو عالمِ اسلام کا ہیرو ثابت کرنے کی کاوشیں دم توڑ گئیں۔ پاکستان کو ایران کی کالونی بنانے کے خواب ادھورے رہ گئے۔ اسلامی دنیا کو مٹھی میں بند کر لینے کے رافضی عزائم دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اہل سنت علماء کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے پروگرام خاک میں مل گئے۔ نفاذِ فقہ جعفریہ کے نعرے جوتے کی نوک پر رکھ دیئے گئے۔ خانہ ہائے فرہنگ ایران کی شوکت پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دی گئی۔ خمینی کی مدح سرائی کرنیوالے بکاؤ ملاؤں کے راگ ''ہینگ'' جتنی توجہ بھی حاصل نہ کر سکے۔ فرقہ پرستی کے طعنے اس مرد جری کو ایک لمحہ کے لئے بھی نہ روک سکے۔ تشدد پسندی کی باتیں صدا بصحراء ثابت ہوئیں۔ جیل، تھانہ، قانون، بیڑیاں، ہتھکڑیاں، تشدد، دھمکیاں اور حالات کے سرد و گرم تھپیڑے اس کے عزائم میں تزلزل اور ارادوں میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔ وہ تنہا مصائب کی چٹانوں سے ٹکراتا رہا۔ وہ اکیلا تکالیف کے سمندر عبور کرتا رہا۔ وہ بارہا موت کی دیوی سے آنکھ مچولی کرتا رہا۔ وہ متعدد بار موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہا۔ وہ اپنے نحیف

جسم پر ظلم وستم سہتا رہا۔ وہ اپنی جان پر تشدد اور ستم ظریفی کے بے شمار وار سہتا رہا۔ جبرو استبداد کی نئی نئی اور کئی کئی داستانیں اس پر رقم کی گئیں۔

ظلم و ستم کی بارش ، ہاتھوں میں ہتھکڑی، پر
حق بات سے رکے ہیں کب ؟ حق نواز جھنگوی

الغرض ظلم کی کون سی قسم ہے جو اس پر آزمائی نہ گئی ہو؟ تشدد کا کون سا طریقہ ہے جو اس پر پرکھا نہ گیا ہو؟ دکھ کی کونسی کہانی ہے جو اس پر رقم نہ کی گئی ہو؟ آزمائش کا کونسا حربہ ہے جو اس پر جانچا نہ گیا ہو؟ درد کی کون سی نوع ہے جو اس پر روا نہ رکھی گئی ہو؟ مصائب کا کون سا پہاڑ ہے جو اس پر توڑا نہ گیا ہو؟ آلام کی کون سی وادی ہے جس سے اسے گزارا نہ گیا ہو؟ زیادتی کی کون سی چکی ہے جس میں اسے پیسا نہ گیا ہو؟ ایذاء کے وہ کون سے انگارے ہیں جن پر اسے لٹایا نہ گیا ہو؟ جور کا وہ کون سا کوڑا ہے جو اس پر برسایا نہ گیا ہو؟ تکالیف کا وہ کون سا انداز ہے جسے نظر انداز کر دیا گیا ہو؟ استبداد کا وہ کون سا گولا ہے جو اس پر داغا نہ گیا ہو؟ ستم گری کا کون سا پیالہ ہے جو اسے پلایا نہ گیا ہو؟ آزار کا کون سا نیزہ ہے جو اسے چبھویا نہ گیا ہو؟ جبر کی کون سی تلوار ہے جو اس پر سونتی نہ گئی ہو؟ سختی کا کون سا طوفان ہے جو برپا نہ کیا گیا ہو؟ کرب کی کون سی قیامت ہے جو اس پر ڈھائی نہ گئی ہو؟ اور اذیت کا کون سا طوفان ہے، جو برپا نہ کیا گیا ہو؟

مگر اس کے باوجود وہ اپنے مشن سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے۔ اپنے کاز میں ایک لحظہ کے لئے بھی لچک دکھانے کے روادار نہ ہوئے۔ اپنے مؤقف پر مسلسل قائم رہے۔ اپنی منزل کی سمت پیہم قدم بڑھاتے رہے۔ سفر کی طوالت انہیں تھکا نہ سکی۔ آبلہ پائی انہیں روکنے سے بے بس رہی۔ ناصحین ودانشمند انہیں حیرت سے دیکھتے ہی رہ گئے اور وہ دیوانہ وار آگے بڑھتا چلا گیا۔

22 فروری 1990ء کو جب اپنے ہی گھر کی دہلیز پر اس کا گرم وسرخ خون بہہ رہا تھا، اُس وقت اُس کے مشن (تحفظ ناموسِ صحابہؓ) کی صدائے بازگشت مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں ہر جگہ سنائی دے رہی تھی۔

مینارۂ نور

محمد احمد معاویہ، بورے والا

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ ظلمات میں مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں لوگ عام طور پر نامور خطیب اور مقرر شعلہ بیاں مقرر سمجھتے ہیں لیکن ان کی انقلابی سوچ تک بہت کم لوگ پہنچتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کو ودیعت کر رکھی تھی۔ ضلع جھنگ کا شمار پسماندہ علاقوں میں ہوتا ہے، لیکن یہ پسماندگی اگر سہولیات و ترقی کے لحاظ سے ہوتی تو اور بات تھی، لیکن یہاں تو روافض نے عوام الناس کو یرغمال بنا رکھا تھا۔ رافضی جاگیردار لوگوں پر مسلط تھے۔ اگر کہیں شعور کی رمق دکھائی دیتی تو اُسے طاقت کے زور پر ختم کر دیا جاتا۔

وڈیرہ شاہی کی عیاشیاں عروج پر تھیں۔ اہل رفض کی مجلسیں من گھڑت قصے کہانیوں پر مبنی ہوتیں۔ ہر طرف رفض کے سائے پھیلتے چلے جا رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف تبرا بازی رفض کا معمول بن چکا تھا...... ایسے میں تعالیٰ نے علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں اہل سنت والجماعت کے لئے مسیحا بھیجا۔ اس شخص کی آواز میں ایسا اثر تھا کہ انقلابی روح بیدار ہونے لگی۔

علامہ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے صدائے حق بلند کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر قتل کے مقدمات سے لے کر قاتلانہ حملوں تک کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا راستہ روکا گیا۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ ان پابندیوں کی پروا کئے بغیر اپنے مشن پر گامزن رہے۔

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر عمر میں اتنا کام کیا کہ قیامت تک صبح تک تاریخ میں آپ کا نام جگمگاتا رہے گا۔ آج سُنّی نوجوانوں کی زبان پر یہی نعرہ ہے:

”جب تک سورج چاند رہے گا...... جھنگوی تیرا نام رہے گا۔“

واہ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ!

انتظار احمد بھٹی، چیچہ وطنی

یہ 1987ء تھا۔ میں نے علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت چرچا سُن رکھا تھا۔ اُن سے ملاقات کی چاہت مجھے بے قرار کر رہی تھی۔ چنانچہ میں اپنے آٹھ دوستوں کے ہمراہ جھنگ پہنچا۔ ہمیں پیپلیاں والی مسجد (موجودہ جامع مسجد حق نواز) کا پتہ نہیں تھا کہ جھنگ میں کس جگہ واقع ہے۔ جھنگ پہنچتے ہی میں نے ایک شخص سے جو کہ تربوز کی ریڑھی لگائے کھڑا تھا، اُس سے پوچھا۔ ''بزرگو! ہمیں پیپلیاں والی مسجد کا پتہ بتا دو، ہم مولانا حق نواز سے ملنا چاہتے ہیں۔'' اس بزرگ نے میری بات سُن کر کہا۔ ''بیٹا! ٹھہرو، میں تمہیں بتاتا ہوں، پہلے چائے پی لو۔'' مجھے وہ مہربان شخص اب بھی اکثر یاد آ جاتا ہے۔ اُس نے فوراً ہمارے لئے کرسیاں منگوائیں اور ساتھ ہی چائے کا آرڈر دے دیا۔ ہمیں بڑی خوشی ہو رہی تھی کہ یہ ہمارے محبوب قائد کا شہر ہے، یہاں کے باسی بھی بڑی محبت سے پیش آ رہے تھے۔ میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ چائے تیار ہو کر آ گئی۔ ہم چائے سے فارغ ہوئے تو اُس بزرگ نے ایک تانگے والے کو بلایا اور کہا۔ ''یہ ہمارے مہمان ہیں، انہیں مولانا حق نواز کے پاس چھوڑ کر آئیں۔'' یہ کہہ کر اُس نے تانگے والے کو اپنی جیب سے کرایہ ادا کیا اور ہم اُس شفیق بزرگ کو دیکھتے ہی رہ گئے۔

ہم اپنے محبوب قائد علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔ آپ بڑی محبت سے پیش آئے۔ میری حالت اُن دنوں عام دنیا دار لوگوں جیسی تھی۔ دین کی مجھے کچھ سوجھ بوجھ نہیں تھی۔ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سر سے پاؤں تک بڑے غور سے دیکھا، میں گھبرا گیا۔ میرے قائد کا مجھے اس طرح دیکھنا، میں اُن کی یہ کرامت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ

میں تو ایک عام سا دنیادار آدمی تھا، اس ملاقات کے بعد مجھ میں ایسی تبدیلی آئی کہ آج تک مشن تحفظ ناموسِ صحابہؓ سے وابستہ ہوں اور اللہ کے فضل و کرم سے اُنہی کی دی ہوئی لائن پر کام کر رہا ہوں ایک مزے کی بات یہ ہے کہ ہمارے ساتھ ایک عیسائی لڑکا بھی تھا، اُس نے کہا کہ مجھے بھی مولانا حق نواز سے ملنے کا اشتیاق ہے، چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ چلا گیا تھا۔ واپسی پر اُس نے عیسائیت ترک کر کے مسلمان ہونے کا عندیہ دیا مگر اس کے والدین نے اُس پر پابندی عائد کر دی کہ آج کے بعد انتظار احمد سے نہیں ملنا، اس کے بعد وہ آج تک دوبارہ نہیں مل سکا۔

علامہ حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کا سُنی قوم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُنہوں نے غیرت کے ساتھ جینے کا درس دیا۔ آج جگہ جگہ عظمت صحابہؓ کے چرچے ہو رہے ہیں، یہ اُنہی کی محنت کا ثمرہ ہے۔ آج 22 سال بعد بھی اُنہی کا پرچم لہرا رہا ہے، اُنہی کا مشن عام ہو رہا ہے اور اُنہی کی جلائی ہوئی شمع فروزاں ہے...... اَب قیامت کی صبح تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکروں سے یہ جہاں معطر ہوتا رہے گا...... واہ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ! تجھ پہ کروڑوں سلامِ عقیدت کہ تو نے ہمیں جرأت و غیرت کے ساتھ زندہ رہنے کا ڈھنگ سکھا دیا، گویا:

زندگی زِندہ دِلی کا نام ہے
مُردہ دِل خاک جیا کرتے ہیں

قصرِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عظیم چوکیدار

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

کسی بزرگ کا ایک قول پڑھا تھا، جو اس شخص کی زندگی کا منشور بن گیا اور کائنات کے کونے کونے میں منشورِ حق کی صدا بلند ہوئی۔ ''اپنے لئے جینا المیہ اور دوسروں کے لئے جینا رحمتِ خداوندی ہے۔''

یہ شخص اکابرؒ کے علوم و معارف کا امین بنا اور جان پر کھیل کر قریہ قریہ، بستی بستی، نگر نگر آواز لگا گیا اور چھا گیا۔ ایسی صدا لگائی کہ جان قربان کر گیا۔ وہ جیتا رہا تو اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفعت و عظمت کے لئے! دل و دماغ میں بس ایک ہی بات تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کے لئے جیوں گا اور ان ہی کی عظمت کے لئے مروں گا۔ میں زندہ رہوں یا نہ رہوں، اُن کی عظمت، اُن کی شان، اُن کا کردار، اُن کا مقام ہمیشہ بیان ہوتا رہے گا۔ میں جب اس شخص کی زندگی پر نگاہ ڈالتا ہوں تو اُس کی زندگی کا نقشہ پیش کرتے ہوئے زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے ہیں:

دِلوں کو بخش گئے ہیں، قرار کی دولت
تمام عمر تڑپ کر گزارنے والے
خدا گواہ کانٹوں پہ رقص کرتے تھے
کلی کلی کا مقدر سنوارنے والے
کبھی تھے دار کے قابل کبھی سرِ مقتل
سروں کو نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ وارنے والے

وہ زندگی بھر عظمت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ترانے سناتا رہا اور بالآخر اُنہی پر

قربان ہو گیا۔ ہمارے مہربان دوست حافظ محمد اقبال سحر نے حکم دیا کہ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تفصیلی تجزیاتی مضمون لکھیں۔ ایسی عظیم المرتبت شخصیت پر لکھنا میرے بس کی بات کہاں، لیکن دفعتاً دل میں یہ تمنا بیدار ہوئی:

کچھ نہ کچھ لکھتے رہو تم وقت کے صفحات پر
نسلِ نو سے اِک یہی تو واسطہ رہ جائے گا

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے کردار، اُن کی عظمت فکر اور اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی والہانہ محبت وعقیدت پر نگاہ ڈالی جائے تو قلم یہ لکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے:

عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسمان کو بے کراں سمجھا تھا میں

وہ جب ابتداء میں یہ آواز لگا رہا تھا تو تنہا تھا، جب دنیا سے گیا تو یہ آواز دنیا میں گونج رہی تھی:

دِلوں میں درد کی شمعیں جلا کے چھوڑ گیا
وہ اِک جہاں کو اپنا بنا کے چھوڑ گیا

میر کارواں

ابو محمود حضرت کبیر، کراچی

کچھ لوگ اپنے جاوِداں کارناموں، بے لوث کاوشوں، نیک جذبوں اور ارادوں کی صورت میں ہمیشہ زندہ و جاوید رہتے ہیں۔ یہ عزم و ہمت کے پیکر اور کردار و عمل کے خوگر راہی اجل ہونے کے بعد بھی مخلوقِ خدا کے دلوں پر حکمرانی کرتے نظر آتے ہیں۔

ان مردان خدا مست اور درویشان باصفا میں ایک درخشاں و تابندہ نام امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ 22 فروری کا آفتاب ضیاء پاش ہر سال اس بطل جلیل و مرد جری کی یادوں کا دمکتا جھومر، ماتھے پر سجائے طلوع ہوتا ہے اور پورب کا در وا ہوتے ہی ٹھنڈی خنک ہواؤں کے جھونکے مرد قلندر کی معطر یادوں سے جہانِ اہل حق کو مشک زار بنا کر منادی کرتے ہیں کہ یہ دن اس مرد شجاع کی شہادت کا دن ہے، جس نے اپنے لہو سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کے دیپ روشن کیے، عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق صحابہ رضی اللہ عنہم میں وقت کے طاغوت کو چیلنج کیا اور جنونِ عشق کی دنیا میں ایک روح افزاء اور انمٹ تاریخ رقم کی۔

22 فروری اس مرد حق شناس سے تجدید عہد وفاء کا دن ہے، جو اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے محبت میں ہمہ وقت غوطہ زن تھا، ان کی ناموس کا دفاع جس کے سر کا سودا، ازواجِ نبی رضی اللہ عنہن کی عفت و عصمت کی خاطر خون کا آخری قطرہ بہانا جس کے جینے کی غرض تھا۔ خلافت راشدہ کا نفاذ جس کا منشور اور تقیہ کی دبیز چادر تار تار کر کے رافضیت کے روئے سیاہ کو سربام لانا جس کا مقصود تھا، جو عالم رنگ و بو کی رنگینیوں سے بے پروا، سوز و گداز کے جہاں میں سرگرداں، مسکراہٹوں کی محافل سے نا آشنا، بے چینی و اضطراب کے عالم میں آگے بڑھ رہا تھا، جسے اپنی خبر تھی نہ اپنی اولاد کی، ہمہ وقت ایک ہی غم کی کسک تھی، ایک ہی

روگ دل پر لیے چیختا چلاتا رہا، ایک آتش خاموش اس کے اندرون میں دہک رہی تھی، ایک کڑ ہن اس کے شب وروز بے کل کیے رہتی تھی...... پر غضب کا بے باک وندر تھا، متانت وسنجیدگی کا مجسمہ تھا، سخن میں دلنوازی، نگاہ میں بلندی اور دل میں سوز کا ایک آتش فشاں تھا، گویا اقبال کے خوابوں کا میرِ کارواں تھا۔ جس نے مصائب وآلام کے وسیع دریا عبور کیے۔ جاں گسل وادیوں میں جادہ پیمائی کی، اذیتوں کے پہاڑ سر کیے، جس کے سینے میں طوفان کا طلاطم، آنکھوں میں بجلی کے شرارے تھے، جس نے قریہ قریہ، بستی بستی رافضیت کے کفر کا نعرہ لگا کر برسوں بعد دنیا کی نگری میں حق کی گونج اٹھائی، اہل حق کی خاموش زبانوں کو قوت نوائی دی، جس نے شعلہ بن کر جاگیرداروں اور وڈیروں کی خودسری وسطوت سے ٹکر لی، ظالموں اور مطلق العنان وزیروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مولویت کو دنیا میں جینے کا ڈھنگ اور سلیقہ دیا۔ تلملائے ہوئے دشمنوں نے جب بھی آتش وآہن دکھا کر دبانا چاہا، تو وہ ستم آشنا کہتا رہا:

فصیل آتش و آہن بہت بلند ہی سہی
بدلتے وقت کی رفتار کون روکے گا

22 فروری کا مہر عالم اپنی سنہری کرنوں کے جلو میں جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب زیست کا ایک ایک ورق پلٹ کر خلقت خدا کو افسانۂ حیات دہرا کر جھنجھوڑتا ہے۔ جب شہنشاہ ایران کا تخت الٹ کر خمینیت برسر اقتدار آئی اور ارض ایران کی سیاہ سفید کی مالک بن گئی، تب دیگر ممالک میں بسنے والے رافضیوں کا مورال بھی بڑھ گیا، کل تک جو اپنا کفر تقیہ کی پوٹلی میں چھپائے پھرتے تھے، آج اس پر اسلام کا لیبل چسپاں کر کے برملا پھیلانے لگے، کفریات ومغلظات سے بھری متعین عربی وفارسی کتب کے ترجمے شائع ہونے لگے، علی الاعلان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر تبرا بازی کی مجلسیں سجنے لگیں، جرأت کی انتہاء دیکھیے، کعبۃ اللہ پر دست درازی کی ناپاک جسارت ہوئی، جبکہ پاکستان میں فقہ جعفریہ کے نام پر کفر وشیطنت کے نفاذ کی تحریک نے سر اٹھا کر انگڑائی لی۔ خمینیت برسر اقتدار کیا آئی ایک سرکش اژدھا عالم اسلام بالخصوص پاکستان کو نگلنے کیلیے پھنکارنے لگا۔ سرکاری

منصوبوں پر رافضیت کی اجارہ داری شروع ہوئی۔ اکثریت والے علاقوں میں سنیوں کے جذبات کو مجروح کیا جانے لگا، گویا ملک عزیز خمینی ازم کے مضبوط نرغے میں تھا۔ لیکن خالق ارض وسماء کا ازلی دستور ہے کہ "ہر فرعون راموسیٰ باشد"...... چنانچہ جھنگ کی سرزمین سے "حق نواز" نامی ایک مرد قلندر نے موسیٰ بن کر کفر ونفاق کے پھنکارتے اژدھے کو کاری ضرب لگانے کے لئے کلمۂ حق بلند کیا۔ اس مرد جانباز کے پاس دولت تھی نہ جاگیر، نوکر چاکر تھے نہ سرکاری پروٹوکول، محض ایمان کی دولت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اور دین مبین کی حمیت اس کا کل اثاثہ تھا۔ نیت کی پونجی کو اخلاص کے صیقل سے مانج کر خالق لم یزل کے توکل و کامل بھروسے پر میدان کارزار میں اترا، پھر دیکھ لیا خلق خدا نے بھی جمعہ کے خطبات ہوں یا جلسۂ عام، اصحابؓ کی عظمت ومرتبت اور رافضیت کے دجل وکفر کو بیان کرنا اس کا مشن بن گیا۔ وہ علی الاعلان کہتا۔ "صحابہ کرامؓ کا دشمن کائنات کا بدترین کافر ہے۔" سینے میں جوش انتقام کا ایک لاوا ابل رہا تھا، دوران تقریر جب رافضیت کے مغلظات کو بیان کرتے، غیض وغضب سے بے کل ہو جاتے، چلّاتے ہوئے گلوگیر لہجے میں امت مسلمہ کی غفلت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کرتے۔ "ارے سنیو! تمہیں ڈوب مرجانا چاہیے۔ تمہارے ہوتے ہوئے ایک بھنگی ملنگ، اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عفت مآب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر بھونکنے کی جرأت کرتا ہے......" اور کبھی فرماتے۔ "مجھے بتاؤ میں کہاں جاؤں؟ رافضی کی یہ بدمعاشی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی، ہائے میرے اللہ! یہ زمین پھٹ کیوں نہیں جاتی؟ آسمان ٹوٹتا کیوں نہیں؟" یہی وہ جذبہ اور ولولۂ ایمانی تھا، جس نے جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بیباکی، شعلہ نوائی اور سحر نوائی دی کہ خمینیت کو برہنہ کیا، اس کے دجل وفریب کو عرب وعجم میں آشکار کیا۔ اُمت مسلمہ کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ خمینی ازم کے بدمست ہاتھی کو ایسی نکیل ڈالی کہ ایرانی ایوان پر لرزہ طاری ہو گیا۔ کل جو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کفر کے فتوے تھوپتے نہیں تھکتے تھے، آج اپنے کفر کو چھپانے میں سرگرداں ہو گئے "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" پاکستان کی سرزمین اپنی وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہونے لگی۔

ایرانی ایماء پر سازشوں کے جال بُنے جانے لگے...... قتل کی منصوبہ بندیاں شروع

ہوئیں ...... امیر عزیمت کو حق گوئی اور کفر کے سامنے سد سکندری بننے کی پاداش میں کال کوٹھڑیوں میں ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا جانے لگا، الف برہنہ کر کے الٹا لٹکایا گیا، جسم کو داغا گیا، حکومتِ وقت نے قہر وجبر کے تمام تر حربے آزمائے، لیکن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کے وفادار سپاہی کے پائے استقلال میں جنبش تک نہ آئی۔ آزمائشوں کا ہنس کر سامنا کیا، اپنوں کی دغابازی و بے وفائی کے زہریلے ڈنگ بھی سہے، پر ہمت میں لچک نہ آئی۔ ایک حق نواز، حق کے ساتھ دنیا پر چھا گیا، عوام وخواص کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ جس نے بھی سنا موقف کی تائید کئے بغیر نہ رہ سکا، آوازِ حق دلوں میں اترتی گئی، کڑی سے کڑی جڑتی گئی، گھر گھر سے حق نواز نکلنے لگا، رافضیت کے خلاف حق نواز نے ایک منظم تحریک کی صورت اختیار کر لی۔ آسمان سے گرا قطرہ سیلاب بلا خیز بن کر کفر کی غلاظتوں کو بہانے لگا۔ گلی گلی، شہر شہر صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کے گیت گائے جانے لگے۔ فلک شگاف نعرے آسمانِ رافضیت میں شگاف ڈالنے لگے۔ پہاڑ سے وزنی دلائل تلے رافضیت ریزہ ریزہ ہونے لگی۔ براہین کی بوچھاڑ زہر میں بجھے تیروں کی طرح خمینیت کو تڑپانے لگی...... تب عیار دشمن دلائل کا میدان چھوڑ کر باؤلے کتے کی طرح فساد پر اتر آیا، گولی وبارود کا سہارا لے کر 22 فروری 1990ء کو سنیوں کے جرنیل، عظیم مجاہد، صحابہ رضی اللہ عنہم کے وفادار جاں نثار کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا، حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر کے دشمن نے بزعم خویش اس سیلابی ریلے کو تھما دیا، جس کی موجیں انہیں غرقاب کرنے والی تھیں۔ اس الاؤ کو بجھا دیا، جس کے لپکتے شعلے انہیں خاکستر کرنے والے تھے۔ لیکن اس بزدلانہ اقدام کے وقت شاید رافضیت کی عقل وخرد پر تالے پڑ گئے تھے، اتنا بھی نہ سوچا کہ حق نواز کسی ایک شخص کا نام نہیں جس کو فناء کرنے سے وہ فنا ہو جائے ...... حق نواز تو اب ایک کاز اور مشن کا نام ہے، جس کی خاطر ہزاروں جوانیاں جان نچھاور کرنے کے لئے سر بکف کھڑی ہیں۔ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ تو ایک نظریہ ہے، جو ایسے شاہین صفت جوانوں کے قلب وجگر میں پیوست ہو چکا ہے، جنہیں بادِ مخالف اپنی منزل کی طرف بڑھنے سے نہیں روک سکتی۔

حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کسی مجسمے کا نام نہیں، وہ تو ایک ایسے ایمانی اور نظریاتی کارواں کا

روپ اختیار کر چکا ہے کہ 22 سال گزرنے کے بعد بھی حالات کی سنگینی وستم ظریفی اس کی راہ مسدود نہیں کر سکی۔ دن کا اُجالا ہو، یا رات کی ظلمتیں، جان لیوا یخ بستہ ہواؤں کے جھکڑ ہوں یا بادِ صباء کے خوشگوار جھونکے، ہر قسم کے طوفان وافتاد سے بے نیاز ہو کر منزل کی جانب رواں دواں ہے، چشم فلک وہ دن ضرور دیکھے گی جب یہ کارواں، جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کا جھنڈا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کا پھریرا پوری دنیا میں لہرا کر رافضیت کے وجود نامسعود کو ٹھکانے لگائے گا۔ ان شاء اللہ

یہ زندگی کیفی اسی حسن عمل کا نام ہے
کفر کو نابود، حق کو جاوِداں کرتے چلو

مشن امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ

محمد طاہر اطہر، سنٹرل جیل ساہیوال

امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا مشن اسلام کی بقاء کے لئے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ موجودہ دور میں اسلام کی بقاء اسی مشن پر کار بند رہنے میں مضمر ہے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کے فتنے کو سمجھا، جو خمینی کی صورت میں بڑی تیزی سے پھیل رہا تھا اور اس کے غلیظ اثرات پاکستان پر پڑ رہے تھے، اس فتنے کے آگے بند باندھنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ میدانِ عمل میں اُترے۔ یہ فتنہ اتنا بڑا اور خطرناک تھا کہ اس کے سدِّ باب کے لئے اگر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ میدان میں نہ اُترتے تو اُمت مسلمہ کا بہت بڑا نقصان ہو جاتا اور سُنّیت ہمیشہ کے لئے ظلم و ستم کا شکار ہو کر رہ جاتی۔

علامہ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کی دِلی تڑپ تھی کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آئینی تحفظ دیا جائے۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے کفر کو اسمبلی میں زیر بحث لانا چاہتے تھے۔ انہوں نے جس کانٹوں بھرے راستے کا انتخاب کیا، وہ شہادتوں اور قید و بند سے عبارت ہے...... اگر امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھی اپنی جانوں کی قربانی نہ دیتے تو خمینی کا کفریہ انقلاب پاکستان میں برپا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

مشن امیر عزیمت دراصل سُنّی مدارس و مساجد کے تحفظ کا نام ہے۔ مشن امیر عزیمت سُنّی علماء اور عوام کے لئے زندگی کا پیغام ہے۔ مشنِ امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کو سنجیدگی کے ساتھ ایک کم سن بچّے سے لے کر ایک عمر رسیدہ شخص تک، سب کو سمجھنا اور آگے بڑھانا ہوگا۔ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی روح آج 22 سال بعد بھی ہم سے یہ تقاضا کر رہی ہے کہ تحفظ ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہ کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دو۔

میرا قائد، میرا مرشد

میاں محمود الحسن معاویہ، بالاکوٹ

جوں جوں 22 فروری قریب آرہا تھا، امیر عزیمت، محسن ملت، شہید ناموسِ رسالت ﷺ حضرت علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا 22 واں یوم شہادت ایک بار پھر ''جھنگوی بہاروں'' کی یاد دِلا رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ سُنّی قوم کے اس محسن کو کیسے خراج عقیدت پیش کروں...... سُنّی قوم کا یہ بے تاج بادشاہ میرے الفاظ کا محتاج نہیں۔ اس کے برپا کردہ انقلاب کا سورج آج نصف النہار پر ہے۔ جس مشن کیلئے وہ لہو سے وضو کر کے بارگاہِ رب العالمین میں پہنچا تھا، اس کی تصدیق منبر نبوی ﷺ سے الشیخ عبدالرحمٰن الحذیفی اور پھر علماء سپریم کونسل کی تصدیقات کی صورت میں ہو چکی ہے۔

میں اپنے دو واقعات عرض کرتا ہوں۔ جن کی نسبت، میں امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرتا ہوں، جو جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ انقلاب کا مظہر ہیں۔

یہ 1985ء کی بات ہے۔ میں ٹی اینڈ ٹی کالونی G-8/4 اسلام آباد کے پرائمری سکول نمبر 35 میں تیسری جماعت میں پڑھ رہا تھا۔ ان دنوں حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ انجمن سپاہ صحابہؓ کے نام سے سُنی انقلاب کی بنیاد رکھ چکے تھے۔ میرے والد محترم مولانا میاں شمس الحق، جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کی ایک کیسٹ لے آئے۔ ہم سارا دن اونچی آواز سے وہ کیسٹ سنا کرتے۔ مگر بچگانہ عقل میں، سوائے دورانِ تقریر کارکنوں کے لگائے گئے مخصوص نعروں کے کچھ سمجھ نہ آتا۔ البتہ ہم چھوٹے تینوں بہن بھائی زور زور سے وہ نعرے گلی گلی میں لگایا کرتے تھے۔ ایک دن ہماری کلاس ٹیچر جو عقیدتاً رافضی تھی، اُس نے گپ شپ کے انداز میں بچوں سے انکا مسلک پوچھا۔ تیسری جماعت کا بچہ کیا جانے

مسلک کیا ہے؟ کوئی کہے میں سُنی ہوں تو کوئی اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرے، کوئی وہابی تو کوئی دیوبندی۔ جب میری باری آئی تو میں نے کھڑے ہو کر کہا۔ ''میڈم! مجھے تو معلوم نہیں کہ میں سُنی ہوں یا شیعہ، البتہ میں نے سُنا ہے: کافر کافر شیعہ کافر۔'' یعنی وہی مخصوص نعرہ جو ہم جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر میں سنا کرتے تھے، وہ لگا دیا۔ یہ سننا تھا کہ میڈم جو اب تک گپ شپ کا انداز اپنائے ہوئے تھیں، اُن کا چہرہ سرخ ہو گیا اور مجھے خوب ڈانٹا۔ مجھے کچھ سمجھ نہ آیا کہ آخر مجھ سے کیا خطا ہوئی کہ میڈم مجھے ڈانٹ رہی ہیں۔ گھر والوں کو بتایا تو انھوں نے بھی ڈانٹ دیا۔ بعد ازاں اس اسکول میں دو سال مزید رہا، مگر اس ٹیچر نے کبھی مجھ سے بات تک نہ کی اور نہ ہی کبھی میرا ہوم ورک چیک کیا۔ پانچویں پاس کرنے تک ہمیں حقیقت سے کافی حد تک آگاہی ہو چکی تھی۔ اس کی بڑی وجہ ہماری مسجد کے بڑے مؤذن قاری ایوب عابد صاحب تھے، جن کا میں شاگرد تھا۔ چھٹی جماعت میں G-8/4 میں واقع ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔ 7th کلاس میں پہنچا تو اتفاق سے ہمارے کلاس انچارج ذوالفقار جو اُسی فرقہ ضال و مضل سے تعلق رکھتے تھے۔ جس سے ہمارا واسطہ پڑ چکا تھا۔ ایک دن انگلش کا سبق "TOLERANCE OF PROPHET MUHAMMAD" پڑھ رہے تھے۔ جس میں فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر کو دارالامن قرار دینے کا ذکر تھا۔ ذوالفقار صاحب کی صحابہ دشمنی خصوصاً بنو امیہ دشمنی والی رگ پھڑک اٹھی، اُس نے سسر پیغمبر سیدنا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی اور ساتھ ساتھ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی نازیبا الفاظ کہے۔ بس پھر کیا تھا، میری بھی رگِ فاروقی تڑپ اٹھی۔ جذبات سے مغلوب ہو کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ہمت کر کے کہا۔ ''استاد جی! صحابہ رضی اللہ عنہم کی توہین برداشت نہیں۔'' اس پر اس شاتم رسول نے مجھے بری طرح مارا، پیٹا۔ میں غصے کے عالم میں کلاس سے باہر نکلا اور اپنے اسکول کے عربی کے استاد مولانا حافظ محمد صدیق صاحب کے پاس اسٹاف روم جا پہنچا۔ حافظ صاحب جید عالم دین، قافلہ جھنگوی کے بیباک خطیب تھے۔ میں نے سارا قصہ عرض کیا۔ حافظ صاحب سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے۔ مجھے ہاتھ سے پکڑا اور سیدھا پرنسپل صاحب کے کمرے

میں لے گئے۔ حافظ صاحب نے قدرے جذبات کے ساتھ پرنسپل سے کہا۔" اگر مذکورہ شاتم رسول کے خلاف کارروائی نہ ہوئی تو پھر مجھ سے خیر کی توقع نہ رکھیں۔ میری زندگی میں محسن اسلام کی توہین ہو، یہ قطعاً برداشت نہیں ہے۔" پرنسپل صاحب نے ملازم بھیج کر اس شاتم رسول کو بلایا، وہ آیا تو مجھے آفس میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ اس نے میرے لیے کیا پھندا تیار کر رکھا ہے؟ پرنسپل صاحب کے استفسار پر وہ گستاخ صحابہؓ خاموش ہو گیا۔ اس پر پرنسپل صاحب نے نہ چاہتے ہوئے بھی سرخ قلم سے اُس کی سروس بک میں اندراج کیا اور 2 سال کیلئے ٹرانسفر کے احکامات بھی جاری کر دیئے۔ یہ سب حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے برپا کردہ انقلاب کا ثمرہ تھا۔

اسی حوالے سے مجھے حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور واقعہ یاد آرہا ہے۔ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کی بات ہے کہ آپ کے والد محترم نے زمینوں پر کام کرنے کے لیے ایک ملازم رکھا ہوا تھا۔ وہ نوکر عقیدتاً رافضی تھا۔ ایک دن وہ کھیتوں میں ہل چلا رہا تھا، حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ہمراہ تھے، ہل چلاتے ہوئے ایک بیل رُک گیا۔ اس نے چھڑی سے مارتے ہوئے کہا۔" چل کیوں معاویہ کی طرح ہو گیا ہے؟" نعوذ باللہ! یہ سننا تھا کہ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور جلال میں آکر کہنے لگے۔" اتنا مولوی ضرور بنوں گا کہ تمہارے کفر کا اعلان کر سکوں۔" اور پھر وقت نے ثابت کیا کہ حضرت نے اپنا قول کس قدر سچا کر دکھایا۔ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔" اگر میں اپنے مشن، موٴقف اور طریقہ کار میں سچا ہوا، تو ایک دن ضرور میرے موٴقف کی تائید مسجد نبوی اور منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگی۔" اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اس صدائے قلندر کی تائید منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس انداز سے ہوئی کہ دنیا کے سب سے بڑے عالمی اجتماع "حج" کے موقع پر منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث الشیخ علی عبد الرحمٰن الحذیفی نے احقاق حق اور ابطال باطل کی مثال قائم کر دی اور اب شیخ حذیفی کے فتویٰ کی توثیق سعودی عرب کی علماء کی سپریم کونسل بھی کر چکی ہے۔ اخلاص، ہمت وتقویٰ کے ساتھ بے سروسامانی کے عالم میں پپلیانوالی مسجد (موجودہ جامع حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ) جھنگ سے اٹھنے والی صدائے قلندر کو جھنگ سے مسجد

CS CamScanner

نبوی تک پہنچنے کے لیے آگ اور خون کے کتنے سمندر عبور کرنے پڑے۔

یہ ایک ایسا عظیم انقلاب تھا کہ جس سے متاثر ہونے والا 6 بہنوں کا اکلوتا بھائی غازی حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ ایک شاتم رسول کے قتل کیس میں سزاوار ٹھہرتا ہے تو سزائے موت سے قبل جلاد سے کہتا ہے۔ ''خبردار! میرے قریب نہ آنا۔ میں نے کالوں کے سیاہ انقلاب کا راستہ روکنے کے لیے دار کا راستہ منتخب کیا ہے۔ میں اپنے چہرے پر سیاہ نقاب برداشت نہیں کر سکتا۔'' دنیا ششدر رہ گئی کہ وہ کون سی طاقت ہے، جو ایک بظاہر دنیا دار نوجوان، موت کو یوں گلے لگانے کیلئے تیار کرتی ہے کہ وہ پھانسی گھاٹ کی طرف خود چل کر جاتا ہے۔ پھندے کو چومتا ہے۔ اللہ کی وحدانیت، شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم، مشن جھنگوی کے نعرے لگاتا ہوا کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے پھندے پر جھول جاتا ہے۔

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چند حسین ملاقاتیں

محمد فاروق آزاد، حیدر آباد

امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چند حسین ملاقاتوں کا احوال پیشِ خدمت ہے، جس کی وجہ سے میں آج تک مشن امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ سے بفضلِ خداوندی وابستہ ہوں۔

علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات سوادِ اعظم اہلسنّت کے کنونشن کے موقع پر جامعہ عربیہ مفتاح العلوم حیدر آباد میں ہوئی، اس موقع پر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، ایم این اے مولانا عبدالحلیم صاحب، مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالستار تونسوی صاحب اور دیگر علماء کرام موجود تھے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کا انداز بالکل مختلف تھا، جس نے مجھے اور دیگر ساتھیوں کو بے چین کر دیا۔ بعد ازاں دعوتِ تبلیغ کی غرض سے جھنگ جانا ہوا، رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا۔ جھنگ میں امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے پروگراموں میں بھرپور شرکت کا موقع ملا۔

میں ان دنوں مولانا آصف قاسمی صاحب (کینیڈا) کی تنظیم "بزم حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحب" صوبہ سندھ کا کنوینر تھا، اسی بزم کے تحت لیاقت کالونی حیدر آباد میں ایک جلسہ منعقد ہونا تھا۔ اس جلسہ سے خطاب کے لیے مولانا آصف قاسمی صاحب نے ایک اُبھرتے ہوئے نئے خطیب مولانا محمد اعظم طارق صاحب کا نام لیا کہ انہیں بلایا جائے۔ ہم بزم کے تحت کراچی پہنچے اور مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ پہلے تربیتی کنونشن ہی میں، میں حضرت امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کے ساتھ وابستہ ہو گیا، جس پر الحمدللہ! میں آج تک قائم و دائم ہوں۔

حضرت امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کو سپاہ صحابہؓ کے پلیٹ فارم سے پہلی مرتبہ حیدرآباد میں دوروزہ ''تحفظ حرمین شریفین'' کے عنوان سے جلسے میں دعوتِ خطاب دی گئی تھی۔ پہلے دن مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب کیا جبکہ دوسرے دن مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ، یوسف مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب کیا۔ یہ ایک یادگار دِن تھا، جسے میں کبھی نہیں بھلاسکوں گا۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے مشن کے ساتھ ایسی محبت ہوگئی ہے کہ اب اُن کے ساتھ کیا ہوا وعدہ ان شاء اللہ تادمِ آخر نبھاتا رہوں گا۔

مشن حق نواز رحمۃ اللہ علیہ دراصل اسلام کیتحفظ کا نام ہے۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے رافضیت کے خلاف اس وقت جہاد کا اعلان کیا کہ جب وہ کھلم کھلا دین اسلام کی اساس یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا کررہے تھے۔ جب علماء سوء اُنہیں اپنی مجلسوں میں بلا رہے تھے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن اسلام آباد کی شاہراہوں کو بلاک کررہے تھے...... مشن حق نواز رحمۃ اللہ علیہ ایک تحفہ خداوندی ہے۔

ایک دفعہسندھ کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم حسینیہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد امین صاحب اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (شاگردِ خاص مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) سے حضرت امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی درخواست کی، ان دونوں اکابرین نے حضرت امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔ ''دعا آپ کریں، ہم تو صرف آمین کہیں گے۔'' اس بات کا میں خود شاہد ہوں اور حضرت تاج محمد مکی گواہ ہیں۔

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ ایک عالم باعمل تھے...... کھپروشہر جلسہ سے ہم واپس آرہے تھے۔ راستے میں نمازِ عصر کا وقت ہوگیا۔ جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کیلئے کہا۔ میں نے شہر سے باہر جاکر نماز پڑھنے کا مشورہ دیا۔ میں نے دیکھا تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے چہرے پر تغیّر کے اثرات واضح ہوتے دکھائی دے رہے تھے، امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً گاڑی رکوادی۔ ہم لوگ راستے میں نہر کے قریب رُک گئے، حضرت امیر عزیمت، راقم اور کراچی سے حضرت کے ساتھ تشریف لائے ہوئے سپاہ صحابہؓ کے بنیادی ساتھی حضرت مولانا تاج

CamScanner

محمد مکی صاحب نے فوراً نماز عصر ادا کی۔اس موقع پر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔" وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا دفاع کرے گا، جس کی نمازوں میں سستی ہو۔"

جھوٹ اور خوش کن افواہوں سے بہت نفرت تھی۔ایک دن مفتی عاشق الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات ٹنڈو آدم کے مدرسے میں تشریف فرما تھے۔ میں بھی موجود تھا۔ حضرت مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ نے امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ سے بات چیت کرتے ہوئے سوال کیا۔" حضرت! آپ کے بارے میں مشہور ہے، ایک جلسہ میں آپ دیگ کے اندر چھپ کر تشریف لے گئے تھے۔" فوراً اس کی تردید فرمائی البتہ گدھا گاڑی چلا کر جلسہ گاہ میں پہنچنے کی تائید فرمائی۔

استقامت ایسی کہ اسی مجلس میں حضرت مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال یہ بھی کیا۔" حضرت! تکالیف کا کیا حال ہے؟" حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمانے لگے۔" جو تکالیف حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو دی گئیں، میرے ساتھ تو ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔"

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے عظیم راہنما اور قائد تھے، جنہوں نے مصائب و تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے اپنے مشن تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی خاطر جان تو دے دی لیکن اپنے مشن اور موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ہم بھی عہد کرتے ہیں کہ جب تک جسم میں جان ہے، تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے اپنی تمام تر کوششیں جاری رکھیں گے۔ ان شاءاللہ

مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

تجمل معاویہ، جھمٹ ضلع اٹک

اللہ ربُ العزت نے بعض شخصیات کو خاص محاسن واوصاف سے متصف کیا۔ انہی شخصیات میں سے ایک حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنھوں نے اپنی ساری زندگی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی جنگ لڑتے ہوئے گزار دی اور آخر انہی مقدس شخصیات پر قربان ہو گئے۔

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کا تعاقب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک اہم مشن تھا۔ مال ومتاع اور نام ونمود پر نظر نہیں تھی۔ بلکہ اس مقدس مشن کو ہی توشۂ آخرت سمجھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے پیشِ نظر صدائے حق کو اس جرأت سے بلند کیا کہ نہ صرف وطنِ عزیز کے وڈیروں کی نیندیں اُڑ گئیں بلکہ پوری دنیا کا کفر تلملا اُٹھا اور ایران کے ایوان خانوں میں لرزہ طاری ہو گیا۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے شیعیت کا گہرا مطالعہ کیا اور اس اسلام دشمن فرقے کو بے نقاب کرنا ضروری سمجھا۔ ایک چھوٹی سی مسجد سے اُٹھنے والی آواز دنیا کے کونے کونے تک پہنچی۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص کی برکت تھی کہ مختصر عرصے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مشن اس تیزی سے پھیلا کہ دشمن بوکھلا گیا۔ شیعیت کے تعاقب اور سدِ باب کے سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شب وروز ایک کر دیا۔

تحفظِ ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جدوجہد اور عملی کردار کی سنگلاخ وادیوں میں دنیاوی مفاد سے بے نیاز اہلِ حق کا یہ بے باک سپاہی اپنی منزل کی جانب بڑھتا رہا۔ راہِ حق میں انتہائی آزمائش وابتلاء کا دور آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حالات کی نزاکت اور مصلحت کا رونا نہیں

CamScanner

رویا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منبر و محراب سے صدائے حق بلند کی۔ حکمرانوں کی ناراضگیاں مول لے کر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مصائب و آلام کو راحت و آرام پر ترجیح دی۔ بیانِ حق کو مداہنت پر فوقیت دی۔ اپنے دور اور دورِ حاضر کے مصلحت پسندوں کو یہ سبق دیا کہ حالات کا رُخ موڑا جاتا ہے، حالات کے رُخ پر چلا نہیں جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا راستہ پھولوں کی سیج نہ تھی بلکہ کانٹوں کی مالا تھی۔ اِن سب حالات میں حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پائے استقلال میں ذرا سی بھی لغزش نہ آئی۔ جیلیں، ہتھکڑیاں، بیڑیاں اور حکومتی ظلم و ستم امیرِ عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کے راستہ میں حائل نہ ہو سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عزیمت و استقلال کے پیشِ نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "امیرِ عزیمت" کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایثار و قربانی کی ایک ایسی داستان رقم کی، کہ رہتی دنیا تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قربانیوں کو یاد رکھا جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر عملی طور پر بتا دیا کہ صحابہؓ و اہل بیتؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ایمان کا جزو ہیں اور ہم اپنے ایمان پر سب کچھ قربان کر دیں گے۔

دینِ حق کا یہ بے باک سپاہی، سرکش باطل کے لئے ایک ننگی تلوار تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دشمن نے اپنی راہ میں رکاوٹ سمجھا اور راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ بالآخر 22 فروری 1990ء کو عالم اسلام کا یہ عظیم لیڈر داعیٔ اجل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف ہجرت کر گیا۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تحریکِ تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے قبول فرمائے۔ (آمین)

صدائے حق نواز رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے اثرات

مولانا رحمت اللہ تونسوی

امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کے عقائد باطلہ سے پردہ اُٹھا کر مسلمانوں کو غیرت وحمیت کے ساتھ زندہ رہنے کا درس دیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ اہل رفض کے عقائد اسلام کے بالکل منافی ہیں، ان کے ساتھ ہر قسم کا رشتہ ناطہ یکسر ختم کردیا جائے کیونکہ پیدائش سے لے کر قبر میں اُترنے تک، ان کا کوئی ایک مسئلہ بھی مسلمانوں کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا۔

میری عمر قریباً پندرہ سال کے لگ بھگ ہوگی، جب پہلی دفعہ مجھے علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے اور ان کا خطاب سننے کا موقع ملا۔ یہ 1987ء تھا، کہ ضلع ڈیرہ غازیخان کی تحصیل تونسہ کے ایک قصبے ترمن میں امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جلسہ سے خطاب کیا۔ اس کے اثرات اہلِ علاقہ پر پڑے اور لوگوں کی زندگیوں میں ایک انقلاب برپا ہوگیا۔ روافض سے دوستیاں ختم اور رشتہ داریاں ٹوٹنے لگیں۔ لوگ عظمتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکروں سے اپنے ایمان کو حلاوت بخشنے لگے۔

علامہ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک انقلاب برپا کردیا تھا، جس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اہلِ علاقہ گواہ ہے، ایک شیعہ دولہا بارات لے کر آیا، لڑکی سُنّی تھی، اُس نے یہ کہتے ہوئے انکار کردیا کہ لڑکا شیعہ ہے، میں اس کو قبول نہیں کرسکتی۔ لہٰذا اُس رافضی کو ذلیل و رُسوا ہونا پڑا۔

میرے دادا جان حاجی جمعہ خان کی زمین ایک شیعہ کے ساتھ مشترک تھی۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ شیعہ کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو انہوں نے اپنی زمین اُس سے علیحدہ کرلی۔

ہمارے شہر مٹھے والی تحصیل تونسہ میں دس محرم الحرام کو تعزیے کے جلوس میں شیعہ

سُنّی دونوں شریک ہوتے تھے۔ شیعہ تو اپنے سینے پر خالی ہاتھ مارتے تھے لیکن سُنّی اپنے آپ کو زخمی کر لیتے تھے۔ لکڑی کا تعزیہ بھی سُنّیوں کو اُٹھانا پڑتا تھا...... مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ نے صدائے حق بلند کی تو منظر یکسر بدل گیا۔ سُنّی نوجوانوں نے شیعہ کے جلوسوں میں جانا ترک کر دیا۔ اب شیعہ کا تعزیہ اُٹھانے والا کوئی نہیں ہوتا تھا، اب اُنہیں خود اُٹھانا پڑتا تھا۔

ایک دفعہ دس محرم الحرام کو سُنّی نوجوان اپنی مسجد کے سامنے کھڑے تھے، میں بھی ان میں موجود تھا۔ سامنے سے شیعہ کا ماتمی جلوس گزر رہا تھا۔ ان کو دیکھ کر ہم نے اپنا مخصوص نعرہ لگا دیا۔ جن لوگوں نے تعزیہ اُٹھایا ہوا تھا، وہ بھی ''کافر کافر، شیعہ کافر'' کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ اہلِ تشیع پریشان ہو گئے کہ اچانک انہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ کوئی سازش نہ تھی بلکہ تعزیہ اُٹھانے والے سُنّی تھے، لیکن وہ حقائق سے بے خبر تھے کہ رافضیت کیا ہے؟ جب ہم نے مخصوص نعرہ لگایا تو جلوس میں موجود سُنّیوں نے بھی ہماری تائید میں وہی نعرہ لگانا شروع کر دیا...... یہ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا خلوص تھا کہ بھولے بھٹکے سُنّی نوجوان راہِ راست پر آنے لگے۔ اس علاقہ میں موجود قریباً چالیس شیعہ گھرانوں میں سے تیس گھرانے مسلمان ہو چکے ہیں۔

پانچ سال پہلے کی بات ہے۔ میں جامع مسجد خلفائے راشدینؓ قصبہ مٹھے والی میں نمازِ جمعہ پڑھانے کے لئے گیا۔ میں نے دیکھا کہ پہلی صف میں وہی لوگ بیٹھے ہوئے تھے، جو ماضی میں شیعہ تھے اور اب شیعیت چھوڑ کر مسلمان ہو چکے تھے۔

یہ غالباً 1997ء کا واقعہ ہے۔ ہمارے شہر میں محمد شریف اور عبدالحفیظ نامی دولڑ کے ہائی سکول میں آٹھویں کلاس کے طالب علم تھے۔ ایک ٹیچر رافضی تھا، اُس نے ایک دن دورانِ سبق خمینی کی تعریف شروع کر دی۔ جس پر طالب علموں نے مداخلت کی اور کہا کہ آپ ہمیں وہ سبق پڑھائیں، جو کتاب میں موجود ہے مگر وہ باز نہ آیا۔ بعد میں طالب علموں نے حاضری رجسٹر پر وہی مخصوص نعرہ لکھ دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس رافضی ٹیچر نے انہیں خارج کر دیا۔ ہیڈ ماسٹر تک بات پہنچی تو اس نے اپنی ایمانی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رافضی ٹیچر سے کہا۔ ''اگر تم اپنی غلط حرکت سے باز رہتے تو یہ ایسا قدم نہ اُٹھاتے۔'' بہرحال ہیڈ ماسٹر کے حکم پر خارج ہونے والے طلبہ کو دوبارہ داخل کر لیا گیا۔

CamScanner

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سچا عاشق

عبداللہ خان، ساہیوال

آج امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ہم میں موجود نہیں ہیں اور وہ ایک مقدس اور عظیم ترین مشن کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو چکے ہیں، لیکن تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے جس مقدس مشن کی خاطر انہوں نے شب و روز محنت کی اور آگ اور خون کے سمندر سے گزر کر، مصائب و آلام کو جھیل کر، ایثار و قربانی کی جن عظیم روایات کو زندہ کیا، وہ مشن یقیناً زندہ ہے اور جب تک یہ مشن زندہ ہے، امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کا نام، خدمات اور ایثار و قربانی کی عظیم روایات بھی زندہ رہیں گی۔

اسلام کی دم توڑتی شریانوں میں ہر دَم
دوڑایا ہے جو تو نے لہو زندہ رہے گا
ہر دَور کی تاریخ دے گی یہی گواہی
دشمن تیرے مرجائیں گے تو زندہ رہے گا

رفض کے بڑھتے ہوئے سیلابِ بلا کو اگر علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نہ روکتے تو آج پاکستان کی دھرتی پر کفر دندنا رہا ہوتا۔ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی توانائیاں نمود و نمائش یا دنیوی صلے کی چاہ میں صَرف نہیں کیں، بلکہ وہ تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا دیوانہ تھا۔

کسی صلے کی جو چاہ ہوتی تو میں بھی شاید
ہر ایک مسند نشیں کو عالی جناب کہتا

مگر وہ تو دنیوی آسائشوں سے کوسوں دُور تھا۔ وہ خالصتاً اسلام کی مقدس ترین ہستیوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و رفعت بیان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا تھا۔ حکومتی پابندیوں اور اغیار کی سازشوں کو پاؤں کی نوک پر رکھتے ہوئے گلی گلی نگر نگر عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ترانے گاتا ہوا یہ کہہ گیا:

ہم اہلِ حق ہیں ہمیشہ کہیں گے جھوٹ کو جھوٹ
نہ ہوگا ہم سے جو عالی جناب کہتے ہیں

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مقامِ مجددیت

ایم آئی صدیقی، جھنگ

ضرورت مجدد:

مجدد کی ضرورت کو اس بات سے سمجھ لینا چاہیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے اور ان کو اپنے قرب ورضا اور جنت کا مستحق بنانے کے لئے نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری فرمایا اور انسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا کہ جب اور جس خطۂ زمین میں انسانوں پر گمراہی کا غلبہ ہوا اور انہیں آسمانی ہدایت کی ضرورت ہوئی تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا کوئی نبی ان میں بھیج کر ان کی رہنمائی اور دستگیری فرمائی۔ اس طرح ہزاروں سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ اب سے قریباً چودہ سو سال قبل حکمتِ الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرمایا جائے جو سب قوموں کے حسب حال ہو اور جس میں آئندہ کسی ترمیم وتنسیخ کی ضرورت نہ ہو۔ اور ایک ایسے نبی ورسول کے ذریعے اس ہدایت اور اس دین کو بھیجا جائے جو سب ملکوں اور سب قوموں کا نبی ہو۔ اور پھر اس نبی پر نبوت کے اس سلسلہ کو ختم کر دیا جائے۔

حکمت خداوندی نے اس فیصلہ کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مکمل ہدایت اور کامل دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ بھیجی ہوئی مقدس کتاب قرآن مجید میں ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعلان بھی فرما دیا۔ لیکن حکمت خداوندی کا فیصلہ یہ بھی تھا کہ دوسرے عام نبیوں کی طرح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عمر طبعی دی جائے گی۔ چنانچہ بعثت کے تئیس (۲۳) سال بعد تریسٹھ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دارِ فانی سے

پردہ فرما گئے۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کیلئے آپ ﷺ کے لائے ہوئے اس دین متین کی حفاظت کا ذمہ خود حق سبحانہ وتعالیٰ نے لے کر اس کا ایک ظاہری انتظام یہ فرمایا کہ اس اُمت کے علمائے کرام کو انبیائے عظام علیہم السلام کا تبلیغی مشن سپرد فرما دیا اور رسول اللہ ﷺ کے اس ارشادِ گرامی سے ان کو یہ بشارت دی گی۔ ''علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل'' یعنی۔ ''میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔'' چنانچہ ماضی کی تاریخ اور حال کا مشاہدہ گواہ ہے کہ ہر دور میں اس اُمت میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی رہی ہے، جنھوں نے دین کی تعلیم و تعلم ،حفاظت اور خدمت ہی کو اپنا خاص مشغلہ اور وظیفہ بنایا۔ لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ قدرتی طور پر یہ بات بھی ناگزیر تھی کہ جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعے آئی ہوئی آسمانی تعلیم و ہدایت میں طرح طرح کی تحریفیں اور آمیزشیں ہوئیں اور عقائد و اعمال کی بدعتوں نے ان میں جگہ پائی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی اس آخری ہدایت و تعلیم میں بھی تحریف و تبدیل کی کوششیں ہوں گی اور فاسد مزاج عناصر اس کو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لئے حقائق دینیہ کی غلط تاویل کریں گے اور سادہ لوح عوام ان کے دجل و تلبیس کا شکار ہوں گے اور اس طرح یہ اُمت بھی عقائد و اعمال کی بدعات میں مبتلا ہو جائے گی۔ اس لئے یہ سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کے بعد اس دین حق کی حفاظت کے لئے ایک خاص انتظام یہ بھی ضروری تھا کہ ہر دور میں کچھ ایسے بندگانِ خدا پیدا ہوتے رہیں، جن کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے دین کی خاص فہم و بصیرت عطا ہو، جس کی وجہ سے وہ اسلام اور غیر اسلام اور سنت و بدعت کے درمیان امتیاز کی لکیر کھینچ سکیں اور اسی کے ساتھ دین کی حفاظت کا خاص داعیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں میں ڈالا جائے اور اس راہ میں ان کو ایسی عزیمت بھی عطا فرمائی جائے کہ ناموافق سے ناموافق حالات میں بھی وہ اس قسم کے ہر فتنہ کا مقابلہ کرنے میں سینہ سپر ہو جائیں اور دین حق کے چشمہ صافی میں الحاد و بدعت کی آمیزش نہ ہونے دیں، اس کی بیخ کنی کے لئے اپنی پوری قوت کے ساتھ جدوجہد کریں۔ کوئی لالچ اور کوئی خوف ان کے قدم نہ روک سکے۔

جرنیل سپاہِ صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ گلگت میں روافض کے ہاتھوں جلایا گیا قرآن کریم کا نسخہ اُٹھائے ہوئے، ساتھ علامہ شعیب ندیم رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہیں، بعدازاں مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نسخہ قومی اسمبلی میں پیش کرتے ہوئے اس واقعہ پر سخت احتجاج کیا تھا۔ واضح رہے کہ مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ متعدد بار قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور انہوں نے ہمیشہ آئینی وقانونی راستہ اختیار کرتے ہوئے تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے بھرپور جدوجہد کی

18 جنوری 1997ء کو سیشن کورٹ لاہور، بم دھماکہ میں مولانا محمد اعظم طارق شدید زخمی ہو گئے تھے، اس سانحہ کے چند یوم بعد جھنگ میں ان کی رہائش گاہ پر مولانا محمد ندیم قاسمی کے ہمراہ ایک یادگار تصویر۔ واضح رہے کہ اس سانحہ میں قائد سپاہ صحابہ علامہ ضیاء الرحمن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ سمیت دو درجن افراد شہید ہوئے تھے

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ ایک اعلیٰ میٹنگ میں حوالہ پیش کرتے ہوئے

حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے اس ضرورت کو بھی اپنے ذمہ لے لیا اور حکمت ِ الٰہی کے اس فیصلہ کا اعلان خاتم الانبیاء ﷺ نے مختلف مواقع پر فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ میری اُمت میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا، جو دین کی امانت کے حامل وامین اور محافظ ہوں گے۔ وہ افراط وتفریط کی تحریفات اور اہل زیغ وہویٰ کی تراشی ہوئی بدعات اور حق ناآشنا مدعیوں کی تاویلات سے دین کو محفوظ رکھیں گے اور اس کو اس کی بالکل اصلی شکل میں (جس میں کہ وہ ابتداء میں خود نبی کریم ﷺ کے ذریعہ آیا تھا) اُمت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے اور اس میں نئی روح پھونکتے رہیں گے۔'' اسی کام کا اصطلاحی عنوان ''تجدید دین'' ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے سے یہ کام لے، وہی مجددِ دین ہے۔

آیت تجدید:

تجدید واحیائے دین کے بارے میں جو آیات واحادیث وارد ہوئی ہیں، مثلاً آیت مبارکہ:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(سورۃ آل عمران: ۱۰۴)

ترجمہ۔ ''اور تم میں سے ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو خیر کی طرف لوگوں کو بلائے اور نیک کام کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے اور ایسے لوگ پوری طرح کامیاب ہوں گے۔''

حدیث تجدید:

آں سرور کائنات ﷺ کا مجددین کی بعثت اور ان کے ظہور کے متعلق ارشاد ہے۔ ''ان اللّٰہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائتہ سنہ من یجدد لھا دینھا'' (اخرجہ ابوداؤد فی باب ما یذکر فی قرن المائتہ)

یعنی۔ ''اللہ تعالیٰ اس اُمت کی اصلاح کے لئے ہر صدی کے سرے پر مجدد (ایسے بندے) بھیجتا رہے گا، جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید (نیا اور تازہ) کرتے رہیں گے۔''

حدیث تجدید کی تخریج:

اس حدیث کو حاکم نے بھی اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ (ج۴،ص۵۲۲) اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں، ابوداؤد اور حاکم کے علاوہ طبرانی کی معجم اوسط کا بھی اس حدیث کی تخریج کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے اور سند و رجال کے بارے میں لکھا ہے۔ ''وسنده صحيح ورجاله كلهم ثقات وكذا صححه الحاكم'' (مرقاۃ ج۱،ص ۳۰۲) کنز العمال میں اس حدیث کو روایت کرنے والے محدثین میں امام بیہقی کا اور ان کی کتاب معرفۃ السنن کا بھی حوالہ دیا ہے۔ (کنز العمال ج۶،ص ۲۳۸) حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعۃ الفتاویٰ میں اس حدیث کی تخریج کے سلسلہ میں ان کے علاوہ حلیہ ابونعیم اور مسند بزار اور مسند حسن بن سفیان اور کامل ابن عدی کا بھی ذکر کیا ہے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ج۲،ص۱۵۱)

تخریج کے یہ سارے حوالے حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہ جہاں پوری کے اس مقالہ سے ماخوذ ہیں، جو الفرقان کے مجدد نمبر ۱۳۵۷ھ میں شائع ہوا تھا۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث تجدید کے بارے میں مرقاۃ الصعود میں لکھتے ہیں۔ ''اتفق الحفاظ على تصحيحه'' یعنی۔ ''حفاظ حدیث اس کی صحت پر اتفاق رکھتے ہیں۔''

اب یہاں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ تجدید سے کیا مراد ہے؟ دوم یہ کہ مجدد کون ہوسکتا ہے؟ سوم یہ کہ مجدد شروع صدی میں ہی آنا ضروری ہے یا وسط اور آخر میں بھی آ سکتا ہے؟ چہارم یہ کہ کیا ایک وقت میں ایک ہی مجدد ہوسکتا ہے یا متعدد مجدد بھی ہوسکتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ ان سوالات کے جوابات ذیلی عنوانات کے تحت درج کئے جاتے ہیں۔

تجدید دین سے مراد:

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مرقاۃ میں اس حدیث کی تجدید کی

CamScanner

شرح میں لکھتے ہیں۔" ای یبین السنة من البدعة ویکثر العلم ویعز اهله ویقمع البدعة ویکسر اهلها" یعنی۔" مجدد کی صفت یہ ہے کہ وہ سنت کو بدعت سے ممتاز نمایاں کردے گا اور علم کو بکثرت شائع کرے اور اہل علم کی عزت کرائے گا اور بدعت کا قلع قمع کرے گا اور اہل بدعت کا زور توڑ دے گا۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب لمعات التنقیح (عربی ص ۲۹۳) اور اشعۃ اللمعات (فارسی ج ا ص ۱۸۲) میں اس حدیث کی شرح میں مجدد کی صفت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، جس کا اُردو ترجمہ یہ ہے۔" وہ تجدید و نصرت دین اور ترویج و تقویت سنت اور قلع قمع بدعت اور اس کی ضعیف و نشر علوم اور اعلائے کلمۂ اسلام کے ساتھ اپنے اہل زمانہ میں ممتاز ہوگا۔"

مجدد کی پہچان:

اخص الخواص اولیاء اللہ میں بھی عام اولیاء اللہ اور خواص اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ یہ حضرات دعوت وعزیمت کے لوگ ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔" افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر وفی روایت کلمة عدل" یہ حضرات اس حدیث پر پوری طرح عمل کرتے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور کسی ایذا رساں کی ایذا رسانی سے بے خوف ہوکر اقامت دین واحیائے سنت وازالہ بدعت کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ ایسے زمانہ میں جب کہ دین بہت کمزور ہوگیا ہو، اپنے اور اغیار ہدم دین میں دن رات لگے ہوئے ہوں، شریعت کے احکامات پر چلنا آگ پر چلنے کی طرح مشکل ہوگیا ہو، بدعات کا ہر طرف زور ہو، علماء سوء وصوفیات خام کا زور ہو، انہی اخص الخواص اولیاء اللہ میں سے ایک شخص یا جماعت ظاہر ہوتی ہے، جو دعوت اسلام کا کام اس انداز میں سرانجام دیتی ہے کہ دین نئے سرے سے زندہ ہو جاتا ہے اور لوگ احکام شریعت پر عمل کرنے لگتے ہیں اور قانونِ شرعی کی بالادستی حاصل ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی ایک شخص یا جماعت پر حدیث کی رو سے مجدد کا اطلاق ہوتا ہے، اس کی معرفت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق ہوں، علوم شرعیہ میں مہارت رکھتا ہو، اخلاص کی دولت سے مالا مال

ہو، اخص الخواص سے عام مومنین تک اس کو مقبولیت حاصل ہو، اقامت دین و احیائے سنت و ازالۂ بدعت میں اس کی خاص شان ہو، مجدد کا پتہ اس کی دینی خدمات سے چلتا ہے۔ اس کے ہم عصر علماء قرائن اور ظن غالب سے اس کی دینی خدمات اور اس کے علم فضل کو دیکھ کر اس کے مجدد ہونے کا حکم لگا سکتے ہیں۔

زمانہ مجدد:

حدیث مذکور کے لفظ۔ ''علی رأ کل مائة سنه'' کی تشریح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ''ای انتهاء او ابتداء اذ اقل العلم والسنة و كثر الجهل والبدعة'' یعنی۔ ''ایک صدی کے آخر یا دوسری کے ابتداء میں جبکہ علم اور سنت کی کمی ہو جائے اور جہل و بدعت کی کثرت ہو جائے۔''

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ ''المراد بالرأس اخر المائة او قريب من اخرها''

یعنی۔ ''رأس سے مراد صدی کا آخر یا اس کے آخر کا قریبی زمانہ ہے۔''

جن حضرات نے اس حدیث کے لفظ ''رأس'' کی وجہ سے کسی کے مجدد ہونے کے لئے بطور شرط کے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ اس کا تجدیدی کام صدی کے سرے پر (یعنی صدی کے شروع یا آخر میں) جاری ہونا چاہئے۔ انہوں نے صدی سے یہی معروف ہجری صدی مراد لی ہے۔ جیسا کہ مولانا عبدالحیٔ قدس سرہ بھی مجموعۃ الفتاویٰ (ص ۱۵۱) میں فرماتے ہیں۔ ''مجدد کے لئے ضروری ہے کہ ایک صدی کا آخر زمانہ اور دوسری صدی کا اوّل زمانہ اس طرح پائے کہ اس سے علوم مشتہر ہوں اور انتفاع عام طور پر شائع ہو۔ پس اگر اس نے آخر صدی کو نہ پایا اس سے اس زمانہ میں شریعت کو زندہ کرنے کا انتفاع حاصل نہ ہوا تو وہ شخص مجدد دین سے خارج ہوگا اور اس حدیث کے مفہوم میں داخل نہیں ہوگا۔''

لیکن بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ اس سے معروف ہجری صدی مراد نہیں ہے، اس لئے کہ سنہ ہجری کا یہ نظام تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت سے قائم ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو یہ نظام تھا ہی نہیں اور یہ اصطلاح اس وقت وضع ہی نہیں ہوئی تھی۔

CS CamScanner

اس لئے اس حدیث کے لفظ مائۃ سنہ سے ہجری صدی مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا مطلب کل قرن ہوگا اور حدیث میں ''رأس'' کی قید کو اتفاقی کہنا پڑے گا۔ بالفاظ دیگر اس کو مقحم ماننا پڑے گا جیسا کہ عربی میں علی رؤس الاشہاد میں رؤس کا لفظ مقحم ہے۔ فارسی یا اُردو میں برسر منبر و برسر مجلس میں ''سر'' کا لفظ مقحم ہے۔ اس بناء پر حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ ہر قرن اور ہر دور میں اس اُمت مسلمہ میں ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو اس اُمت کے لئے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اس اُمت کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسے بندے ہر دور میں برابر پیدا ہوتے رہے ہیں اور دین کی تجدید کا یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے اور ہماری دینی تاریخ ہی اس کی بھی شاہد و مصدق ہے کہ تجدید کا یہ کام کبھی اور کسی ملک میں ہجری صدی کی ابتداء میں ہوا ہے کبھی اور کہیں وسط میں اور کبھی اور کہیں اواخر میں! لیکن اکثر محققین کے نزدیک وہی پہلا قول یعنی مجدد کا صدی کے سرے پر ہونا ہی معتبر ہے۔

تعدد مجدد:

بعض لوگوں کی باتوں سے محسوس ہوتا ہے کہ مجددیت کے بارے میں ان کا تصور کچھ ایسا ہے کہ گویا وہ نبوت سے چھوٹے درجے کا کوئی خاص منصب ہے اور ہر صدی میں اللہ تعالیٰ کسی ایک خاص بندے ہی کو اس منصب پر فائز کرتا ہے اور اس صدی کے مسلمانوں کی فلاح وسعادت اور دینی وروحانی کمالات کا حصول اس پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ اپنی صدی کے اس مجدد کو پہچانیں اور اس کا اتباع کریں۔ لیکن مجددیت کے اس تصور کی کتاب و سنت میں کوئی اصل و بنیاد نہیں مل سکی۔ مجددیت کے متعلق جو حدیث اوپر درج کی گئی، اس میں جو ''مَن'' کا لفظ ہے وہ جس طرح واحد اور فرد کے لئے استعمال ہوتا ہے اسی طرح جمع اور جماعت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ شارحین حدیث علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ و ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما نے اس کی تصریح کی ہے۔ لہٰذا یہ قطعی طور پر لازمی نہیں کہ ایک صدی میں ایک ہی مجدد ہو۔ بلکہ ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال ہر صدی میں ایک مجدد کا وجود تو ضروری ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''من یجدد لها دینها'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''علماء نے اس لفظ مَن کی تاویل میں مختلف طریقہ پر کلام کیا ہے اور ہر ایک نے اپنے مذہب کے عالم کی طرف اشارہ کیا ہے اور حدیث کو اس پر محمول کیا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ اس کو عموم پر محمول کیا جائے کیونکہ لفظ مَن واحد و جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کو فقہاء کے لئے بھی مخصوص نہیں کرنا چاہئے۔ اگرچہ فقہائے کرام رحمہم اللہ سے اس اُمت کو بہت نفع پہنچا ہے۔ لیکن اولوالامر و محدثین و قراء و واعظین اور زاہدین سے بھی اُمت کو بہت نفع پہنچا ہے۔ چنانچہ دین اور قوانین سیاست کی حفاظت اور عدل و انصاف کا پھیلانا اولوالامر کا کام ہے اور اسی طرح قراء و محدثین قرآن اور احادیث کا ضبط کرتے ہیں جو کہ شرع کے اصول اور دلائل ہیں اور واعظین اپنے مواعظ سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور تقویٰ کی ترغیب دیتے ہیں۔ الی قولہ اور میرے نزدیک اظہر یہ ہے کہ من یجدد سے مراد صرف ایک شخص نہیں بلکہ ایک جماعت مراد ہے۔ ان میں سے ہر ایک کسی ایک ملک میں علوم شرعیہ کے کسی ایک فن یا کئی فنون میں جس قدر ہو سکے گا، تقریر یا تحریر کے ذریعے دین کی تجدید کرے گا اور اس کی بقا کا باعث ہوگا اور اس کے ذریعہ سے دین مٹ جانے اور ختم ہو جانے سے محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ امر الٰہی آ جائے۔'' (مرقاۃ ج ۱، ص ۳۰۲)

دراصل اس ارشاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اُمت کو یہ اطمینان دلانا ہے کہ اس دین میں کبھی تحریف نہیں کی جا سکے گی اور نہ ہی زیادہ زمانہ گزرنے سے بوسیدہ ہوگا اور نہ زمانے کے انقلابات اس کی حقیقت کو بدل سکیں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی بقاء و حفاظت اور تجدید کا انتظام برابر کرتا رہے گا اور ہر دور اور ہر قرن میں ایسے بندے پیدا ہوتے رہیں گے، جو دین سے اس گرد و غبار کو جھاڑتے رہیں گے، جو زمانے کی ہواؤں سے اس پر پڑے گا اور اس کی کہنگی سے بچانے کے لئے اپنی جد و جہد سے اس کی رگوں میں تازہ خون دوڑاتے رہیں گے۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث تجدید کی وضاحت و تشریح میں اس حدیث کو پیش فرماتے ہیں جو کتب حدیث میں مروی ہے۔ ''میرے لائے ہوئے اس

علم یعنی دین کی امانت کو ہر زمانے کے اچھے اور نیک بندے سنبھالیں گے اور اس کی خدمت و حفاظت کا حق ادا کریں گے۔ وہ غلو کرنے والوں کی تحریف اور کھوٹے سکے چلانے والوں کی طمع کاریوں اور جاہلوں کی فاسد تاویلوں سے اس دین کی حفاظت کریں گے۔"

ان سب امور کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت ہی میں سے ایسے بندے ہر دور میں پیدا کرتا رہے گا، جو اللہ و رسول ﷺ کی اس امانت کی حفاظت کریں گے اور اس کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرتے رہیں گے اور اس دین کی حقیقت تحریفوں اور تاویلوں کے پردوں میں کبھی اس طرح گم نہ ہو سکے گی، جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی ہدایتیں دنیا سے گم ہو گئیں۔

اس توضیح سے معلوم ہو گیا کہ اُمت میں مجددین کی تعداد صرف تیرہ چودہ ہی نہیں ہو گی۔ بلکہ اللہ کے ہزاروں وہ بندے جن سے اللہ تعالیٰ نے دین کی ایسی خدمتیں مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں لی ہیں، سب ہی اس کارِ تجدید میں حصہ دار ہوں گے اور سب ہی کا مجددین میں شمار ہو گا۔ اس طرح وہ اختلاف بھی ختم ہو جاتا ہے، جو مجددین کے تعین میں اُمت کے مختلف گروہوں اور حلقوں میں پایا جاتا ہے کہ ہر حلقہ اپنے ہی کسی بزرگ کے مجدد ہونے پر اصرار اور دوسروں سے تکرار کرتا ہے۔

مختلف صدیوں میں جس قدر مجدد گزرے ہیں، کوئی مجددین کے تمام شعبوں کا مجدد نہیں ہوا۔ بلکہ خاص خاص شعبوں کے مجدد ہوتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک وقت میں متعدد مجدد نظر آتے ہیں۔ کوئی علم حدیث کا، کوئی فقہ کا! پھر اس میں بھی کوئی فقہ حنفی کا مجدد ہے، کوئی فقہ شافعی کا مجدد ہے، کوئی علم کلام کا مجدد ہے اور کوئی سلوک و احسان (تصوف) کا! اس کے باوجود بے شک ایسا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی زمانہ میں اپنی کسی بندے سے کوئی بہت بڑا تجدیدی کام لیا ہے اور اس کے ذریعہ دین کے بہت سے شعبوں کی تجدید کرائی ہے اور کبھی کسی سے اس سے کم درجہ کا اور دین کے کسی خاص شعبہ میں تجدیدی کام لیا ہے اور یہ فرق ایسا ہے جیسا کہ نبیوں اور رسولوں کے کاموں میں اور ان کے درجات میں بھی رہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ " (سورۃ البقرۃ:۲۵۳)

ایک اور بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ صدی کے سرے پر مجدد کی پیدائش کا ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ اس وقت اس کے تجدیدی مشن کا آغاز ہوتا ہے، جس کو حدیث میں بعثت کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔

خود آنحضرت ﷺ اپنی پیدائش کے چالیس برس بعد مبعوث ہوئے۔ جس طرح قرآن کریم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے بعثت من اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے، اسی طرح حدیث تجدید میں "یبعث لھذہ الامۃ" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتے ہیں، مجددین کو بھی! لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ نبوت اصل اور تجدید اس کا ظل ہے۔ نبی کی ذات منصوص من اللہ اور وحی الٰہی کے ذریعہ مشخص ہوتی ہے اور نبی کا کشف والہام قطعی ہے، جس کو وحی کہتے ہیں۔ مجدد کی شخصیت منصوص من اللہ نہیں ہوتی اس کا کشف والہام ظنی ہوتا ہے۔ نبی کا منکر خارج از اسلام ہے، مجدد کا منکر خارج از صلاح وتقویٰ ہے۔ بہر صورت مجددیت نبوت کا ایک نہایت روشن اور درخشاں پرتو ہے۔

منصب تجدید:

منصب نبوت کا ظل ہے۔ اس لئے شئون تجدید بھی شئون نبوت سے بہت کچھ ملتی جلتی ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام جامع کمالات ہونے کے باوجود غالب طور پر وہی کمال لے کر آتے ہیں، جس کی اس دور کو ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے تمام اصلاحی پروگرام میں اسی اصلاحی نقطہ کا زیادہ غلبہ اور زور ہوتا ہے، جو اس زمانہ کے مخصوص مفاسد کے مٹانے میں موثر ہو۔ مثلاً حضرت ہود علیہ السلام نے قوم عاد کو فرمایا:

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ○ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ○ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ○

(سورۃ الشعراء: ۱۲۸ تا ۱۳۰)

ترجمہ۔ "کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یادگار کے طور پر بلاضرورت عمارت بناتے ہو اور بڑے بڑے محل تیار کرتے ہو۔ جیسا کہ تم کو دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی

CamScanner

پر دار و گیر کرتے ہو تو بالکل جابر اور ظالم بن کر دار و گیر کرتے ہو۔"

حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو فرمایا:

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ○ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ○ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ○ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ○

(سورۃ الشعراء: ۱۴۶ تا ۱۴۹)

ترجمہ۔ "کیا تم کو دنیا کی ان چیزوں یعنی باغوں، چشموں، کھیتوں اور ان کھجوروں میں جن کے گوشے خوب گندھے ہوئے ہیں، بے فکری سے رہنے کے لئے چھوڑ دیا جائے گا اور کیا پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے اور فخر کرتے ہوئے مکان بناتے رہو گے۔"

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا:

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ○ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ○ (سورۃ الشعراء: ۱۶۵، ۱۶۶)

ترجمہ۔ "کیا دنیا جہان والوں میں سے تم یہ حرکت کرتے ہو کہ مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں، ان کو چھوڑ دیتے ہو۔ بلکہ دراصل تم حد انسانیت سے نکل جانے والی قوم ہو۔"

بہر حال قوموں میں جن روحانی مفاسد و باطنی امراض کا غلبہ رہا ہے، اسی قسم کے خصوصی معالجات لے کر انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک نبی نے اپنی قوم کو اسی ذہنیت کے مناسب اعجازی دلائل بھی دکھائے ہیں۔

اُمت میں صدیوں اور زمانوں کے گزرتے رہنے سے جس جس قسم کے فتن ظہور کرتے رہے، اسی قسم کے اصلاحی طرق لے کر مجددین اُمت بھی مبعوث ہوتے رہے۔ پھر نفسانی فتنوں کے ساتھ آفاقی فتنے بھی جس نوع کے آئے، مجددین وقت کو اسی قسم کے فتنوں کے استیصال کی زیادہ سے زیادہ صلاحیت دے کر بھیجا گیا۔ کسی نے فتنہ شیعت کو ختم کیا، کسی نے فتنہ باطنیت کو، کسی نے ادعاء نبوت کے فتنوں کا تار پود بکھیرا اور کسی نے عیسائیت کی وسوسہ اندازیوں کا استیصال کیا، کسی نے شرک کا تانا بانا اُدھیڑا، کسی نے وثنیت کے ستون

ڈھائے اور کسی نے ثنویت کو بیخ و بن سے اُکھاڑ دیا۔ غرض یوں سمجھنا چاہئے کہ انبیائے سابقین میں نبوت کی جس جس رنگ کی نسبتیں تھیں، اتنی اور اسی رنگ میں ولایت کی نسبتیں اُمت کے مجددوں کو عطا فرمائی گئیں۔ تاکہ اُمت کے ہر طبقہ کی اصلاح اس کے مناسب طریقوں سے ہو۔

یہی وجہ ہے کہ جس طرح امم سابقہ میں بیک وقت مختلف قوموں اور علاقوں میں جدا جدا نبی مبعوث ہوئے، ان کے اصلاحی و تبلیغی پروگرام بھی ان کی اُمتوں کی اصلاحی ضروریات کے لحاظ سے مختلف رہے ہیں۔ اگرچہ اصول اور مجموعی اصلاحی پروگرام میں وہ سب متفق ہیں، اسی طرح ایک ہی صدی میں مختلف علاقوں میں الگ الگ مجدد مبعوث ہوئے اور ان کے اصلاحی و تبلیغی پروگرام بھی اپنے اپنے اہل علاقہ کے لحاظ سے مختلف رہے ہیں۔ اگرچہ اصول و مجموعی اصلاحی پروگرام میں وہ سب متفق ہیں۔

جس طرح حضور انور، سرور کائنات، فخر موجودات، حضرت محمد مصطفی ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کا دین خاتم الادیان ہے، اسی طرح اس اُمت میں قیامت سے پہلے خاتم المجدد دین کا ظہور ہوگا۔ جس کی تجدیدی شان اکمل المجدد دین کی ہوگی اور اس کے اثرات و فیوضات سے تمام دنیا اسلام کی آغوش میں آباد ہو جائے گی اور صدر اسلام کی طرح خلافت علی منہاج النبوت قائم ہو کر عدل و انصاف اور امن و امان کی حکومت ہوگی، وہ خاتم المجدد دین امام مہدی موعود اور مہدیٔ آخر الزمان کے لقب سے معروف و مشہور ہے۔

جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا زمانی و مکانی، علاقائی و عالمی پس منظر:

جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ضلع جھنگ میں جب آنکھ کھولی تو چودھویں صدی کے قریباً ستر سال گزر چکے تھے۔ ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو اہل سنت کے ایک غریب گھرانے میں پایا، جو ظاہراً کوئی علمی گھرانہ نہ تھا۔ بس ایک عزیز بزرگ (ماموں) جان محمد تھے، جو حافظ قرآن تھے۔ والد محترم مہر ولی محمد علاقہ مسن کے معروف کھوجی تھے اور معمولی زمیندار تھے۔ بھائی بھی زراعت پیشہ تھے۔ ان کا علاقہ دریائے جہلم و چناب کے درمیان میں ہونے کی وجہ سے اکثر سیلاب کی زد میں آتا رہتا تھا۔ خصوصاً دریائے جہلم تو ان کے زیادہ

قریب تھا۔ ضلع جھنگ اپنے دیگر قریبی اضلاع کے مقابلہ میں بہت زیادہ پس ماندہ ہے اور پھر تھانہ مسن کا علاقہ تو ذرائع آمد ورفت دینی ودنیوی علوم کی سہولیات وبہتر معاشی مواقع سے قطعی محروم تھا۔ پورا علاقہ جاگیرانہ نظام کی لپیٹ میں تھا۔ جاگیردار بھی زیادہ تر متعصب قسم کے شیعہ تھے، جو غریب عوام خصوصاً اہل سنت پر ظلم وجور کے ریکارڈ قائم کرنے میں ایک دوسرے سے مقابلے کرتے تھے۔ کوئی اہل سنت مقامی جاگیرداروں کی مرضی کے خلاف ذاتی جائداد نہ بنا سکتا تھا۔ کسی کی عزت وآبرو محفوظ نہ تھی۔ قریب ہی علاقہ کے ایک بڑے شیعہ جاگیردار علی اصغر شاہ نے اہل سنت خواتین کو برسرعام برہنہ کرکے ناچنے پر مجبور کیا تھا۔ پورے ضلع میں اقتدار شیعہ کے قبضہ میں تھا۔ اگرچہ شیعوں کے بھی ایک سے زیادہ سیاسی گروپ تھے۔ لیکن اہل سنت کا کوئی گروپ نہ ہونے کی وجہ سے علاقائی چھوٹے موٹے سیاستدان کو کسی نہ کسی شیعہ گروپ میں ہی شامل ہونا پڑتا تھا، جس کا تمام تر فائدہ شیعہ قیادت کو حاصل ہوتا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرّا اور سبّ وشتم عام تھا۔ کتوں کے گلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھ کر بازاروں میں پھرایا جاتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پتلے جلائے جاتے تھے۔ حسو بلیل نامی ایک گاؤں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پتلا جلایا گیا تھا، جس پر علمائے کرام نے ایک تحریک چلائی تھی اور کافی تعداد میں اہل سنت گرفتار کئے گئے تھے۔ ککی نو گاؤں میں شیعہ جاگیرداروں نے حافظ محمد نواز کو قتل کردیا تھا۔ بابِ عمرؓ جھنگ سٹی پر ۵ اہل سنت افراد شہید کئے گئے تھے۔ روڈو سلطان کے مولانا دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح بیان کرنے پر شیعوں نے قتل کردیا تھا۔

جب لکھنؤ میں شیعوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف تبرّا بازی کو اس قدر فروغ دیا کہ دوسرے شہروں سے بھی شیعوں کو دعوت دی تو جھنگ جیسے دور دراز علاقہ سے بھی عابدہ حسین کا چچا مبارک علی شاہ شیعہ تبرّا بازوں کی جماعت لے کر لکھنؤ پہنچا تھا۔ غرض کہ جھنگ پنجاب کا لکھنوئے ثانی تھا۔

ان حالات میں ایک غریب معمولی کاشتکار نے اپنے بیٹے کو کھیتی باڑی کے ذریعے

CS CamScanner

اپنا ممد و معاون بنانے کے بجائے دینی تعلیم دلوانے کا فیصلہ کیا۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان کوئی دینی گھرانہ نہ تھا، جس کے اثرات کے تحت ان کو دینی مدارس کے حوالہ کیا گیا تھا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تقدس کے تحفظ کا کام لینے کے لئے ان کو منتخب فرمالیا تھا۔ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے دورۂ حدیث مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ ٹوبہ میں خدمات انجام دیں، پھر اپنے ضلع جھنگ میں تشریف لے آئے اور محلّہ پپلیانوالہ (موجودہ نام محلّہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ) کی جامع مسجد پپلیانوالی (موجودہ نام مسجد حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ) جو اس وقت چھوٹی سی مسجد تھی، اس میں بطورِ خطیب اپنے فرائض سرانجام دینے شروع کئے۔

ابتداء میں انہوں نے مسئلہ توحید کو اپنے مخصوص مدلل انداز میں سمجھایا۔ شرک و بدعت کے ردّ میں کافی محنت کی۔ لیکن پھر انہوں نے محسوس فرمایا جس کا وہ اکثر اظہار بھی فرمایا کرتے تھے کہ قرآن وحدیث اور دین کے جملہ احکامات ہم تک سینہ بسینہ نقل در نقل بہت سے واسطوں سے پہنچے ہیں، جن میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل واسطہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔ ان تمام واسطوں کا معتبر اور ثقہ ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ان کی روایات کردہ روایات کو معتبر اور ثقہ قرار دیا جاسکے۔ ایک طبقہ صدیوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حتیٰ کہ عشرہ مبشرہؓ تک کی اس حد تک تحریری وتقریری کردار کشی کرتا چلا آرہا ہے کہ ان کے ایمان کا بھی انکار کرتا ہے۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو منافقہ، کافرہ اور خبیثہ تک لکھ رہا ہے اور یہ سارا کچھ وہ کسی کفر کے نام پر نہیں بلکہ اسلام کا نام لے کر کررہا ہے اور اپنے آپ کو مؤمن سمجھتا ہے اور جو اس کے نظریات کو تسلیم نہ کرے، اس کو کافر سمجھتا ہے۔ مذکورہ طبقہ عرف عام میں شیعہ کہلاتا ہے۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے شیعت کا بغور مطالعہ شروع کیا، ان کی قدیم و جدید اصولی وفروعی کتب اور ان کے ردّ میں لکھی گئی اپنے اکابر کی کتب کا مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ شیعت کا بنیادی مقصد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذواتِ قدسیہ کو متہم کرنا نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث اور دین کے جملہ احکامات کے راویوں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل

اور اہم ترین واسطہ کو مجروح کر کے دراصل دین کی پوری عمارت ہی کو منہدم کرنا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیثیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت، نزول وحی اور ان کے اسوۂ حسنہ کے عینی گواہوں کی ہے۔ اگر ان گواہوں کو مجروح کر دیا جائے تو ان کی بنیاد پر ثابت کئے جانے والا دعویٰ نبوت ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے شیعت کے عمیقانہ نگاہ سے مطالعہ کے بعد یہ بھی نتیجہ اخذ کیا کہ شیعت دراصل اسلام کے مقابلہ میں ایک بنیادی اور متوازی مذہبی تحریک ہے، جس کی جڑیں یہودیت میں پھیلی ہوئی ہیں۔ شیعت نے اپنی سیاسی تحریک یعنی پورے عالم میں یہودیت پھیلانے کی تحریک اور کفر پر حب اہل بیتؓ کی مٹھاس چڑھا رکھی ہے۔ اس طرح انہوں نے زہر کی گولی پر چینی لگا کر اپنے زہر کو چھپا رکھا ہے۔ ان کے چار بنیادی عقائد ایسے ہیں، جن کی بناء پر وہ کافر قرار پاتے ہیں:۔

(۱) انکار صحابیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
(۲) عقیدہ تحریفِ قرآن
(۳) افک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
(۴) فضیلت کلی ائمہ کرام بر انبیاء کرام علیہم السلام

یہ چاروں عقائد قرآن وحدیث اور اجماع اُمت کے صریحاً خلاف ہونے کی بناء پر کفریہ عقائد بنتے ہیں۔

انتہائی دکھ کی بات یہ تھی کہ شیعت کے اپنے عقائد کفریہ ہونے کے باوجود وہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تمام جماعت کو کافر کہنے کا اہتمام کئے ہوئے تھی اور ہمارے اکابرین صدیوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کرتے چلے آرہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان ثابت کرتے چلے آرہے تھے۔ بہت کم اکابرین نے شیعت کو اس کے کفریہ عقائد کی بناء پر اُمت مسلمہ سے خارج قرار دیا تھا۔ وجہ اس کی یہ بھی تھی کہ شیعت اپنے عقیدۂ تقیہ کی وجہ سے مستور تھی، ان کی کتابیں اتنی عام نہ تھیں۔ اس لئے شیعت کی صحیح تصویر سب کے سامنے نہ آسکی تھی۔

اب ذرا حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کے عالمی حالات پر بھی نظر ڈالئے۔

چودھویں صدی ختم ہونے میں ایک دو سال باقی تھے کہ ایران میں مذہب کے نام پر ایک انقلاب آیا۔ اسلام کے نام پر پوری دنیا میں شیعیت کے روپ میں یہودیت کو غالب کرنے کے پروگرام پر تیزی سے عمل درآمد کیا جا رہا تھا۔ اس سارے عمل کو ایرانی، امریکی، اسرائیلی، شامی اور لبنانی حکومتوں کی سرپرستی حاصل تھی۔ بلکہ پاکستانی حکومت بھی ان کے شدید دباؤ میں تھی۔ اسلام آباد میں مرکزی سیکرٹریٹ پر قبضہ کر کے اہل تشیع نے سرکاری طور پر زکوٰۃ کی کٹوتی سے اپنے آپ کو مستثنیٰ قرار دلوالیا تھا اور سیکرٹریٹ پر قبضہ کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی تھی۔ جنرل موسیٰ، فخر امام، اس کی بیوی عابدہ حسین، اجلال حیدر زیدی، نصرت علی شاہ، شجاعت حسنین قریشی، افتخار علی بخاری اور ان کے علاوہ بہت سے شیعہ جاگیردار ملکی پالیسی سازی میں پوری طرح دخیل تھے۔ ملٹری میں اہم عہدوں پر شیعہ کمانڈر چھائے ہوئے تھے۔ بیوروکریسی پر ان کا مکمل ہولڈ تھا۔ حدود آرڈیننس پر عمل درآمد رکوا دیا گیا تھا۔

ایران میں انقلاب لانے والا خمینی تھا۔ اس نے انقلاب کو اسلامی انقلاب قرار دیا۔ اس نے نعرہ لگایا۔ ''لاسنی لا شیعه ...... اسلامیه اسلامیه'' خمینی خود ایک متعصب قسم کا شیعہ تھا، جس نے کشف اسرار میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو زندیق لکھا تھا۔ اس کے علاوہ بھی اس نے کئی کتب تحریر کی تھیں، جن میں انتہائی قابل اعتراض اور کفریہ تحریریں موجود تھیں۔ اس نے ایران میں سابق حکمران شہنشاہِ ایران کی حمایت کا فرضی الزام لگا کر ہزاروں اہل سنت کو قتل کرایا۔ راتوں رات فوجی عدالتیں قائم ہوتیں، راتوں رات سماعت ہوتی اور راتوں رات سینکڑوں لوگوں کے خلاف فیصلہ سنا کر گولی مار دی جاتی۔ یہ تھا ایران کا نظامِ عدل، جس کو وہ اسلام سے منسوب کر رہے تھے اور اس انقلاب کو پاکستان کی کئی دینی جماعتیں بھی آئیڈیل قرار دے رہی تھیں، وہ اسے عین اسلامی انقلاب ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھیں اور اسے پوری دنیا میں اسلامی انقلاب لانے کے لئے سنگ میل قرار دے رہی تھیں۔ ایسی جماعتوں کے لئے ایران نے اپنی تیل کی دولت کے دھانے کھول دیئے۔

CamScanner

ایران تمام اہم اسلامی ممالک میں شیعت یعنی بالفاظ دیگر یہودیت کا غلبہ چاہتا تھا اور اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے لئے دیگر ممالک کی جماعتوں سے اخلاقی ہمدردی چاہتا تھا۔ اسے پاکستان میں بھی ایک وسیع حلقہ ایسا مل گیا، جو ایرانی انقلاب کو پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں درآمد کرنے کا حامی تھا۔

ایران نے حالات کو سازگار پاتے ہی پاکستان میں جدید اسلحہ سے لیس اپنے تربیت یافتہ تخریب کار کمانڈوز بھیجنا شروع کردیئے اور اس نے نظریاتی محاذ پر ایران سے قدیم وجدید شیعہ لٹریچر چھاپ کر دھڑا دھڑ پاکستان بھیجنا شروع کردیا تاکہ دونوں محاذوں پر مکمل تیاری کے بعد کسی بھی وقت ایران کی طرح پاکستان میں حکومت کا تختہ اُلٹ کر اسلام کے نام پر شیعہ نظریاتی حکومت قائم کرکے یہودیت کے راستہ کی ایک بہت بڑی رکاوٹ کو دور کردیا جائے۔ کوئٹہ میں ایک شیعہ سنی فساد میں بہت سی اہل سنت طالبات اور پولیس ملازمین کو قتل کردیا گیا۔ حکومت بلوچستان نے حملہ آوروں کا آپریشن کیا تو دیواروں میں چھپا ہوا جدید ترین اسلحہ بڑی تعداد میں برآمد ہوا۔ حکومت کے خفیہ اداروں کی رپورٹوں کے مطابق مختلف مقامات پر شیعوں کو جدید اسلحہ استعمال کرنے کی ٹریننگ دینے کے لئے تربیتی مراکز قائم کئے گئے۔ ضلع جھنگ میں تحصیل چنیوٹ میں رجوعہ کے قریب جبکہ تحصیل جھنگ میں تھانہ قادر پور کے علاقہ کے ایک گاؤں کرن میں ٹریننگ سنٹر قائم کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ پورے ملک میں نہ جانے کہاں کہاں ٹریننگ سنٹر تھے۔

نظریاتی محاذ پر لٹریچر کی بھرمار کردی گئی۔ بہترین قیمتی کاغذ پر بڑی خوب صورت لیکن اندر سے انتہائی بدبودار کتابیں مارکیٹ میں برساتی مینڈکوں کی طرح نکل آئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسی غلیظ گالیاں دی گئیں کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ ان کی دادیوں اور ماؤں کو زانیہ بلکہ بازاری قسم کی پیشہ ور زانیہ تک لکھا گیا۔ اسلام کے عظیم سپہ سالاروں مثلاً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہم کے خلاف تو دل کھول کر غلیظ ترین تحاریر لکھ کر ایران، شام، مصر و دیگر ممالک فتح کرنے کی سزا دی گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات تو چھوڑیں، انبیاء کرام

یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ تک کو معاف نہ کیا گیا۔ ان کی انتہائی توہین کی گئی۔ خمینی نے اپنی کتاب "اتحاد و یک جہتی" کے صفحہ ۱۵ پر لکھا کہ دنیا میں جتنے پیغمبر بھی آئے، نظام عدل، انصاف قائم کرنے کے لئے آئے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اس مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ سب ناکام ہوئے۔ حتی کہ حضرت محمد ﷺ بھی ناکام گئے۔ خمینی نے ایک جگہ یہ بھی لکھا کہ جتنے وفادار پیروکار اسے ملے ہیں، ایسے نبی اکرم ﷺ کو بھی نہ ملے تھے۔

ان تمام زہریلی گولیوں پر چینی کی ایک تہہ چڑھائی جا رہی تھی۔ تاکہ زہر کی کڑواہٹ محسوس نہ ہو اور میٹھی گولیاں سمجھ کر ہر کوئی منہ میں ڈالنا پسند کرے۔ وہ میٹھی تہہ کیا تھی، وہ ایک میٹھا پراپیگنڈہ تھا کہ ایران میں شرافت کا دور دورہ ہے۔ عورتوں کو بغیر پردہ کے پھرنے کی اجازت نہیں ہے۔ شراب پر پابندی ہے۔ انگریزی زبان کی حوصلہ شکنی کی جا رہی ہے۔ شیعہ سنی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حالانکہ یہ تمام باتیں بھی خلاف واقعہ تھیں۔ شیعہ سنی کا اختلاف ایران میں خمینی کے دور میں عروج پر تھا۔ اہل سنت کو چن چن کر قتل کیا جاتا تھا۔ پورے تہران میں اہل سنت کو کوئی مسجد بنانے کی اجازت نہ تھی۔ ایران کی اسمبلی میں اہل سنت کو نمائندگی کا کوئی حق نہ تھا۔ عورتوں کی عزت و آبرو کے تحفظ کی حالت یہ تھی کہ خمینی کے دور میں ایران میں متعہ کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو گئی تھی۔

پاکستان کے علاوہ اہم اسلامی ممالک میں سعودی عرب، عراق، لبنان، شام، مصر، ترکی، انڈونیشیا اور ملائیشیا تھے، جن میں سے ترکی اور عراق سے ایران کی سرحدیں ملتی تھیں۔ جبکہ سعودی عرب میں حج کے بہانے سے ایرانی عوام کا آنا جانا تھا۔ مصر پہلے ہی اسرائیل کے ساتھ کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کر کے اسرائیل کی حکومت کو تسلیم کر چکا تھا اور یہودیت کے لئے بے ضرر ہو گیا تھا۔

شام میں طویل عرصہ تک حافظ الاسد حکمران رہا، جو نصیری شیعہ تھا اور اب اس کا بیٹا بشر الاسد حکمران ہے۔ نصیری شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک نبی اکرم ﷺ پر نازل کیا تھا۔ قرآن کریم کلام علی ہے۔ شام میں شیعہ امل ملیشیا نے فلسطینی مجاہدین کو کئی ماہ تک کیمپوں میں محصور رکھ کر بلیوں کتوں تک کا

گوشت کھانے پر مجبور کر دیا تھا۔ لبنان باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے پہلے ہی کافی کمزور ہو چکا تھا اور پھر لبنان میں شیعہ امل ملیشیا کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ یہ شیعہ تنظیم قائم ہی لبنان میں کی گئی تھی۔ ''امل'' دراصل ''ا، م، ل'' کا مجموعہ ہے، جس سے ''افواج المقامتہ البنانیہ'' بنتا ہے۔ جو اب شیعہ امل ملیشیا کہلاتی ہے۔

ترکی پہلے ہی یورپی تہذیب کا مرکز ہے، وہاں برائے نام اسلام ہے۔ ایسے اسلام سے امریکہ، اسرائیل اور ایران کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔

انڈونیشیا اور ملائیشیا سے نہ تو ایران کی سرحدیں ملتی ہیں اور نہ کسی بہانے سے وہاں آنے جانے کا عام موقع میسر ہے۔ اس لئے ایران نے سرِ دست انڈونیشیا اور ملائشیا سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اب باقی دو ممالک سعودی عرب اور عراق بچ جاتے ہیں، جو قوت کے اعتبار سے بھی اور مسلم ممالک میں احترام کے اعتبار سے بھی اہمیت رکھتے تھے اور ان دونوں ممالک کی قیادت اہل سنت کے ہاتھوں میں تھی۔ چنانچہ ایران نے ان دونوں ممالک کو اپنی عالمی غنڈہ گردی کا نشانہ بنایا۔ سعودی عرب میں کئی سال تک حج کے موقع پر ایرانی غنڈوں نے جو شورش برپا رکھی، وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ ایک حج کے موقع پر تو سعودی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی مکمل تیاری کر لی گئی تھی۔ آخر سعودی حکومت ایرانی حاجیوں پر پابندی لگانے پر غور کرنے لگی۔ جب ایران کی سازشوں کو سعودی حکومت نے کچل دیا تو ایرانی حکومت نے وقتی طور پر تقیہ کرتے ہوئے خاموشی اختیار کر لی۔

عراق کے ساتھ تو ایران نے تقریباً ایک عشرہ تک مسلسل جنگ جاری رکھی، جس سے لاکھوں انسان قتل ہو گئے۔ آخر ایران کو ہزیمت اُٹھانا پڑی۔ یہ تھے وہ حالات جن سے مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو واسطہ پڑا تھا۔ سب سے زیادہ دکھ کی بات یہ تھی کہ یہ تمام کفر اسلام کے نام پر پھیلایا جا رہا تھا اور تقریباً تمام اہم اسلامی ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی جا رہی تھی۔ ایرانی انقلاب، اسلامی انقلاب نہ تھا بلکہ کفریہ انقلاب تھا۔

یہ تھے وہ حالات جو اسلام اور مسلمانوں کے وجود کو اسلام ہی کا نام لینے والوں کے

ہاتھوں ختم کرنے کے لئے فیصلہ کن وار کرتے نظر آ رہے تھے۔ اسلام وامت مسلمہ کے وجود کے لئے مہیب خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اتنے بڑے خطرہ سے نمٹنے کے لئے بڑی ٹھوس جرأت مندانہ اور پُر عزیمت جدو جہد کی ضرورت تھی، جو خلوص وللّٰہیت سے سرشار ہو۔ خدا کا خوف تو بہت زیادہ رکھتا ہو لیکن مخلوق سے بالکل نہ ڈرتا ہو۔ ہر قسم کی مصیبتیں، صعوبتیں و پریشانیاں خندہ پیشانی سے برداشت کر سکتا ہو، جو نہ صرف اپنی ذات کے اعتبار سے کوہ مصائب سر کر سکتا ہو بلکہ اپنے مخلص اور قریب ترین ساتھیوں کو بھی اُلٹا لٹکتا دیکھ کر اپنے پروگرام اور مشن میں ذراسی بھی لچک پیدا نہ کرے۔ قید و بند، ہتھکڑیاں، بیڑیاں، برہنہ کر کے مارنا، تشدد کرنا، اُلٹا لٹکانا، گھسیٹنا، اس کے سامنے اس کے گھر میں گھس کر خواتین کی بے عزتی کرنا، یہ سب کچھ اس کے ساتھ بیتے، موت اس کے سامنے ہر وقت کھڑی ہو، بار بار قاتلانہ حملے کئے جائیں، قتل کی دھمکیاں دی جائیں، اس کے قتل پر لاکھوں کا انعام مقرر ہو، اپنے بھی اس کا ساتھ نبھانے کی ہمت نہ پا رہے ہوں، بلکہ مختلف تاویلوں کے ذریعے اس کو اسلام کے عالمی دشمنوں سے نہ ٹکرانے کا مشورہ دے رہے ہوں، لیکن وہ پھر بھی کہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے چہرہ سے اسلام دشمنی کا نقاب اُتارنا میں اپنی زندگی کا مقصد بنا چکا ہوں۔ میں زندہ رہوں اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی جائے؟ موت قبول کر لوں گا لیکن امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی برداشت نہیں کروں گا۔

یہ تمام صفات مجددانہ صفات ہیں۔ جن کا حامل یقیناً مجدد کہلانے کا مستحق ہے۔ آئیں ذرا دیکھیں کہ شیعت کی اس عالمی جارحیت اور غنڈہ گردی کا مذکورہ بالا انداز میں مقابلہ کس نے کیا؟ سوئی ہوئی سنی قوم کو کس نے جگایا؟ کس نے اس کے حقوق کے تحفظ کے لئے بیدار کیا؟

اس مشن پر محنت کرتے ہوئے آپ کو دورِ حاضر اور ماضی قریب میں کئی ہستیاں نظر آئیں گی۔ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اللہ یار خان چکڑالوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ اور حضرت مولانا قاضی مظہر

CS CamScanner

حسین رحمۃ اللہ علیہ نے شیعیت کا چہرہ بے نقاب کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کے تحفظ کے لئے یقیناً گراں قدر خدمات انجام دیں۔ لیکن جس نے شیعیت کے بھیانک چہرہ سے عوامی انداز میں پردہ اُتار کر تار تار کر دیا، جس نے شیعیت کو حملہ آور پوزیشن سے پیچھے ہٹا کر دفاعی جنگ لڑنے پر مجبور کر دیا، جس نے شیعیت کو کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایماندار ہونے کے ثبوت بہت دیئے جا چکے، اب شیعیت اپنے ایمان کو ثابت کرے، جس نے بچہ بچہ کی زبان پر ''کافر کافر شیعہ کافر'' کا نعرہ عام کر کے شیعیت کو قابل نفرت بنا دیا، جس نے خمینی کو مشعل راہ اور اسلام کا عظیم ہیرو اور آیت اللہ سمجھنے والے کم فہم اہل سنت قائدین کو خمینی کے اسلام دشمن چہرہ سے روشناس کرایا، جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تقدس کے دفاع کے لئے اہل سنت کے تمام مسالک میں اتحاد کی داغ بیل ڈالی، جس کی آواز، جس کا پیغام، جس کا مشن، آج پاکستان میں ہی نہیں بلکہ ایشیا، یورپ اور افریقہ تک کے ممالک میں پہنچ چکا ہے، جس نے اس عظیم جدوجہد کو اپنانے کے بعد بار بار جیل کاٹی، ہتھکڑیاں پہنیں، بیڑیاں پہنیں، اس کو برہنہ کر کے گھسیٹا گیا، اس کے ساتھیوں کو اُلٹا لٹکا کر مارا گیا اور پھر اس کو کہا گیا کہ مشن چھوڑ دو۔ شیعیت کی مخالفت چھوڑ دو۔ اسلام کے تحفظ کا بیڑا نہ اُٹھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع بھول جاؤ۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوپٹہ تار تار ہونے دو۔ مسلم ممالک پر یہودیت کے قبضہ کی راہ ہموار ہونے دو۔ شیعیت کو اسلام کے نام پر چھا جانے کے راستہ میں رکاوٹ نہ بنو۔ لیکن اس نے جان تو دے دی، امی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دوپٹہ کا پرچم سرنگوں نہ ہونے دیا۔ وہ کون تھا؟ کیا اب بھی یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اس عظیم کام کے لئے، تجدید دین کے لئے، اسلام کے تحفظ کے لئے، شیعیت کے خاتمہ کی بنیاد قائم کرنے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اس دنیا میں مقام مجددیت پر فائز فرما کر بھیجا۔ ان کو تمام مجددانہ صفات سے نوازا۔ ان کو مقبولیت اور محبوبیت کا مقام عطا فرمایا۔ اگرچہ انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی اشارتاً و کنایتاً مجدد ہونے کا خود دعویٰ نہیں کیا لیکن راقم کو یاد ہے اور بھی بہت سے پرانے جماعتی ساتھیوں کو یاد ہوگا، جماعت کی ایک بھرپور میٹنگ ہو رہی تھی، ملک کے تمام علاقوں سے علماء کرام و عہدیداران شریک تھے، ایک

CamScanner

بزرگ عالم مولانا جلال الدین بھیروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

''علامہ حق نواز عمر میں مجھ سے کافی چھوٹے ہیں لیکن جس مجددانہ انداز میں انہوں نے شیعیت کے عالمی اور خطرناک ترین فتنہ کا مقابلہ کیا ہے، میں انہیں مجدد کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔''

پھر اس کے بعد کی زندگی جس انداز میں گزری اور تمام ہوئی، ایک مولانا جلال الدین بھیروی رحمۃ اللہ علیہ ہی نہیں، بہت سے جوہر شناسوں کو یہ تسلیم کرنا پڑا تھا کہ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ پندرھویں صدی کے مجدد تھے، جس کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ سبائیت کی سرکوبی کا کام لگایا تھا اور وہ اس فتنہ کی جڑیں اکھاڑ کر نذر آتش کرنے کی ایسی راہ ہموار کر کے اس دنیا سے تشریف لے گئے کہ عنقریب شیعت، سبائیت، یہودیت کو ان شاء اللہ سر چھپانے کی جگہ نہیں مل سکے گی۔

جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا تجدیدی کارنامہ:

جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے شیعیت کے خطرناک ترین عالمی فتنہ کا عمومی اور عوامی سطح پر مقابلہ کرنے کے لئے پندرھویں صدی کے اوائل یعنی ۱۴۰۵ھ (۶ ستمبر ۱۹۸۵ء) میں علماء کی سرپرستی میں نوجوانوں کی ایک جماعت ''انجمن سپاہِ صحابہؓ'' قائم فرمائی۔ اس کے پورے ملک میں یونٹ قائم فرمائے۔ حتیٰ کہ بہت جلد اس نے بیرون ممالک میں بھی اپنا اثر قائم کرلیا۔ جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مسلسل شب و روز محنت فرما کر جلسوں میں تقاریر کے ذریعے، لٹریچر کے ذریعے، تربیتی کنونشنوں کے ذریعے، قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین و فقہائے اُمت کے مضبوط و عام فہم دلائل پیش فرما کر عوام الناس خصوصاً نوجوان طبقہ کو یہ ذہن نشین کرادیا کہ شیعہ بدترین اور غلیظ ترین کافر ہے۔ شیعت ایک اینٹی اسلام تحریک ہے۔ شیعت عالم اسلام کے خلاف ہمیشہ سے سازشیں کر کے نقصان پہنچاتی چلی آرہی ہے۔ اور اَب پھر اُمت مسلمہ کو مٹانے کے لئے ضربِ کاری لگانے کی تیاری کر چکی ہے۔ ایرانی انقلاب، اسلامی انقلاب نہیں کفریہ انقلاب ہے اور عالم اسلام پر یہودیت کے غلبہ کی تیاری ہے۔ خمینی عالم اسلام کا ہیرو نہیں بلکہ دشمن ہے۔ شیعیت کو اسلام ہی کا فرقہ سمجھنے کی وجہ

سے بہت سے لوگ شیعوں سے رشتے ناطے کر چکے تھے اور مزید سلسلہ جاری تھا۔ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر خصوصی محنت فرمائی کہ شیعہ کافر ہونے کی وجہ سے سنی اور شیعہ کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی کرے گا تو وہ ساری عمر زنا کا مرتکب ہوگا۔

لوگ بازاروں میں اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر شیعہ قصاب سے جانور ذبح کراتے تھے، ان کو بتایا گیا کہ شیعہ کا ذبیحہ حرام ہے۔ اپنی رقم خرچ کر کے حرام کھاتے ہو۔ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر بھی محنت فرمائی کہ شیعہ کو مفاد نہ پہنچاؤ۔ کیونکہ وہ آپ سے کمائی ہوئی رقم امام باڑوں اور ذاکروں پر خرچ کرے گا، جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرّا بازی ہوگی۔ اس طرح آپ بالواسطہ طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرّا بازی کرانے کا سبب بنتے ہو۔

چنانچہ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم جدوجہد کے نتیجہ میں آئندہ کے لئے سنی اور شیعہ کے درمیان نکاح کے سلسلہ میں بہت حد تک رکاوٹ پیدا ہوگئی۔ اہل سنت نے شیعہ قصائی سے گوشت لینا اور ذبح کرانا ختم کر دیا اور غیور اہل سنت نے کافی حد تک شیعہ تاجروں سے سودا خریدنا بند کر دیا۔ شیعہ مذہب میں تقیہ اور متعہ کی وجہ سے تکمیل خواہشات کی آزادی اور چارم (Charm) تھا۔ نوجوان خاص طور سے کافی تعداد میں مائل ہو جاتے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے۔ ”رند کے رند رہے، ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی۔“ چنانچہ اَب وہ سمجھتے ہیں کہ جنت تو گئی۔

شیعوں کو مسلمانوں ہی کا فرقہ سمجھنے میں ایک مصیبت یہ بھی تھی کہ جو لوگ عیسائیت، مرزائیت، ہندو، سکھ یا کسی اور مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کرتے تھے، ان میں سے بعض نو مسلم شیعت کو اسلام ہی کا ایک فرقہ سمجھ کر شیعت اختیار کر لیتے تھے۔ اس طرح وہ غیر مسلم کے غیر مسلم ہی رہتے تھے لیکن اپنے تئیں وہ مطمئن ہو جاتے تھے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور پھر وہ اس بات کی فکر بھی نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ وہ شیعت کو کفر سمجھتے ہی نہیں تھے۔ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے نو مسلموں کو ایک سوچ مہیا کی، اب ان کے کانوں میں پہلے سے ہی یہ آواز پڑ چکی ہوتی ہے کہ شیعہ سوادِ اعظم اہل سنت کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد شیعیت کو اختیار کرنے میں احتیاط

کرتے ہیں۔ بہت سے بڑے بڑے ذمہ دار افسران اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اگر مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سپاہِ صحابہؓ کے بعد کے قائدین نے شیعت کے خلاف اتنی مصیبتیں اُٹھا کر محنت نہ کی ہوتی تو اَب تک پاکستان میں بھی ایرانی انقلاب آ چکا ہوتا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سپاہِ صحابہؓ سے قبل ان پر صرف شیعوں کا دباؤ ہوتا تھا اور ان کو شیعوں کی ہر بات ماننی پڑتی تھی، اَب وہ اتنے مجبور نہیں ہیں۔ یہ محنت بروقت نہ کی جاتی تو آئندہ نسلیں یہ ضرور سوچتیں کہ اگر ایرانی انقلاب اسلامی انقلاب نہ ہوتا، اگر شیعت اسلام کا فرقہ نہ ہوتی تو علماء کرام خصوصاً علمائے دیوبند جنہوں نے ہر باطل فتنہ خواہ وہ مذہبی رنگ میں یا سیاسی رنگ میں کا ہمیشہ بروقت اور مؤثر مقابلہ کیا ہے، ایرانی انقلاب اور شیعت کے خلاف بھی آواز اُٹھاتے۔ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے آئندہ نسلوں کے ایمان کی بھی حفاظت فرمانے کا اہم فریضہ سرانجام دے کر علماءِ حق کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت عنداللہ:

اقامت دین، تفریق بین الاسلام والکفر، احیائے سنت و ازالۂ بدعت کرنے والے کے لئے علوم شرعیہ میں مہارت تامہ اور اتباع سنت میں کمال کا حصول لازمی ہے اور اس کی پہچان کے لئے یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ خواص واخص الخواص اکابر اُمت میں سے اس کی مقبولیت کیسی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ اپنی محبت کے اظہار کا ارادہ فرماتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو پکارتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں، تُو بھی اس کو دوست رکھ۔ پس جبرائیل علیہ السلام اس کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام (اللہ تعالیٰ کے حکم بموجب) آسمان میں ندا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو دوست رکھتا ہے، تم بھی اس کو دوست رکھو۔ پس اس کو تمام آسمان والے دوست رکھتے ہیں۔ پھر اس کے لئے قبولیت (یعنی آثارِ محبت) زمین میں رکھ دی جاتی ہے (کہ زمین والے جن وانس اس سے محبت کرنے لگتے ہیں)۔“

جس طرح آسمان پر پہلے اللہ تعالیٰ پھر جبرائیل علیہ السلام پھر اس کے اعلان کے بعد

CamScanner

ملائکہ مقربین پھر ملاء اعلیٰ کے دیگر ملائکہ اس شخص سے محبت فرماتے ہیں، اسی طرح اہل زمین میں بھی اس کی محبت پہلے اخص الخواص پھر دیگر اولیاء اللہ اور پھر عامۃ المومنین میں پیدا ہوتی ہے۔

حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ نے اخص الخواص اور پھر عامۃ المومنین میں انتہائی مقبولیت اور محبوبیت عطا فرمائی تھی۔ جب بھی کسی مقدمہ میں گرفتار ہو جاتے تو پورے ملک میں مشائخ عظام و علماء کرام اور عامۃ المومنین تڑپ اٹھتے، ان کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام شروع ہو جاتا۔ ان کی رہائی کے لئے لوگ بڑی بڑی منتیں مانتے، احتجاجی جلسے جلوس اور مظاہرے شروع ہو جاتے، عورتیں گھروں میں خصوصاً اوراد و ادعیہ کا اہتمام کرتیں، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی (خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) انتہائی محبت کا اظہار فرماتے، سرتاج الاولیاء حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سن کر بڑی دیر تک دعائیں فرماتے، مرشد عالم حضرت مولانا غلام حبیب، شیخ المشائخ حضرت سید محمد علاؤ الدین جیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا عبدالحیٔ شجاع آبادی کی مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبت وشفقت بیان کرنے کے لئے الفاظ کہاں سے لاؤں۔

اخص الخواص میں سے ایک شخصیت تبلیغی جماعت کے انتہائی بلند مقام بزرگ قطب دوراں حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات جھنگ سے رائے ونڈ جانے والے احباب سے اکثر پوچھتے۔ ان کے لئے خصوصی دعائیں فرماتے۔ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کے ابتدائی دنوں میں جھنگ کے تبلیغی جماعت کے کچھ افراد کو ان کی تحریک پر اشکالات تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے رائے ونڈ میں حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی سے ان اشکالات کا ذکر کیا، جس پر حاجی صاحب نے فرمایا کہ شیعت اس دور کا بہت بڑا اور خطرناک ترین فتنہ ہے اور مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے عالم ہیں، جو شیعت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس فتنہ کا مقابلہ کر رہے ہیں، تم ان کی قدر کرو۔ چنانچہ اس کے بعد اس شخص کو اکثر مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے جمعہ پڑھتے دیکھا گیا۔ مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ جب میانوالی جیل میں تھے تو حاجی

CS CamScanner

عبدالوہاب صاحب نے جھنگ کی تبلیغی جماعت کے ایک بزرگ حاجی قطب الدین صاحب کے ذریعے چند خصوصی دعائیں بھجوائیں اور فرمایا کہ یہ دعائیں مولانا حق نواز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک میانوالی جیل میں پہنچاؤ، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائیں گے۔

حاجی قطب الدین صاحب دامت برکاتہ نے وہ دعائیں راقم کے حوالے فرماتے ہوئے میانوالی جیل پہنچانے کی ہدایت کی۔ چنانچہ راقم نے حاجی عبدالوہاب صاحب کی امانت ان کے جذبات کی نمائندگی کرتے ہوئے میانوالی جیل میں حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچائی۔

جس وقت حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ہوئی، اسی روز شام کو جھنگ میں تبلیغی جماعت کا اجتماع شروع ہوا تھا، شہادت کی خبر سن کر اجتماع کے لئے تشریف لانے والے اکابرین پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اگلے روز کے بیانات میں اکابرین کے دلوں میں اس الم ناک سانحہ پر غم واندوہ کے جذبات کی واضح جھلک نظر آ رہی تھی۔ نمازِ جمعہ سے قبل خطبہ دیتے ہوئے حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی عجیب کیفیت تھی۔ راقم جو شہادت کی خبر سے اس وقت تک انتہائی صبر وضبط کے ساتھ آنسوؤں کو روکے ہوئے تھا، مفتی صاحب کے بیان کی کیفیت سے مزید صبر کا دامن نہ تھام سکا اور آنسوؤں کا سیلاب بند توڑ کر باہر نکل آیا۔

حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں کرفیو اور سخت رکاوٹوں کے باوجود ملک کے تمام حصوں سے بہت ہی زیادہ تعداد میں لوگ پہنچنے میں کیسے کامیاب ہوئے، یہ بات آج تک حیران کن ہے۔ ایسے ایسے لوگ ملے جو پندرہ بیس میل تک پیدل چل کر پہنچے۔ جھنگ میں اتنا بڑا جنازہ چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا۔ جنازہ میں اپنی علالت اور ضعیفی کے باوجود حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہوئے۔ بلکہ انہوں نے ہی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ بڑے بڑے اکابرین اور بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں کا ان کے جنازہ میں شرکت کرنا ان کی محبوبیت ومقبولیت کی واضح دلیل ہے۔

حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت شبِ جمعہ کو، ان کا جنازہ سید الایام جمعہ کو

CamScanner

اور تدفین بعد از مغرب شب معراج کو ہوئی۔ یہ سعادتیں بھی ان کے حصہ میں آئیں۔ حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ صرف پاکستان میں ہی محبوب نہ تھے، بلکہ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور دیگر ممالک میں بھی اکابرین علما، اور دیگر کارکن بڑی محبت فرماتے تھے۔ ان میں سے اکثر نے حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی نہ کی تھی۔ صرف ان کی کیسٹیں سنی تھیں۔ اس کے باوجود جب بھی ان سے متعلقہ کوئی پریشانی کی بات ان تک پہنچتی، حرمین شریفین میں خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرماتے۔ ان کے لئے نفلی طواف فرماتے۔ مسجد نبوی میں نفلی اعتکاف فرماتے۔ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی محبوبیت میں اور زیادہ اضافہ فرما دیا۔ عرب ممالک میں ان کی کیسٹوں کی مانگ میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ بہت سے دیوانے ایسے پیدا ہو گئے کہ وہ گھروں میں اور دورانِ سفر مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کیسٹیں ضرور سنتے۔ کئی ایک ٹیکسی ڈرائیوروں کے متعلق معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ جو سواری سفر کرے، وہ اس کو مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کیسٹ سنا کر مشن جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ سے آگاہ کرتے ہیں اور لوگوں کے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد ایک تبلیغی جماعت نائیجیریا (افریقہ) گئی۔ اس میں جھنگ کے بھی کئی احباب تھے، واپس آ کر ان میں سے ایک ساتھی نے راقم کو بتایا کہ وہ نائیجیریا میں بھارت کے ایک مسلمان انجینئر کو دعوت دینے گئے، دورانِ گفتگو اس نے کہا کہ میرے پاس پاکستان کے ایک عالم کی کیسٹ حیدرآباد دکن (بھارت) سے آئی ہے۔ اس عالم کا نام مولانا حق نواز ہے۔ اس کو شیعوں نے شہید کر دیا ہے، اس کی تقریر سن کر ہمیں شیعیت کی صحیح تصویر کا ادراک ہوا ورنہ ہم شیعوں کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھتے تھے۔ بس اتنا تصور بچپن سے تھا کہ شیعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اچھا نہیں سمجھتے، اس حد تک معلوم نہ تھا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر بھی کرتے ہیں۔ جماعت کے ساتھیوں نے اس کو بتایا کہ ہم تو مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے شہر سے ہی آپ کے پاس آئے ہیں۔ ہمارا ان سے قریبی تعلق ہے۔ یہ بات ساتھ والے کمرہ سے جب اس

کی بیوی نے سنی تو دوڑ کر ہمارے کمرہ ہی میں آ گئی اور اس بات پر اتنی زیادہ خوش ہوئی کہ اس کے گھر میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے شہر کے لوگ آئے بیٹھے ہیں۔ ہم حیران تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جھنگ سے بہت دور افریقہ کے ایک ملک میں لوگوں کے دلوں میں بن دیکھے مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے کتنی محبت پیدا کر دی ہے۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد فوج اور سیکرٹریٹ کے بہت سے اعلیٰ افسران اور عدالتِ عالیہ کے جج حضرات کے متعلق معلوم ہوا کہ انہوں نے مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کیسٹیں بطورِ خاص منگوا کر سنیں۔ غرض حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ہر طبقہ میں محبوب اور مقبول ہیں اور اب اُن کا مشن پورے عالم میں پہنچ چکا ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجاز مقدس سے باہر دعوتِ دین کے لئے تشریف نہ لے جا سکے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین متین پورے عالم میں پہنچ کر رہا۔ اسی طرح مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ پاکستان سے باہر کہیں تشریف نہ لے جا سکے لیکن ان کا مشن آج ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ کے کثیر ممالک میں پہنچ چکا ہے۔

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات یقینی نظر آتی ہے کہ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ پر مجدد کی علامات پوری اُترتی ہیں۔ چنانچہ وہ پندرھویں صدی کے مجدد کہلانے کے عین مستحق ہیں۔ ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء

اگر حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت سپاہِ صحابہؓ اخلاص للّٰہیت اور عزیمت کی بنیادوں پر کام کرتی رہی تو اِن شاءاللہ وہ وقت قریب آ چکا ہے، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تقدس کی حفاظت کو پورے عالم میں یقینی بنا دیا جائے گا اور مرزائیوں کی طرح شیعوں کو بھی غیر مسلم قرار دے دیا جائے گا۔

باب ھفتم

حصّہ نظم

در مدح حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

O

اُس کو حبشیؓ کی مانند گھسیٹا گیا
اُس کو بیڑیاں پہنا کے پیٹا گیا

زخم کھا کے بھی وُہ مسکراتا رہا
ظلم سہتا رہا دُکھ اُٹھاتا رہا

CamScanner

O

یقین رکھنا اسی کی چاہت
سبھی کے من میں رواں دواں ہے
کہ اہلِ ایماں جہاں جہاں ہے
اسی کے لہجے کا کارواں ہے
سلام اُس پر، سلام اُس پر
سلام اُس پر، سلام اُس پر

CS CamScanner

نظم در مدح حضرت حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ

(پروفیسر محمد ماجد)

وہ حق نواز اِک خدا کا بندہ
کہ جس کی عمرِ رواں ہمیشہ
فلاحِ ملّت میں گزری یارو
وہ دینِ حق کے تمام ارکاں
بخوبی کرتا تھا پورے سارے
برائیوں سے جو روکتا تھا
منافقوں کو جو ٹوکتا تھا
خدا کے دشمن کا تھا وہ دشمن
وہ چار یاروںؓ کا ایسا شیدا
کہ جان دے دی تھی پیروی میں
رسولِ برحق کا تھا وہ عاشق
وہ سنتوں کا نقیب ایسا
کہ جو بھی سنتا صدائیں اُس کی
قدم بڑھاتا تھا سنتوں پر
وہ راہبر تھا ہر ایک راہ کا

جو سب کو حق پر چلا رہا تھا
سبھی کو منزل دکھا رہا تھا
سبھی کو جینا سکھا رہا تھا

سلام اُس پر، سلام اُس پر
سلام اُس پر، سلام اُس پر

مبلغ ایسا کہ دُور تک بھی
نہیں تھا ثانی کہیں بھی اُس کا
خلوص کا وہ عظیم پیکر
وہ علم و حکمت کا ایک سمندر
وہ روشنی کا بلند خاور
کہ جس کی کرنوں سے زندگی کا
ہر ایک گوشہ چمک رہا تھا
ہر ایک گوشہ چمک رہا ہے
خدا کا لُطف و کرم ہے یہ بھی
شہیدِ راہِ خدا ہوا وہ
خدا نے اپنے لئے یقیناً
اُسے چنا تھا، اُسے چنا تھا
وہ جنتوں کا مکین ٹھہرا
کہ جس کو ربِّ کریم چُن لے

وہ مر کے بھی تو مرا نہیں ہے
ہمارے احساس میں بسا ہے
ہمارے ذہنوں میں بولتا ہے
شہید ہونا تو فخرِ دیں ہے
اسی لئے تو ہر ایک دِل میں
اسی کی آواز گونجتی ہے
اسی کی تحریک چل رہی ہے
یقین رکھنا اسی کی چاہت
سبھی کے من میں رواں دواں ہے
کہ اہلِ ایماں جہاں جہاں ہے
اسی کے لہجے کا کارواں ہے
سلام اُس پر، سلام اُس پر
سلام اُس پر، سلام اُس پر

شہید ناموس صحابہؓ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

شاعر اسلام مہر محمد ریاض سیال، جھنگ

تجھی کو حمد زیب ہے تو رَبِّ ذوالجلال ہے
ازل ابد عیاں نہاں کمال لازوال ہے
ہے لَم یَلِدْ وَلَم یُولَد بے مثل بے مثال ہے
شعور کی مجال ہے تو ایسا اک سوال ہے

عظیم ہے قدیم ہے علیم ہے کریم ہے
رحیم ہے نعیم ہے فہیم ہے حکیم ہے

قدیم مصر سے ہے جھنگ کو بڑی مشابہت
اُسی طرح فراعنہ و حق میں ہے مخاصمت
اُسی طرح ہیں سامری اُسی طرح حواریت
چناب کی روانیوں کو نیل سے مناسبت

اگر ہیں سانپ سامراجی رسیوں کے جا بجا
عصائے موسیٰ بھی لئے ہوئے ہے ایک اژدھا

بطرفِ غرب جھنگ تیں میل کے قریں قریں
ہیں چیلہ شہر کی رنگینیاں بہار آفریں
مکانِ خام میں مکیں ہیں نکتہ داں و نکتہ بیں
یہ سرزمیں حسیں ترین عظمتوں کی ہے امین

ہیں چیلے سامراج کے بھی بااثر یہاں، مگر
جواں مجاہدوں نے اُن کو کر دیا ہے بے اثر

قریب چاہ "بڑوالا" جھونپڑوں کا نام ہے
قلندری نے جس کو بخشی شہرتِ دوام ہے
مدینے کا عرب میں جیسے منفرد مقام ہے
بعینہٖ یہ ارضِ پاک میں ذی احترام ہے

کجھوروں میں گھرا ہوا یہ نقش ہے حجاز کا
یہ دیس حق نواز کا، عمرؓ کے شہباز کا

کیے فراعنہ نے لاکھوں بچے قتل بے گناہ　　　مگر حریف اُن کا اُنکی اپنی گود میں پلا
بعینہٖ فراعنۂ جھنگ کو کب یہ علم تھا　　　کہ کل کا آفتاب ہے ولی [1] کے گھر کا یہ دیا

لرز اٹھیں گے خوفِ حق سے سامراجی آستاں
رگِ غلام میں کرے گا منجمد لہو رواں

ہوا ہے منقطع جبھی سے سلسلۂ انبیاء　　　علم اٹھایا دین حق کا اولیاء و اتقیاء
عمرؓ، غنیؓ وحیدرؓ و صدیقؓ جیسے پارسا　　　ابو حنیفہ، تھانوی، نانوتوی، عطاء اللہ

انہی کا اک روحانی بیٹا حق کا تھام کر علم
لہو سے اپنے کر گیا وفا کا بابِ نو رقم

مخالفت میں کیا نہیں تھا لات تھا منات تھا　　　پھر اِک گروہِ نابکار بھی دشمنوں کے ساتھ تھا
وہ آپ میرِ کارواں وہ آپ ہی جماعت تھا　　　اکیلے اپنی ذات میں وہ پوری کائنات تھا

توقعات کی شراب خون سے کشید کی
بنا کے چھوڑا آفتاب اک کرن امید کی

بھلا یہ سامراجی قوتوں کو تھی کہاں خبر　　　کہ پھول سا یہ طفلِ مختصر، عظیم کس قدر
پلٹ جھپٹ ہے اس میں بازکی تو شیر کا جگر　　　کہے گا جو اسٹیج پر وہی کہے گا دار پر

یہ رقص آہوں کو سکھائے گا غموں کو چھومنا
ستم رسیدۂ صیاد، بلبلوں کو جھومنا

رگوں میں بجلیاں تو دل میں اضطرابِ جاوداں　　　وہ ایک ایسی تشنگی کہ جس میں بحرِ بیکراں
وہ اک کرن کہ جس میں آفتاب سینکڑوں نہاں　　　اک ایسا صبر، جس کے آگے ہاتھ باندھیں امتحاں

وہ رزمِ رفض و حق کا اک نرالا شاہکار تھا
وہ جرأتوں کے کھیل میں بلا کا شاہسوار تھا

1 مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم "ولی محمد"

خودی کی وہ چٹان پر عقاب کی طرح رہا
حمیتوں کے دیس میں نواب کی طرح رہا
اَنا کے آسماں پہ آفتاب کی طرح رہا
وہ گلشنِ حیات میں گلاب کی طرح رہا

دلِ فسردہ کیلئے وہ موجۂ نسیم تھا
خدائے وقت کیلئے وہ وقت کا کلیم تھا

وہ جھولتا رہا ہے اندھی آندھیوں کے دوش پر
نحیف کشتیوں کے سامنے جھکا دیئے بھنور
وہ منزلوں کو کرگیا ہے کارواں کا ہم سفر
پناہ کی تلاش میں ہیں آندھیاں نگر نگر

فشائے راز کیلئے سکونِ جاں لٹا گیا
سبائیت ہے اصل میں یہودیت بتا گیا

وہ سیخ پر کباب کی طرح رہا حیات میں
جو بیڑیاں تھیں پاؤں میں تو ہتھکڑی تھی ہاتھ میں
تھے زر پرست تاک میں تو تھا اقتدار گھات میں
مگر وہ عزمِ غزنوی بِکا نہ سومنات میں

بلال رضی اللہ عنہ کی طرح ہے تپتی ریت پر اذان دی
غنیؓ کی طرح اپنے گھر میں مسکرا کے جان دی

خرد کی کسوٹی پہ اس کو جانچنا محال تھا
وہ آپ ہی جواب تھا وہ آپ ہی سوال تھا
جو عجز و انکسار میں وہ بوذرؓ و بلالؓ تھا
تو رعب و تمکنت میں وہ عمرؓ کا اک جلال تھا

نہ کسر زلزلۂ کفر نے کوئی اٹھا رکھی
وفاؤں کی چٹان میں دراڑ تک نہ آ سکی

وہ نشترِ زبانِ حق جہاں جہاں بھی چل گیا
مریض شرک و رفض کا غلیظ خوں نکل گیا
محمدی سنبھل گیا، سبائی منہ کے بَل گیا
یہودیت کی رسیاں عصائے حق نگل گیا

نہ تاج تھا نہ راج تھا نہ زور و زَر نہ مال تھا
مگر دلوں کی سلطنت پہ قبضۂ کمال تھا

رہا ہے جیسے حال میں بھی بے بسی کا بادشاہ — نہ ٹوٹا جنت البقیع سے دھڑکنوں کا رابطہ
ہے برملا بتا رہا کتب کا یہ مطالعہ — کہ یوں نہ آج تک کہا کسی نے انتی عائشہؓ

لگایا سینۂ یہودیت پہ نعرہ لاتــذر
گلی گلی ، نگر نگر عمرؓ، عمرؓ، عمرؓ، عمرؓ

وہ کیا گیا خطابتیں، شجاعتیں چلی گئیں — مروتیں، محبتیں، حلاوتیں چلی گئیں
شرافتیں، صداقتیں، عدالتیں چلی گئیں — فصاحتیں، وضاحتیں، بلاغتیں چلی گئیں

صنم شکن چلے گئے صنم فروش رہ گئے
محافظِ حرم گئے حرم فروش رہ گئے

قعود سے سجود سے ہے بے نیاز زندگی — ہو رزمِ کفر و حق تو بدر ہے نمازِ زندگی
اندھیرا کفر کا ہو تو مہِ حجاز زندگی — خمینیت ہو سامنے تو حق نواز زندگی

جیا تو تب بھی زندگی مرا تو تب بھی زندگی
وہ تھا تو جب بھی زندگی نہیں تو اب بھی زندگی

وفا کو اُس پہ ناز تھا انا کو اُس پہ ناز تھا — حیا کو اُس پہ ناز تھا ردا کو اُس پہ ناز تھا
سزا کو اُس پہ ناز تھا جزا کو اُس پہ ناز تھا — نہ کیوں ریاضؔ یوں کہوں خدا کو اُس پہ ناز تھا

وہ ایسا جبلِ اُحد تھا کہ اَبرِ کفر چھٹ گئے
قدم قدم پہ منزلیں تھیں فاصلے سمٹ گئے

حرم کے طائرو! ہے زندگی فقط اُڑان میں — تقاضائے خودی یہی ہو آشیاں کمان میں
شکار کو تلاش کر زمیں میں آسمان میں — جو برق آئے سامنے تو ہو تری امان میں

جیو تو تیغِ بے نیام کی طرح جہان پر
مَرو تو 'رضی اللہ عنہ' خدا کی ہو زبان پر

کسی نے عمر کاٹ دی عمرؓ کے انتظار میں
کسی نے زلف کاٹ دی جنونِ اقتدار میں
کسی نے جان دی تڑپ تڑپ کے کوئے یار میں
کسی کی زندگی کٹی تلاشِ روزگار میں

ہے گاہکوں پہ منحصر گزر کے اپنی جان سے
بقاء بھی دستیاب ہے ضمیر کی دکان سے

اظہار، حیدری گئے مختار بھی چلا گیا
جرنیلِ لشکرِ سپاہ ایثار بھی چلا گیا
فاروقی جیسا قافلہ سالار بھی چلا گیا
طارق جو تھا ہمارا غمگسار بھی چلا گیا

تمہاری آستیں کے ناگ جو تمہیں تھے ڈس گئے
ہمارے اردگرد بھی وہ ہیں شکنجہ کس گئے

وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

(سید حسانؔ گیلانی)

جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

عروج حق کو دے گیا، حقیقتوں کا پاسباں
جو رفعتوں کا تھا پتہ، جو عظمتوں کا رازداں
دہن میں اپنے رکھتا تھا، زبان حق کی ترجماں
جسے ملی زبانِ حق وہ ایسا نغمہ ساز تھا
جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

جہان بھر میں شہرتیں ہیں اس کے نام کی تبھی
نجس زبانیں گدیوں سے اس نے کھینچ دیں سبھی
تبرا باز رک سکا نہ اس کے سامنے کبھی
جو شاتموں کے واسطے معوذؓ و معاذؓ تھا
جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

وہ ہوتا محوِ گفتگو تو پھیل جاتی خامشی
وہ کرتا تھا بیان کھول کر صحابہؓ دشمنی
عدو دیں کے واسطے زبان اس کی آگ تھی
سو یاد جس کو سب کریں ہر اک کو جس پہ ناز تھا
جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

کسی سے نہ کبھی ڈرا، نہ کسی کے سامنے جھکا
ہاں اس کے سامنے جھکے تھے طاقتوں کے سورما
کہا جو اس نے کر دکھایا پھر اسی پہ کٹ گیا
جو زندگی میں زندگی سے گویا بے نیاز تھا
جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

مصیبتوں، مشقتوں میں صبر کا پہاڑ تھا
عزیمتوں کی راہ کا اکیلا شاہسوار تھا
اسے نہ چین تھا کہیں وہ ایسا بے قرار تھا
غموں کا بحر بیکراں جو سوز اور گداز تھا
جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

بجا کہوں تو فقر کو عظیم تر بنا گیا
سکندری کو پاؤں کی وہ نوک پر اڑا گیا
ادائے حق کا درس وہ زمانے کو سکھا گیا
دلوں کو جیت لینا جس کی زندگی کا راز تھا
جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

تلی پہ رکھ کے جان کو بتا گیا کھلم کھلا
محبتِ صحابہؓ کا جہاں میں ڈنکا یوں بجا
تری محبتوں کا پھر لگے عدو کو بھی پتا
صحابہؓ کی مدح بیان کرنا جس کا کاز تھا
جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

عداوت صحابہؓ کا جہاں میں فتنہ ہے بپا
عدو اصحابؓ کا سو کفر ہے بہت بڑا
صحابہؓ ہیں اساسِ دیں سبھی کو وہ بتا گیا
جو دشمنوں کے واسطے گو موت کا محاذ تھا
جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

نقاب دشمنوں کے چہرے پہ پڑا الٹ دیا
جہاں میں اس نے ننگا ان کی تقیہ بازی کو کیا
بیان اس نے وہ کیا اکابریں نے جو لکھا
جو حق کی راہ پہ چلا جو اہل حق کا ناز تھا
جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

عزیمتوں کی راہ میں وہ میر کارواں بنا
بجا ہے کہ وہ ذات میں اکیلا اک جہاں بنا
وہی تو حسانؔ مدحتِ صحابہؓ کا بیاں بنا
زبان حال میں سلف کا جس میں سوز و ساز تھا
جو حق بیان و حق شناس، حق کا شاہباز تھا
وہی تو حق نواز تھا، وہی تو حق نواز تھا

CamScanner

گلشنِ دیں کا باغباں

راشد عباسی، ٹوبہ ٹیک سنگھ

چلا گیا حق نواز جھنگوی وہ مردِ آہن عجب جواں تھا
خطیب ویسا نہ اب کہیں ہے خطیب ایسا کبھی کہاں تھا

وہ ظلمتِ شب میں ایک تارا تھا! ایک قندیلِ ضوفشاں تھا
وہ تیغ براں تھا، ماہِ تاباں تھا، ایک خورشید درخشاں تھا

حقیقتوں کی دلیل تھا وہ، صداقتوں کا وکیل تھا وہ
عزیمتوں کا امیر تھا وہ، خطابتوں کا وہ حکمراں تھا

شہیدِ حق ہے، نویدِ حق تھا، وہ عزم اسلاف کا سبق تھا
تمام ملت کے دل کی دھڑکن تھا، اہلِ سُنّت کا ترجماں تھا

وہ اہلِ باطل کے سر پہ بجلی، ہزار طوفاں میں خود بھی طوفاں
وہ تیز دھاروں میں حق شعاروں کی کشتیٔ دیں کا بادباں تھا

وہ کاروانوں کا ساریاں تھا، وہ ایک سالارِ کارواں تھا
کہ کاروانِ خیر و ہدایت اس کے دم سے رواں دواں تھا

وہ مثل بلبل چہک رہا تھا، وہ پھول تھا جو مہک رہا تھا
نظر میں گلچیں تمام اس کے وہ گلشنِ دیں کا باغباں تھا

وہ رافضیت پہ برسوں برسا، وہ بجلی بن کے انہی پہ کڑکا
قلوبِ باطل میں اب بھی دھڑکا، گرج میں اس کی عجب سماں تھا

وہ لرزاں پارہ تھا اس جہاں میں، وہ ایک تارا تھا آسماں میں
وہ روشنیوں کی کہکشاں تھا، وہ راشدؔ اپنا تو سائباں تھا

ہم کو جو جھنگوی سے محبت ہے، یہ اس کا حق ہے

رحیم صدیقی، جھنگ

ایک اک آیتِ قرآں سے محبت کرنا
جان پر کھیل کر اظہارِ صداقت کرنا
جھنگ والے نے بتایا ہے بزبانِ جرأت
زندگی کیا ہے، تمنائے شہادت کرنا

اُس نے جو لفظ سرِ سینۂ صحرا لکھا
مٹ سکے گا نہ ہواؤں سے کچھ ایسا لکھا
اس نے ایماں کی چمکتی ہوئی پیشانی پر
خون سے اپنے، صحابہؓ کا قصیدہ لکھا

وہ تھا باطل کے گریباں کو پکڑنے والا
جنگ سچائی کی وہ للکار کے لڑنے والا
اہلِ تدبیر تھے حیراں آخر ہے یہ کون؟
ان کی چالوں کو شکنجے میں جکڑنے والا

اُس کے اعجازِ خطابت کا نرالا انداز
اس کا اعجاز، ہر اِک دِل پہ اُترتی آواز
سحر انگیز تھا اسلوبِ تکلم اس کا
اس کے لہجے میں بڑا سوز تھا سوز میں آواز

وہ جیا دین کی شوکت کا مبلغ بن کر
وہ جیا حکم شریعت کا مبلغ بن کر
وہ جیا ختمِ نبوت کا مبلغ بن کر
ہر صحابیؓ کی صداقت کا مبلغ بن کر

اس نے صدیقؓ کی عظمت سے محبت کی ہے
اس نے فاروقؓ کی عزت سے محبت کی ہے
اس نے عثمانؓ کی عفت سے محبت کی ہے
اس نے حیدرؓ کی شجاعت سے محبت کی ہے

ہم کو جو جھنگوی سے محبت ہے، یہ اس کا حق ہے
حق تو یہ ہے کہ کچھ اس سے بھی زیادہ حق ہے

دشمنِ اصحابؓ سے ہر آن ٹکراتا رہا

(لیاقت فاروقی)

عظمت اصحابؓ کا پرچم وہ لہراتا رہا
ظلمتوں میں نغمۂ مہر و وفا گاتا رہا

تم کو زندہ ہے اگر رہنا تو مرنا سیکھ لو
زندگی بھر زندگی کا راز سمجھاتا رہا

دین اصحابؓ پیامبرؐ کے بنا کامل نہیں
اس جہاں میں حق کا یہ پیغام پہنچاتا رہا

قوت کردار سے ہر مصلحت کو روند کر
دشمنِ اصحابؓ سے ہر آن ٹکراتا رہا

رفض کی سب سازشوں کو کر گیا وہ بے نقاب
حق پرستوں کو وہ حق کی راہ دکھلاتا رہا

جامۂ شیعت کو اس نے کردیا ہے تار تار
رفض کے ہر کفر کی دیوار وہ ڈھاتا رہا

ساتھ جو اس کے چلا شوق شہادت پا گیا
دل میں لیاقت موت کا جو خوف تھا جاتا رہا

CS CamScanner

ہم سپاہِ صحابہؓ بنا کے جیئے

(لیاقت فاروقی)

ہم جیئے تو کچھ ایسی ادا سے جیئے
ظلمتوں میں بھی شمعیں جلا کے جیئے

حق کی راہوں پہ چل کے دکھاتے رہے
حق پرستوں کو رستہ دکھا کے جیئے

ظلم سہتے رہے قتل ہوتے رہے
دشمنوں سے نگاہیں ملا کے جیئے

اپنا کردار مشعل بنا کے گئے
آخری خون کا قطرہ بہا کے جیئے

تھے حصولِ مقاصد میں اتنے مگن
پاس تھا جو بھی اپنے لٹا کے جیئے

ہم دفاعِ صحابہؓ کا ہیں سلسلہ
ہم سپاہِ صحابہؓ بنا کے جیئے

کفر کی سازشیں رفض کی کوششیں
خاک میں ہم سبھی کو ملا کے جیئے

سات پردوں کے اندر چھپے کفر کو
ہم اٹھا کر دکھا کر مٹا کر جیئے

جو بھی رستے میں دیوار حائل ہوئی
اپنے ہاتھوں سے اس کو گرا کے جیئے

ہم تو لیاقتؔ صحابہؓ کے ہیں جانثار
خون سے دیپ حق کے جلا کے جیئے

آندھیوں میں بھی وہ جگمگاتا رہا

شاعر انقلاب ملک شہادت علی طاہر، جھنگ

ظلم سہتا رہا دُکھ اُٹھاتا رہا
آندھیوں میں بھی وہ جگمگاتا رہا

حق کی خاطر وہ لڑتا رہا عمر بھر
وہ گرجتا رہا کفر کے سینوں پر

شیعہ مسلم نہیں وہ بتاتا رہا
ظلم سہتا رہا دُکھ اُٹھاتا رہا

وہ جبر کے مقابل بپھرتا گیا
اُس کو جتنا دبایا، اُبھرتا گیا

کفر کی وہ دیواریں ہلاتا رہا
ظلم سہتا رہا دُکھ اُٹھاتا رہا

اُس کو حبشیؓ کی مانند گھسیٹا گیا
اُس کو بیڑیاں پہنا کے پیٹا گیا

زخم کھا کے بھی وُہ مسکراتا رہا
ظلم سہتا رہا دُکھ اُٹھاتا رہا

اُس پہ جھوٹے مقدمے بنائے گئے
اُس کو پیغامِ اجل کے سنائے گئے

کتنا بے خوف تھا، دندناتا رہا
ظلم سہتا رہا دُکھ اُٹھاتا رہا

وہ بتاتا رہا کہ میرے دیس میں
کفر پھرتا ہے اسلام کے بھیس میں

وہ دلائل کے انبار لاتا رہا
ظلم سہتا رہا دُکھ اُٹھاتا رہا

وُہ اُٹھا تو زمیں آسماں رو پڑے
بچّے بوڑھے روئے نوجواں رو پڑے

ماؤں بہنوں کو بھی وہ رُلاتا رہا
ظلم سہتا رہا دُکھ اُٹھاتا رہا

اُس کی تحریک پہ ہم بھی مرجائیں گے
اُس کے پرچم کو دُنیا میں لہرائیں گے

اُس کے پابند ہیں، جو سکھاتا رہا
ظلم سہتا رہا دُکھ اُٹھاتا رہا

منبر کا ناز

مولانا جمیل الرحمٰن اجملؔ عباسی، بہاولپور

دوری نہیں گوارا اب، حق نواز جھنگوی!
آؤ کہ منتظر ہیں سب، حق نواز جھنگوی

باطل ٹھٹھر رہا تھا، ظالم لرز رہا تھا
کھولے ہیں جب بھی تم نے لب، حق نواز جھنگوی!

ظلم وستم کی بارش، ہاتھوں میں ہتھکڑی، پر
حق بات سے رکے ہیں کب، حق نواز جھنگوی؟

کوئی کبھی کہیں بھی، طوفان اٹھتے دیکھا
شدت سے یاد آئے تب، حق نواز جھنگوی

سُنّی خوشی سے جھومے، بوکھلائی رافضیت
اسٹیج پر ہیں آئے جب، حق نواز جھنگوی

ابنِ سبا کی نسلیں، پھر سر اٹھا رہی ہیں
اِک اور بھیج دے یا رب! حق نواز جھنگوی

CamScanner

دیوانہ ساز تھے تم، منبر کا ناز تھے تم
پھر سے وہ آدکھاؤ ڈھب،حق نواز جھنگوی

طرزِ سُخن عجب تھا، انداز دلنشیں تھا
ویسی ادا کسی میں کب، حق نواز جھنگوی

آؤ کہ دَجل کی پھر، تاریک رات چھائی
پھر توڑ دو فسونِ شب، حق نواز جھنگوی

اصحابؓ کے لئے تن ،من دھن فدا ہے میرا
ٹھہرا ترا یہی مذہب حق نواز جھنگوی

باب ہشتم

امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر

پریس کا خراجِ عقیدت

○

عزم راسخ ہو تو پھر خوفِ سفر کیا معنی؟
ہوتی ہے گر راہ میں شام تو ہو جانے دو

○

چراغِ زندگی ہوگا فروزاں ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصلِ بہاراں ہم نہیں ہوں گے

ہمارے بعد ہی رنگ لائے گا خونِ شہیداں
یہی سرخی بنے گی زیبِ عنواں ہم نہیں ہوں گے

CS CamScanner

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی مظلومانہ وسفاکانہ شہادت پر پورا عالم اسلام غمگین ہوا۔ پاکستانی اخبارات و جرائد نے اظہارِ افسوس کیا، مضامین اور اداریئے تحریر کئے۔ ملکی وغیر ملکی الیکٹرانک میڈیا پر مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ موضوعِ سخن بنے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور مشن کے حوالے سے تبصرے نشر ہوتے رہے۔ ذیل میں چند اخبارات و رسائل سے منتخب کردہ اقتباسات نذرِ قارئین ہیں۔

﴿مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کا دھارا بدل دیا﴾

قدرت کی کرشمہ سازی دیکھئے "لکل فرعون موسیٰ" کے مصداق جھنگ ہی کے ایک متوسط گھرانے سے رافضیت کے فرعونوں کے لئے مقابلے میں مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کر دیا گیا، جنہوں نے اپنی جرأت، ہمت، قابلیت اور گھن گرج سے شیعہ ایوانوں میں تہلکہ مچا دیا۔ موصوف نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے تاریخ کا دھارا بدل دیا اور شیعہ قیادت کو ہر میدان میں شکست دے کر ان کے کفر و نفاق کو ان کی کتابوں سے نکال کر سٹیج اور عوام کی عدالت میں پیش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

(ماہنامہ بینات کراچی، اپریل ۱۹۹۰ء)

﴿رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانباز اور سراپا نیاز کا قتل﴾

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا قتل ایک سچے، مخلص، صاحب عزیمت، صاحب دِل، غیرت منداور حق گو عالم دین کا قتل ہے۔ جس پر عرشِ الٰہی رویا، گنبد خضریٰ کے مکینوں کے دِل دکھی ہوئے۔ جنت البقیع میں شور وغوغا برپا ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم و صحابیات رضی اللہ عنہن اور اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواحِ مقدسہ بھی جہاں کہیں ہیں، غم کے مارے تڑپ اُٹھی ہوں گی۔ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کا قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانباز اور سراپا نیاز کا قتل ہے۔ حریت پرداز کا قتل ہے۔ ایک عاشق پاکباز کا قتل ہے۔ شمع ایمانی کے سوز و گداز کا قتل ہے۔

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور، مارچ ۱۹۹۰ء)

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے پُرخلوص جذبات رکھنے والا

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے ان (مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ) کے پُرخلوص جذبے سے انکار نہیں کیا جا سکتا...... ملک کے کچھ دہشت گردوں نے ان کو ہٹ لسٹ پر رکھا ہوا تھا۔ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں اس کی بُو سونگھ لی تھی اور اپنے مختلف خطبوں میں انہوں نے اس کا اظہار بھی کر دیا تھا۔ ان دہشت گردوں کی پشت پر غیر ملکی سازش کے اندیشے کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ (ماہنامہ البلاغ کراچی، رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ)

کفر کے اصلی چہرے بے نقاب کرنے والا

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے عوامی سطح پر اہلِ تشیع کے خلاف ایک مہم شروع کی اور انجمن سپاہِ صحابہ رضی اللہ عنہ کے محاذ سے اس ملک کی مساجد اور بازاروں میں ان کے اصلی چہرے بے نقاب کرنے کی سعی کی، جو اسلام کے پردے کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں۔ خطابت کے پُر اثر اسلوب نے ان کی آواز کو پاکستان کے ہر ہر گوشے تک پہنچا دیا تھا اور اس کے اثرات لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔ (ماہنامہ اشراق لاہور، اپریل ۱۹۹۰ء)

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشنِ خاص

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ ایک خاص مشن لے کر اُٹھے تھے اور پورے ملک میں اس حوالے سے ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ نوجوانی کے عالم میں انہوں نے بڑی تیزی کے ساتھ پیش رفت کی تھی...... جھنگ کا ضلع شیعہ جاگیرداروں کی جاگیر ہے۔ کوئی شاذ ہی سُنّی وہاں زمیندار ہوگا۔ ورنہ سب کے سب جاگیردار شیعہ ہیں۔ اگرچہ وہاں کے عوام کی اکثریت سُنّیوں پر مشتمل ہے۔ لیکن جاگیرداروں کی شہہ پر وہاں کے شیعوں کو اتنی جرأت ہوتی ہے کہ سب سے بڑھ کر اور کھلم کھلا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا جھنگ میں ہوتا ہے۔ ظاہر بات ہے جہاں اس طرح کا عمل ہوگا، وہاں اس کا ردِ عمل بھی اتنا ہی شدید ہوگا۔

(ذ[illegible] - [illegible]مد کا خطبہ جمعہ، امیر [illegible]یت: از مولانا محمد الیاس بالاکوٹی، بحوالہ میثاق لاہور، اپریل ۱۹۹۰ء)

مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے میدان کے مشاق و ماہر شاہسوار

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کو جس قدر المناک قرار دیا جائے، اتنا ہی کم ہے..... مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے میدان کے مشاق و ماہر شاہسوار تھے۔

(ماہنامہ ترجمان السنۃ لاہور، مارچ واپریل ۱۹۹۰ء)

باطل ان سے ہر وقت لرزاں رہتا تھا

مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کی دشمنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے تھی، ان کی دشمنی ان افراد سے تھی، جو اسلام کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرتے تھے...... باطل ان سے ہر وقت لرزاں رہتا تھا۔ حکومت ان سے خوف کھاتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن ان کے سائے سے بھی ڈرتے تھے۔

(اقراء ڈائجسٹ کراچی، مارچ ۱۹۹۰ء)

اسلامی شرافت و محبت کا پیکر

شیر اسلام مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی داستانِ حیات جہد و عمل، عزم و ہمت، استقلال و پامردی، شرافت و دیانت، صدق و خلوص، اصول پرستی و راست روی، سیاسی بصیرت اور توکل علی اللہ کی آئینہ دار تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ملک کے صرف عظیم خطیب ہی نہیں، بلکہ وسیع النظر، روشن خیال، عالم دین، حق گو، نڈر مجاہد، صاحب فراست، سیاسی راہنما اور اسلامی شرافت و محبت کا ایسا پیکر تھے، جنہیں دینی اور سیاسی حلقوں میں یکساں مقبولیت حاصل تھی۔

(ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی، مارچ ۱۹۹۰ء)

مذہبی و تبلیغی خدمات

جواں سال عالم دین مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتبہ فکر کے مقبول عالم دین تھے اور ان کی مذہبی و تبلیغی خدمات سے پورا پنجاب آگاہ ہے۔ افسوس اس امر کا ہے کہ پولیس اور انتظامیہ نے مولانا کے بروقت انتباہ کے باوجود ان کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں کیا اور ایسی مقبول و محترم شخصیت سے اہل علاقہ محروم ہو گئے۔

(روزنامہ نوائے وقت، ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

CamScanner

باب نہم

عقیدتیں

(سپاہِ صحابہؓ کے رہنماؤں سے وقتاً فوقتاً جو انٹرویوز میں نے کئے اور ماہنامہ ''خلافت راشدہ'' فیصل آباد کی زینت بنے، اس وقت جو دستیاب تھے، ان میں سے چند اقتباسات پیشِ قارئین ہیں..... محمد اقبال سحر)

مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ نے پیشوائی کا حق ادا کر دیا

(علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ، سرپرست اعلیٰ سپاہِ صحابہؓ پاکستان)

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت اور ان کے کام نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا ہوا تھا۔ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کام لیا ہے۔ اپنے کام کے وہ یقیناً امام تھے۔ اپنے فن میں، اپنے کام میں یقیناً انہوں نے پیشوائی کا حق ادا کیا ہے۔

(انٹرویو سے اقتباس، ماہنامہ خلافت راشدہ، ستمبر ۲۰۰۳ء)

☆..........☆

مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی پوری ہوئی

(مولانا محمد احمد لدھیانوی، صدر اہلسنت والجماعت)

نواز شریف کے دور میں اُس وقت کے جسٹس سجاد علی شاہ صاحب کے سامنے ساڑھے چار گھنٹے علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ نے کھل کر مؤقف پیش کیا تو اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس موقع پر اس نے کہا:

''واقعتاً یہ تو اسلام اور کفر کی لڑائی ہے۔ میں اس مسئلہ کے حل کے لئے ایک ٹریبونل تشکیل دوں گا، بغیر کسی وقفہ کے اس کی سماعت کروں گا اور اس کا فیصلہ کروں گا۔''

اس کے یہ الفاظ سن کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی اور تقویت ملی۔ امیر عزیمت مولانا حق

نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔" ایک دن عدالت بولے گی، ایک دن جج بولے گا۔" جب جسٹس سجاد علی شاہ نے ہمیں یقین دلایا تو ہم نے کہا الحمدللہ! مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ پورے ہو گئے ہیں۔

(انٹرویو سے اقتباس: ماہنامہ خلافت راشدہ، مارچ ۲۰۰۴ء)

☆..........☆

ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں

(حکیم محمد ابراہیم قاسمی، سابق ایم پی اے، پشاور)

حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے حوالے سے جو کردار ادا کیا ہے، ایسا کردار ادا کرنے والے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ وہ بہت عظیم قائد تھے۔ انہوں نے ہمیں جینے مرنے کا گُر سکھایا۔ مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ اگر تنظیم نہ بناتے تو یقیناً پھر ایسا ہوتا کہ پاکستان میں بھی ایرانی انقلاب برپا ہوتا۔ کیونکہ سپاہِ صحابہؓ کے وجود سے پہلے شیعوں نے لانگ مارچ کیا اور محرم الحرام کی دو چھٹیاں منظور کروائیں۔ پھر زکوٰۃ سے اپنے آپ کو مستثنیٰ قرار دیا۔ پھر تیسری مرتبہ لانگ مارچ کیا گیا کہ پاکستان میں فقہ جعفریہ کا نفاذ ہو، اگر سپاہِ صحابہؓ کا وجود نہ ہوتا تو شاید یہ بھی ہو جاتا۔ مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کا اس قوم اور اس ملک پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو قربان کر دیا لیکن اس ملک میں شیعہ انقلاب کو نہ آنے دیا، بلکہ شیعیت کو زیر کر کے رکھ دیا۔

(انٹرویو سے اقتباس: ماہنامہ خلافت راشدہ، جون ۲۰۰۴ء)

☆..........☆

حق وصداقت کے امین

(مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، راولپنڈی)

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں ہمیں حق وصداقت کا حقیقی مادہ نظر آیا۔ ہم سمجھتے تھے کہ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ جو بول رہے ہیں، دِل سے بول رہے ہیں اور جو

کہہ رہے ہیں، وہ کر کے دکھانے والی شخصیت ہے۔ میں نے مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ پایا ہے اور ان کے ساتھ سفر بھی کئے ہیں۔

(انٹرویو سے اقتباس: ماہنامہ خلافت راشدہ، نومبر ۲۰۰۲ء)

☆..........☆

جماعت کی بنیادوں میں خون شامل ہے

(مولانا محمد یحییٰ عباسی، جتوئی)

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مختلف جگہوں پر میں نے پانچ سات تقریریں کی ہیں۔ میں ان سے بے حد متاثر تھا۔ وہ جماعت کے بانی تھے اور جماعت کی بنیادوں میں اُن کا خون شامل ہے۔ (انٹرویو سے اقتباس: ماہنامہ خلافت راشدہ، جون ۲۰۰۳ء)

☆..........☆

کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا

(انجنیئر الیاس زبیر شہید رحمۃ اللہ علیہ، کراچی)

میں یہ بات دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ یقیناً ایسا شخص کوئی نہ ہوگا جو مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کی کیسٹ سن لے اور متاثر نہ ہو۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے دو دفعہ ملاقات ہوئی۔ پہلی ملاقات ہوئی تو ہم اتنے زیادہ واقف نہ تھے۔ مولانا اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ متاثر تھے، کیونکہ وہ ہمارے قریب تھے۔ اِن دنوں مولانا اعظم طارق صاحب دیوانوں کی طرح کام کررہے تھے، نہ بچوں کا خیال تھا نہ کسی اور چیز کا! مولانا کے ذریعہ ہی ہمیں پتہ چلا کہ اورنگی میں کہیں پروگرام ہے اور مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد حضرت دوبارہ تشریف لائے۔ بابری مسجد کا ایشو چل رہا تھا۔ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں جمعہ پڑھایا، جو اُس وقت زیر تعمیر تھی۔ ہم نے مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں کفن پوش جلوس نکالا اور سہراب گوٹھ تک گئے۔

(انٹرویو سے اقتباس: ماہنامہ خلافت راشدہ، دسمبر ۲۰۰۳ء)

CamScanner

حق گوئی و بے باکی

(مولانا عبدالغفور ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ، کراچی)

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کی علمی تحقیق، منفرد انداز خطابت، اخلاص وللّٰہیت، عاجزی وانکساری، مہمان نوازی اور اپنے موقف پر استقامت جیسی صفات سے میں بے حد متاثر ہوا اور مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ سے گہری عقیدت ومحبت پیدا ہوگئی...... مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنی حق گوئی و بے باکی کی وجہ سے اکثر پس دیوارِ زنداں ہوتے اور پیچھے ان کی رہائی کے لئے کوئی جماعت نہیں تھی، جھنگ کے عوام اپنے طور پر کوشش کر کے ان کی رہائی کو ممکن بناتے۔ جب مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے 1985ء میں سپاہِ صحابہؓ پاکستان کی بنیاد رکھی تو یوں محسوس ہوا جیسے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے دِل کی آرزو پوری کردی ہو۔

(انٹرویو سے اقتباس: ماہنامہ خلافت راشدہ، اپریل ۲۰۰۴ء)

☆..........☆

تاثیرِ مسیحائی

(ڈاکٹر منظور احمد شاکر، پتوکی)

1987ء میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ میانوالی جیل میں گرفتار تھے۔ سپاہِ صحابہؓ کی طرف سے ان کی رہائی کے لئے تحریک عروج پر تھی۔ مختلف شہروں میں اُن کی رہائی کے لئے پوسٹر تقسیم ہوئے۔ میرا ایک دوست مجھے ایک پوسٹر کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ ''یہ مولانا حق نواز جھنگوی صاحب ہیں، جنہوں نے شیعوں کو نتھ ڈالی ہوئی ہے۔'' یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا۔ جیسے جیسے رہائی کی تحریک زوروں پر جارہی تھی، میری ہمدردیاں سپاہِ صحابہؓ کے ساتھ بڑھتی جارہی تھیں۔ انہی دِنوں رائے ونڈ میں تبلیغی اجتماع ہوا۔ اجتماع کے موقع پر میں نے ایک سٹال سے مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف تقریروں پر مبنی تین کیسٹیں خریدیں۔ میں نے اُن کی تقریریں سنیں تو دِل میں اُترتی چلی گئیں اور میرا دِل گواہی دینے لگا کہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ جو کہہ رہے ہیں، وہ حق وصداقت پر مبنی ہے۔''

(انٹرویو سے اقتباس: ماہنامہ خلافت راشدہ، مئی ۲۰۰۴ء)

CS CamScanner

باب دھم

کارواں ایسا کہ میرِ کارواں لُٹتے رہے

○

جانے کتنے حسین پھولوں کا
روز ہوتا ہے قتلِ عام یہاں

CamScanner

کارواں ایسا کہ میرِ کارواں لُٹتے رہے

حافظ محمد اقبال سحرؔ

یہ میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ میں پرائمری کر چکا تھا اور اس وقت درجہ حفظ کا طالب علم تھا۔ ان دنوں مجھے ایک آڈیو کیسٹ سننے کا موقع ملا۔ نظموں پر مشتمل یہ آڈیو کیسٹ مشہور نعت خواں جناب شہادت علی طاہر جھنگوی کی آواز میں تھی۔ اس کیسٹ میں سبھی نظمیں خوب تھیں لیکن یہ نظم میں اکثر سنتا رہتا:

هم مدحِ صحابہؓ کی اِک دھوم مچادیں گے
یہ جذبۂ ایمانی، عالم کو دکھادیں گے

انہی دِنوں میں نے، اُبھرتے ہوئے، اپنی نوعیت کے منفرد اور انوکھے طرز کے مقرر وخطیب کا نام سنا، وہ نام تھا مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا، لوگ اُنہیں جرأت و بہادری کی وجہ سے ''شیر اسلام'' اور ''امیر عزیمت'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ واقعی وہ شخص شیروں کی طرح گرجتا اور بلا خوف وخطر اپنا مؤقف بیان کر دیتا تھا۔ لوگ دیوانہ وار اُن کے جلسوں میں شریک ہوتے اور اُن کے مشن کی بھرپور تائید کرتے۔

میں اپنی کم سنی، طالب علمی اور تعلیمی ادارے کے نظم کے سبب شیر اسلام کی جھلک تو نہ دیکھ سکا، البتہ ان کی زندگی میں اُن کے تازہ بیانات آڈیو کیسٹ کی صورت میں ضرور سنتا رہتا تھا۔

میں نے سپاہِ صحابہ کو پروان چڑھتے، مشکل گھاٹیوں کو حوصلوں کے ساتھ عبور کرتے اور اپنے مشن پر نوکمپرو مائز کا نعرہ بلند کرتے دیکھا۔ مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے وقت جماعت کی عمر محض پانچ سال تھی، میں حیران رہ جاتا کہ اتنے کم ۔۔۔

جماعت کو ملک بھر میں اس قدر پذیرائی کیوں اور کیسے ملی؟ اس کا جواب مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مدلل اور پُر مغز تقاریر پر مشتمل کیسٹوں کی صورت میں میرے سامنے ہوتا تھا۔

1979ء کا ایرانی انقلاب، اس انقلاب کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی صورت حال، اس انقلاب کے داعیوں کے خطرناک پوشیدہ و اعلانیہ عزائم، یہ سب کچھ واقعتاً اس بات کا شدت سے متقاضی تھا کہ اپنی بساط کے مطابق میدانِ کارزار میں اُتر کر عملی طور پر سدباب کیا جائے۔ اس مقصد کے پیشِ نظر مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دن رات وقف کر دیئے، یہ محض شعلہ نوائی نہ تھی اور نہ ہی روایتی خطیبوں کی طرح اپنی تقریر کے ذریعے واہ واہ کی داد کے خواہاں تھے۔ یہ شخص تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے بے چین تھا اور یہی اس کی زندگی کا مقصد تھا۔ حکومتی پابندیوں، ضلع بندیوں، اپنوں کے طعنوں اور اغیار کی چالوں اور سازشوں کو خاطر میں لائے بغیر یہ شخص اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھا۔ اُس کا یقین تھا کہ جو رات قبر میں آنے والی ہے، وہ آ کر رہے گی۔ زندگی و موت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس شخص کی آواز پر لبیک کہنے والا طبقہ محض عام لوگوں پر مشتمل نہ تھا۔ بلکہ ڈاکٹرز، انجینئرز، پروفیسرز، ٹیچرز، سٹوڈنٹس، وکلاء، تاجر، حتّٰی کہ حساس اداروں میں کام کرنے والے لوگوں نے بھی اس آواز پر (جس کو اس دور میں، میں صورِ اسرافیل کہتا ہوں) کان دھرا اور ان کے دُکھ اور کرب کی تہہ تک پہنچے۔ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ شخص واقعی اپنے مشن اور مؤقف میں سچا ہے اور اس کے لئے سب کچھ لٹانے کے لئے تیار ہے، لہٰذا اس کا ساتھ دیا جانا ضروری ہے۔

میں آج سوچتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ کیسے کیسے ہیرے، کیسے کیسے جوانِ رعنا مشنِ حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خاطر اپنی جان پر کھیل گئے۔ یہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص کی واضح مثال ہے کہ مولانا ایثار الحق قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شعیب ندیم رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (اسلام آباد)، مولانا محمد اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ، علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ جیسی نابغہ روزگار شخصیات، جن کی اپنی ایک پہچان تھی، معاشرے میں ایک مقام تھا، یہ لوگ بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور دیکھتے ہی

دیکھتے وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے، اس مشن کو عام کرنے اور دنیا بھر میں اس پیغام کو پہنچانے کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

جماعت کے ابتدائی پانچ سال انتہائی کٹھن تھے۔ مگر یہ حقیقت تھی کہ ان پانچ سالوں میں بانی جماعت نے سوئی ہوئی سُنّی قوم کو بیدار کر دیا تھا۔ جماعت کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور سنی عوام کی بیداری دشمن سے برداشت نہ ہوئی اور بانی جماعت کو اُن کے گھر کی دہلیز پر تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے جرم میں 22 فروری 1990ء کی شام کو شہید کر دیا۔ یہ ایک صدمہ تھا کہ پوری سنی قوم تڑپ اُٹھی۔ مولانا کی شہادت ایک بڑا سانحہ تھی۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ:

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مؤمن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد جماعتی پرچم مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تھاما اور پاکستان کے طول وعرض سمیت دنیا کے بہت سے ممالک میں اس مشن کو عام کرنے کے لئے ہمہ وقت مصروفِ عمل نظر آئے۔ آپ نے مشن کو عام کرنے کے لئے مختلف فورم تشکیل دیئے، جس میں سٹوڈنٹس، وکلاء، ٹیچرز اور تاجر برادری کو کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے قلم کے ذریعہ بھی مشن حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کو دوام بخشا۔ ان دنوں علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ جماعت کے سرپرستِ اعلیٰ جبکہ مولانا ایثار الحق قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نائب سرپرست کے عہدے پر فائز تھے۔ دونوں مذکورہ شخصیات اپنی تقاریر کے ذریعے تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی ضرورت و اہمیت سے سنی عوام کو آگاہ کر رہے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ دشمن کے مکروہ عزائم بھی قوم کے سامنے لا رہے تھے۔ بلاشبہ یہ دونوں شخصیات اپنے زمانہ میں بے مثال و یادگار کام کر گئیں۔

مولانا ایثار الحق القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے گلی کوچوں سے لے کر بڑے بڑے شہروں میں گرجتے، برستے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے بخیے اُدھیڑتے دیکھا اور سنا تھا۔ یہ شخص جب ایم این اے بن کر قومی اسمبلی میں پہنچا تو اس کی ہیبت اور ایمانی رعب و

دبدبہ سے ایران کانپنے لگا۔ یہ محض جذباتی باتیں نہیں، میں نے ان دنوں ایرانی ریڈیو پہ چیختے اور ماتم کرتے سنا۔ پھر یوں ہوا کہ 10 جنوری 1991 کو جھنگ میں مولانا ایثار الحق قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کو گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون O دشمن اپنے تئیں علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ اور ایثار الحق قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی راہ سے ہٹا کر مطمئن تھا مگر اُسے کب خبر تھی کہ علامہ شعیب ندیم، مولانا محمد اعظم طارق اور علامہ علی شیر حیدری جیسے ہیرے اس جماعت کی باگ ڈور تھامنے والے ہیں۔

بقول حافظ محمد الطاف منہاسؔ شہید:

کارواں ایسا کہ میرِ کارواں لُٹتے رہے
قیدی بنے، مقتل گئے، دے دے کے سر کٹتے رہے

نوچا گیا نوخیز پھولوں کو چمن میں بار بار!
ہاں مگر ہر گُل کے بدلے گُل پہ گُل کھلتے رہے

بانی سے جرنیل تک، تاریخِ نَو لکھوا گئے
نہ جھکے شاہوں کے آگے، شاہ مگر جھکتے رہے

کیسے لکھا میں ہی جانوں درد کا عنواں منہاسؔ
لفظ تھے چھُپتے رہے، قلب و جگر جلتے رہے

یہ حقیقت ہے کہ تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی خاطر بہت سے لوگوں کو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا اور سینکڑوں افراد کو جرمِ حق نوازی میں پابندِ سلاسل ہونا پڑا۔ درجنوں افراد جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کر دیئے گئے تو بہت سے اب بھی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ لیکن مشن سے وابستہ افراد کی دلچسپیاں کم ہوئیں اور نہ ہی اپنے مؤقف سے ایک انچ پیچھے سرکے۔

جرنیل سپاہِ صحابہؓ مولانا ایثار الحق قاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ مولانا محمد اعظم طارق نے سنبھال لی اور یوں تحفظ ناموسِ صحابہؓ کا پرچم بلند ہوتا رہا۔ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی

شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مل کر سنی عوام کو وہ شعور بخشا کہ اس پر سدا ناز رہے گا۔ یہ جوڑی دشمن کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتی رہی۔ عیار دشمن نے ایک چال کے ذریعے پہلے قائدین سپاہِ صحابہؓ (علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محمد اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ) کو ایک جعلی مقدمے میں پھنسوایا اور پھر 14 ماہ کی طویل اسیری کے بعد لاہور سیشن کورٹ کے احاطہ میں 18 جنوری 1997ء کو بم دھماکہ کے ذریعے ان پر حملہ کیا، جس میں مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، شہید جبکہ مولانا محمد اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ شدید زخمی ہو گئے۔ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد، اُن کے منصب پر سپاہِ صحابہؓ کی مرکزی مجلس شوریٰ و عاملہ نے علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ کو فائز کر دیا۔ اس طرح آپ جماعت کے سرپرستِ اعلیٰ قرار پائے تو جبلِ استقامت مولانا محمد اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ جماعت کے مرکزی صدر!

شہداء کی فہرست میں ایک نمایاں نام علامہ شعیب ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے، جو ملک بھر میں تربیتی کنونشنز اور جلسوں کے ذریعے تحریک سے وابستہ افراد کو منظم کرتے رہے اور کانفرنسوں میں اپنے علم کے موتی بکھیرتے رہے۔ انہوں نے یہ بات باور کرائی کہ متحد ہو کر ہی عظمتِ صحابہؓ کو آئینی تحفظ دیا جا سکتا ہے۔ بالآخر وہ لمحہ بھی آن پہنچا کہ جھنگوی و ایثار اور فاروقی کی طرح یہ شخص بھی 13 ستمبر 1998ء کو اسلام آباد سے مری جاتے ہوئے اپنے تین ساتھیوں (مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی، ڈرائیور ثناء اللہ، گن مین محمد رضوان الزمان) سمیت شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گیا۔ ابھی یہ زخم تازہ ہی تھے کہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد کے مہتمم اور ایک عظیم رہنما مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو 17 اکتوبر 1998ء کو اسلام آباد میں شہید کر دیا گیا۔ تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی پاداش میں شہادتوں اور گرفتاریوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہ 28 فروری 2001ء تھا کہ جب بانی جماعت کے ہم نام، سنی عوام کے ہیرو، غازی حق نواز رحمۃ اللہ علیہ کو میانوالی جیل میں تختہ دار پر چڑھا کر ابدی نیند سلا دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○

جھنگوی، ایثار، فاروقی و شعیب اور دیگر بہت سے افراد کی شہادت کے بعد جبلِ

مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح نئے عزم کے ساتھ کفر کو للکارا اور ان کے تقیہ زدہ چہرے سے نقاب اُتار کر اُن کو سرِ عام رُسوا کیا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس مردِ قلندر نے جماعت کا سربراہ ہونے کے ناطے جس انداز میں مجاہدانہ کام کیا، لوگ ''اعظم طارق نام ہی کافی ہے'' کہتے ہوئے سنائی دیئے۔ اس شخص کا زیادہ تر وقت جیلوں، عقوبت خانوں اور حکومتی ٹارچر سیلوں میں گزرا، گولیوں اور بموں کا سامنا کرتے ہوئے بیتا۔ کیا ہی عجیب شخص تھا کہ ہر مشکل گھڑی اور امتحان سے سرخرو ہو کر نکلا۔ قومی اسمبلی میں پہنچا تو اکیلا ہی سب پہ بھاری تھا۔ میڈیا میں اُن کی گفتگو کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔ اُن کی زندگی اس شعر کی مصداق تھی:

یہ سچ ہے کہ اِک عمر گزاری سرِ مقتل
ہم کون سے لمحے میں سرِ دار نہیں تھے

جب یہ شخص بھی اپنے حصے کا کام کر چکا اور عہدِ وفا نبھا چکا تو دارِ فنا سے دار البقاء کی طرف بلاوا آ گیا۔ آخر کار 6 اکتوبر 2003ء کی سہ پہر گولڑہ موڑ ٹول پلازہ اسلام آباد کی دہلیز پر اپنے چار جاں نثار ساتھیوں (قاری ضیاء الرحمٰن عرف دانیال، محمد عثمان، ممتاز فوجی اور ڈرائیور اصغر بیلا) سمیت خلعتِ شہادت پہن کر جنت کے راہی ہو گئے۔

مولانا اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد، اُن کی جگہ باہمی مشاورت سے مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کو منتخب کر لیا گیا اور حضرت علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ بدستور جماعت کے سرپرستِ اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہے۔ علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح اپنے مناظرانہ اور علمی انداز میں مشن تحفظ ناموس صحابہؓ کے لئے اَن تھک محنت کی، زمانہ معترف ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے صحابہ کرامؓ کا دشمن قطعاً ٹھہرنے کی جسارت نہیں کر سکتا تھا۔ آپ نے اندرون ملک کے علاوہ انگلینڈ، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب وغیرہ میں جلسوں اور سیمینارز کے ذریعے تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لئے آواز بلند کی۔ جماعت کی روحِ رواں یہ عظیم شخصیت بھی آخر کار اپنے پیش رووں کی طرح 16 اور سترہ اگست 2009ء کی درمیانی شب دشمن کی سازش کا شکار ہو گئی۔ آپ گوٹھ ابڑو (سندھ) سے دستارِ

فضیلت کانفرنس سے خطاب کے بعد جامعہ حیدریہ خیر پور آرہے تھے کہ گھات میں بیٹھے ہوئے دشمنوں نے آپ پر اچانک حملہ کردیا، جس میں آپ اپنے ایک ہم سفر معروف و مشہور نعت خواں امتیاز احمد پھلپوٹو سمیت موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○ جبکہ اس موقع پر جوابی کارروائی میں ایک حملہ آور عشاق علی جا گیرانی ہلاک ہو گیا۔

شہدائے ناموسِ صحابہؓ کی ایک طویل فہرست ہے، جو اُن کی جرأت واستقلال کی روشن مثال ہے۔ خلعتِ شہادت پہننے والوں میں قاری ساجد رحمۃ اللہ علیہ، غفار رحمۃ اللہ علیہ، سمیع اللہ جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ، سید صادق حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر مولانا اظہار الحق جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ، ڈاکٹر ہارون قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، انجینئر الیاس زبیر رحمۃ اللہ علیہ، قاری شفیق الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالغفور ندیم رحمۃ اللہ علیہ جیسے نام بھی موجود ہیں، جن میں سے ہر ایک کی زندگی ضخیم کتاب کی متقاضی ہے۔ یہ چند نام میں نے ذکر کئے ہیں ورنہ جرأت وہمت کی یہ ایک طویل داستان ہے۔

آؤ پھر عہدِ سلف کی داستان تازہ کریں
قوم کے دل میں احساسِ جواں تازہ کریں

شہدائے ناموسِ صحابہؓ، کراچی ڈویژن

تحفظِ ناموسِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خاطر جان کی قربانی پیش کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سپاہیوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ آمدہ سطور میں صرف پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی کے اُن شہداء کی فہرست نذرِ قارئین ہے، جن کے اسماء دستیاب ہو سکے۔

صرف کراچی کے شہداء سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے مشنِ حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کا پرچم بلند کرنے والے سپاہیوں کا راستہ روکنے کے لئے کس قدر سفاکی و درندگی کا مظاہرہ کیا اور اب تک کر رہے ہیں۔ ایک افسوس ناک پہلو یہ بھی ہے کہ اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والی مملکتِ خداداد پاکستان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفعت و عظمت بیان کرنے اور یارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے عزائم خاک میں ملانے کے جرم میں (لفظ ''جرم'' اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ دین اسلام کا نام لینا اور اس کی تبلیغ کرنا جرم تصور کیا جاتا ہے) کچھ جان نثار ایسے بھی ہیں، جنہیں تختہ دار تک جانا پڑا اور بہت سے ایسے بھی ہیں جنہیں جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کر دیا گیا۔ کراچی میں آئے روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سپاہیوں کو خاک و خون میں نہلا دیا جاتا ہے مگر حکومتِ وقت ٹس سے مَس نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے کانوں میں جُوں تک رینگتی ہے۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ اربابِ اقتدار و اختیار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سپاہیوں کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں یا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کا آلۂ کار بن چکے ہیں۔

کراچی کے احباب سے گزارش ہے، جن شہداء کے اسمائے مبارکہ دی گئی فہرست میں موجود نہیں، آپ کے علم میں ہوں تو مولانا دلفراز معاویہ صاحب کو نوٹ کروا دیں، یہ آپ کا احسانِ عظیم ہوگا، ان کا موبائل فون نمبر یہ ہے: 0302 2572977

وطنِ عزیز پاکستان کے دیگر شہداء کے متعلق جن احباب کے پاس معلومات ہوں، وہ بھی از راہِ کرم راقم الحروف (حافظ محمد اقبال سحر) کو اس موبائل فون 0300 6922781 پر مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

شہدائے ناموسِ صحابہؓ کراچی ڈویژن کے اسمائے مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:۔

﴿2012 جنوری﴾

تاریخ شہادت	ضلع	مقام شہادت	نام	شمار
11.1.2012	ملیر	نمائش چورنگی	مقبول الرحمان تنولی ایڈووکیٹ شہید رحمۃ اللہ علیہ	۱
24.1.2012	ساؤتھ	سٹی کورٹ	محمد علی عرف (ماما) شہید رحمۃ اللہ علیہ	۲
24.1.2012	ساؤتھ	سٹی کورٹ	نعمان میمن شہید رحمۃ اللہ علیہ	۳

﴿2012 فروری﴾

13.2.2012	سینٹرل	شفیق موڑ	قاری محمد جلال شہید	۴
13.2.2012	سینٹرل	شفیق موڑ	قاری عرفان بابر شہید رحمۃ اللہ علیہ	۵
13.2.2012	سینٹرل	ناظم آباد	بھائی عتیق شہید رحمۃ اللہ علیہ	۶
13.2.2012	سینٹرل	ناظم آباد	بھائی شبیر شہید رحمۃ اللہ علیہ	۷

﴿2011 مارچ﴾

5.3.2011	سینٹرل	نیو کراچی	مولانا احمد مدنی شہید رحمۃ اللہ علیہ	۸
5.3.2011	سینٹرل	نیو کراچی	مولانا ابوبکر مدنی شہید رحمۃ اللہ علیہ	۹
3.3.2011	ملیر	ماڈل کالونی	قاری سعید عالم شہید رحمۃ اللہ علیہ	۱۰

﴿2011 اپریل﴾

22.4.2011	ملیر	ملیر ۱۵	ندیم بابو ایڈووکیٹ شہید رحمۃ اللہ علیہ	۱۱
28.4.2011	ملیر	محمود آباد	محمد کامران شہید رحمۃ اللہ علیہ	۱۲
3.4.2011	سینٹرل	لیاقت آباد	زبیر شہید رحمۃ اللہ علیہ	۱۳
3.4.2011	سینٹرل	لیاقت آباد	ابوخثیم شہید رحمۃ اللہ علیہ	۱۴

CamScanner

﴿مئی 2011﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۱۵	مفتی مسعود الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ	مجاہد کالونی	سینٹرل	5.5.2011

﴿جون 2011﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۱۶	فیصل شہید رحمۃ اللہ علیہ	گودھرا	سینٹرل	30.6.2011
۱۷	کاشف الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ کراچی	سینٹرل	27.6.2011
۱۸	سرفراز شہید رحمۃ اللہ علیہ	گودھرا	سینٹرل	3.6.2011

﴿جولائی 2011﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۱۹	ساجد شہید رحمۃ اللہ علیہ	گولیمار	سینٹرل	13.7.2011
۲۰	خان بھائی شہید رحمۃ اللہ علیہ	پہاڑ گنج	سینٹرل	13.7.2011
۲۱	جنید ایڈووکیٹ شہید رحمۃ اللہ علیہ	انچولی	سینٹرل	27.7.2011
۲۲	عقیل شہید رحمۃ اللہ علیہ	گولیمار	سینٹرل	19.7.2011
۲۳	حفیظ شہید رحمۃ اللہ علیہ	گولیمار	سینٹرل	18.7.2011
۲۴	ساجد صدیقی شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	18.7.2011
۲۵	نذر الاسلام شہید رحمۃ اللہ علیہ	شاہ فیصل	ملیر	1.7.2011

﴿اگست 2011﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۲۶	محمد شاہد شہید رحمۃ اللہ علیہ	اورنگی ۱۴ نمبر	ویسٹ	14.8.2011

﴿اکتوبر 2011﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۲۷	مولانا محمد امین شہید رحمۃ اللہ علیہ	نورس چورنگی	ویسٹ	5.10.2011
۲۸	شہزاد شہید رحمۃ اللہ علیہ	مجاہد کالونی	سینٹرل	24.10.2011
۲۹	حشمت عمر شہید رحمۃ اللہ علیہ	شاہ فیصل کالونی	ملیر	28.10.2011
۳۰	انجینئر عبدالجبار شہید رحمۃ اللہ علیہ	جوہر موڑ	ملیر	13.10.2011

CS CamScanner

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۳۱	کامران میمن شہید رحمۃ اللہ علیہ	نمائش چورنگی	ساؤتھ	27.10.2011
۳۲	غلام رسول شہید رحمۃ اللہ علیہ	شیر شاہ	ویسٹ	2011......

2010 اپریل

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۳۳	علامہ عبدالغفور ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ	انو بھائی پارک	سینٹرل	14.4.2010
۳۴	معاویہ ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ	انو بھائی پارک	سینٹرل	13.4.2010
۳۵	نثار شہید رحمۃ اللہ علیہ	گودھرا	سینٹرل	31.4.2010
۳۶	بھائی منظور خان شہید رحمۃ اللہ علیہ	ڈالمیاں	شرقی	16.4.2010
۳۷	اطہر جدون شہید رحمۃ اللہ علیہ	دارالعلوم کراچی	ملیر	22.4.2010

2010 جون

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۳۸	محمود الحسن شہید رحمۃ اللہ علیہ	گول مارکیٹ	سینٹرل	11.6.2010
۳۹	شہزاد شہید رحمۃ اللہ علیہ	گولیمار	سینٹرل	4.6.2010
۴۰	محمد ابراھیم (مانا) شہید رحمۃ اللہ علیہ	موسمیات	شرقی	14.6.2010
۴۱	عبدالعزیز شہید رحمۃ اللہ علیہ	محمدی کالونی	ساؤتھ	3.6.2010

2010 جولائی

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۴۲	فرقان سعید شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	24.7.2010
۴۳	ظفر سعید شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	24.7.2010
۴۴	حافظ محمد طیب شہید رحمۃ اللہ علیہ	اُورنگی ٹاؤن	ویسٹ	19.7.2010

2010 ستمبر

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۴۵	نعمان شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	19.9.2010
۴۶	نبیل شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	19.9.2010
۴۷	انصار شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	19.9.2010
۴۸	غیاث الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	صدر	شرقی	6.9.2010

CamScanner

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۴۹	مولانا احسان اللہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ	نمائش چورنگی	شرقی	8.9.2010
۵۰	عمر شہید رحمۃ اللہ علیہ	ڈالمیاں	شرقی	9.9.2010
۵۱	یاسر شہید رحمۃ اللہ علیہ	شاہ فیصل کالونی	ملیر	9.9.2010
۵۲	ریحان شہید رحمۃ اللہ علیہ	شاہ فیصل کالونی	ملیر	5.9.2010
۵۳	لالہ مشتاق شہید رحمۃ اللہ علیہ	منظور کالونی	ساؤتھ	7.9.2010

اکتوبر 2010

۵۴	قاری اسلم تبسم شہید رحمۃ اللہ علیہ	سرجانی ٹاؤن	سینٹرل	2.10.2010

نومبر 2010

۵۵	عبدالرحمن بندھانی شہید رحمۃ اللہ علیہ	بندھانی کالونی	سینٹرل	28.11.2010
۵۶	ابوطاہر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ	کورنگی ٹاؤن	ملیر	20.11.2010
۵۷	اخلاق شہید رحمۃ اللہ علیہ	رنچھوڑ لائین	ملیر	13.11.2010

دسمبر 2010

۵۸	شعیب شہید رحمۃ اللہ علیہ	گودھرا	سینٹرل	27.12.2010

جنوری 2009

۵۹	جمال شہید رحمۃ اللہ علیہ	موسیٰ کالونی	سینٹرل	2.1.2009

مئی 2009

۶۰	حافظ مظہر حسین ایڈووکیٹ شہید رحمۃ اللہ علیہ	سٹی کورٹ	ملیر	15.5.2009
۶۱	علاؤالدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	لائنز ایریا	شرقی	24.5.2009
۶۲	قاری امان اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلشن اقبال	شرقی	26.5.2009
۶۳	دریا خان شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلشن اقبال	شرقی	26.5.2009
۶۴	انور علی عرف مراد شہید رحمۃ اللہ علیہ	ماڈل ٹاؤن	ملیر	6.5.2009

CamScanner

﴿2009 جولائی﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۶۵	حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ شہید رحمۃ اللہ علیہ	ماڈل کالونی	ملیر	15.7.2009
۶۶	ناصر شہید رحمۃ اللہ علیہ	ماڈل کالونی	ملیر	15.7.2009
۶۷	مدثر قریشی شہید رحمۃ اللہ علیہ	ملیر ۱۵	ملیر	26.9.2009

﴿2009 نومبر﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۶۸	قاری شفیق الرحمن علوی شہید رحمۃ اللہ علیہ	تین ہٹی	شرقی	20.11.2009
۶۹	انجینئر الیاس زبیر شہید رحمۃ اللہ علیہ	تین ہٹی	شرقی	1.11.2009

﴿2008﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۷۰	اظہار الحق ربانی شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناظم آباد	سینٹرل	16.2.2008
۷۱	غلام محمد سنی شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	1.11.2008

﴿2007﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۷۲	بختیار خان شہید رحمۃ اللہ علیہ	پی آئی بی کالونی	ویسٹ	28.7.2007
۷۳	عابد حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ	قیوم آباد	ملیر	19.5.2007

﴿2005﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۷۴	محمد عقیل الرحمن شہید رحمۃ اللہ علیہ	طارق روڈ	ساؤتھ	30.1.2005
۷۵	ڈاکٹر ہارون قاسمی ایڈووکیٹ شہید رحمۃ اللہ علیہ	طارق روڈ	ساؤتھ	4.1.2005
۷۶	نسیم اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	شاہ فیصل کالونی	ملیر	30.1.2005
۷۷	داعی قرآن مفتی عتیق الرحمن شہید رحمۃ اللہ علیہ	برنس روڈ	ویسٹ	23.6.2005

﴿2004﴾

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۷۸	نعمت اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	سلطان آباد	ساؤتھ	9.9.2004

CamScanner

2000

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۷۹	وقاص پیرزادہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	قیوم آباد	ملیر	1.6.2000

1999

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۸۰	ریاض محمد شہید رحمۃ اللہ علیہ	بفرزون	سینٹرل	1.10.1999
۸۱	جاوید اقبال شہید رحمۃ اللہ علیہ	بفرزون	سینٹرل	1.10.1999
۸۲	حبیب الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ	بفرزون	سینٹرل	1.10.1999
۸۳	محمد رمضان شہید رحمۃ اللہ علیہ	بفرزون	سینٹرل	1.10.1999

1998

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۸۴	الیاس صدیقی شہید رحمۃ اللہ علیہ	بفرزون	سینٹرل	22.8.1998

1997

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۸۵	قاری محمد شہید رحمۃ اللہ علیہ	پاپوش نگر	ویسٹ	13.8.1997

1996

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۸۶	قاری محمد ابراہیم شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ کراچی	سینٹرل	16.12.1996
۸۷	عمران صدیقی شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	16.12.1996
۸۸	قاری امان الحق شہید رحمۃ اللہ علیہ	بفرزون	سینٹرل	16.5.1996
۸۹	امیر خان شہید رحمۃ اللہ علیہ	نیو کراچی	سینٹرل	....
۹۰	عبدالستار شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	
۹۱	محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ	کورنگی ٹاؤن	ملیر	20.8.1996
۹۲	مولانا عبدالستار قاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۹۳	عبدالشکور شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۹۴	قاری موسیٰ شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996

CS CamScanner

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۹۵	حافظ یحییٰ شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۹۶	شاہد علی شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۹۷	عبدالکبیر شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۹۸	زاہد صدیقی شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۹۹	محمد یاسین شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۱۰۰	محمد آصف شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۱۰۱	محمد اکرم شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۱۰۲	عبدالرقیب شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۱۰۳	عمر زیب شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ویسٹ	14.8.1996
۱۰۴	مولوی عبدالناصر شہید رحمۃ اللہ علیہ	رسالہ تھانہ	سینٹرل	4.3.1996
۱۰۵	مولوی عبدالمالک شہید رحمۃ اللہ علیہ	رسالہ تھانہ	سینٹرل	4.3.1996
۱۰۶	محمد آصف شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1995
۱۰۷	خواجہ مشتاق شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1995
۱۰۸	محمد ارشد شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1995
۱۰۹	محمد اسحاق شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1995
۱۱۰	عابد شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1995
۱۱۱	عبیداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1995
۱۱۲	عبدالقیوم شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1995
۱۱۳	مجاہد شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1995
۱۱۴	ناصر شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1995
۱۱۵	ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ ناظم آباد	سینٹرل	1995
۱۱۶	آصف اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ ناظم آباد	سینٹرل	1995

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۱۱۷	عبدالصمد شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ ناظم آباد	سینٹرل	1995
۱۱۸	اختر حسین صدیقی شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ ناظم آباد	سینٹرل	1995

1994

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۱۱۹	حاجی نوید اقبال شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناظم آباد	سینٹرل	27.7.1994
۱۲۰	عبدالستار شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	14.8.1994
۱۲۱	صلاح الدین حرم شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	14.8.1994
۱۲۲	راشد مسعود شہید رحمۃ اللہ علیہ	دستگیر	سینٹرل	31.8.1994
۱۲۳	فصیح الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ	مسلم ٹاؤن	سینٹرل	1.9.1994
۱۲۴	اعجاز اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	انچولی	سینٹرل	8.8.1994
۱۲۵	آصف حسن عثمانی شہید رحمۃ اللہ علیہ	نیو کراچی	سینٹرل	12.9.1994
۱۲۶	غلام جاوید شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناظم آباد	سینٹرل	4.4.1994
۱۲۷	قاری فیض اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	نصیر آباد	سینٹرل	16.9.1994
۱۲۸	مشتاق احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ	جوہر آباد	سینٹرل	16.9.1994
۱۲۹	اسد اللہ ٹیپو شہید رحمۃ اللہ علیہ	جوہر آباد	سینٹرل	16.9.1994
۱۳۰	غلام واحد شہید رحمۃ اللہ علیہ	دارالافتاء ناظم آباد	سینٹرل	13.4.1994
۱۳۱	محمد زاہد شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ کراچی	سینٹرل	14.1.1994
۱۳۲	ذکاء اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ کراچی	سینٹرل	14.1.1994
۱۳۳	عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ کراچی	سینٹرل	14.1.1994
۱۳۴	سراج الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	نیو کراچی	سینٹرل	27.1.1994
۱۳۵	آقا بھائی شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناظم آباد	سینٹرل	27.1.1994
۱۳۶	عبدالشکور شہید رحمۃ اللہ علیہ	مدنی مسجد عائشہ منزل	سینٹرل	12.1.1994
۱۳۷	رفیق احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ	مدنی مسجد عائشہ منزل	سینٹرل	12.1.1994

CamScanner

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۱۳۸	احسان اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	مدنی مسجد عائشہ منزل	سینٹرل	12.1.1994
۱۳۹	عزیز الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ	مدنی مسجد عائشہ منزل	سینٹرل	12.1.1994
۱۴۰	محمد عثمان شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلبہار	سینٹرل	23.7.1994
۱۴۱	ڈاکٹر حافظ محمد حسن شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلبہار	سینٹرل	26.7.1994
۱۴۲	تسنیم باری شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلبہار	سینٹرل	26.7.1994
۱۴۳	محمد یاسر شہید رحمۃ اللہ علیہ	اجمیر نگری	سینٹرل	18.10.1994
۱۴۴	محمد مشتاق شہید رحمۃ اللہ علیہ	اجمیر نگری	سینٹرل	18.10.1994
۱۴۵	محمد شفیق شہید رحمۃ اللہ علیہ	آدم ٹاؤن	سینٹرل	16.1.1994
۱۴۶	محمد نسیم شہید رحمۃ اللہ علیہ	آدم ٹاؤن	سینٹرل	16.1.1994
۱۴۷	مولانا عبدالحکیم سواتی شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ایسٹ	7.12.1994
۱۴۸	محمد عیسیٰ شہید رحمۃ اللہ علیہ	جمشید روڈ	ایسٹ	7.12.1994
۱۴۹	قاری سعید الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ	اکبر مسجد شارع قائدین	ایسٹ	7.12.1994
۱۵۰	ڈاکٹر انعام الٰہی شہید رحمۃ اللہ علیہ	اکبر مسجد شارع قائدین	ایسٹ	7.12.1994
۱۵۱	عبدالحکیم شہید رحمۃ اللہ علیہ	اکبر مسجد شارع قائدین	ایسٹ	7.12.1994
۱۵۲	سید اوصاف علی شہید رحمۃ اللہ علیہ	اکبر مسجد شارع قائدین	ایسٹ	7.12.1994
۱۵۳	شوکت علی شہید رحمۃ اللہ علیہ	اکبر مسجد شارع قائدین	ایسٹ	7.12.1994
۱۵۴	رشید الحسن شہید رحمۃ اللہ علیہ	اکبر مسجد شارع قائدین	ایسٹ	7.12.1994
۱۵۵	اعجاز احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ	اکبر مسجد شارع قائدین	ایسٹ	7.12.1994
۱۵۶	عبید الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ	اکبر مسجد شارع قائدین	ایسٹ	7.12.1994
۱۵۷	خمیر خان شہید رحمۃ اللہ علیہ	اکبر مسجد شارع قائدین	ایسٹ	7.12.1994
۱۵۸	نور الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	جامعہ رحمانیہ	ایسٹ	16.12.1994
۱۵۹	محمد یونس شہید رحمۃ اللہ علیہ	جامعہ رحمانیہ	ایسٹ	16.12.1994

CS CamScanner

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۱۶۰	عبدالحمید شہید رحمۃ اللہ علیہ	جامعہ رحمانیہ	ایسٹ	16.12.1994
۱۶۱	طارق زیدی شہید رحمۃ اللہ علیہ	نمائش چورنگی	ایسٹ	1.11.1994
۱۶۲	حافظ عبدالماجد شہید رحمۃ اللہ علیہ	کھارادر	ساؤتھ	22.1.1994
۱۶۳	شاہد سعید شہید رحمۃ اللہ علیہ	صدر	ساؤتھ	6.6.1994
۱۶۴	عبدالباری شہید رحمۃ اللہ علیہ	سولجر بازار	ساؤتھ	6.6.1994
۱۶۵	ارشد محمود شہید رحمۃ اللہ علیہ	سولجر بازار	ساؤتھ	8.7.1994
۱۶۶	محمد فاروق شہید رحمۃ اللہ علیہ	سولجر بازار	ساؤتھ	13.10.1994
۱۶۷	محمد افضل شہید رحمۃ اللہ علیہ	جعفر طیاری	ملیر	16.6.1994
۱۶۸	عبدالمنان شہید رحمۃ اللہ علیہ	جعفر طیاری	ملیر	16.6.1994
۱۶۹	حبیب اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	جعفر طیاری	ملیر	17.6.1994
۱۷۰	محمد صابر شہید رحمۃ اللہ علیہ	کورنگی ٹاؤن	ملیر	20.9.1994
۱۷۱	محمد اشرف شہید رحمۃ اللہ علیہ	قصبہ کالونی	ویسٹ	15.5.1994
۱۷۲	محمد ممتاز شہید رحمۃ اللہ علیہ	اورنگی ٹاؤن	ویسٹ	16.8.1994
۱۷۳	محمد اقبال شہید رحمۃ اللہ علیہ	قصبہ کالونی	ویسٹ	18.8.1994
۱۷۴	محمد حنیف شہید رحمۃ اللہ علیہ	شیر شاہ	ویسٹ	24.8.1994
۱۷۵	شیر علی شہید رحمۃ اللہ علیہ	قصبہ کالونی	ویسٹ	23.7.1994
۱۷۶	اقبال شہید رحمۃ اللہ علیہ	شیر شاہ	ویسٹ	18.8.1994
۱۷۷	قاری مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ	اقبال ہندرہ	ویسٹ	19.1.1994
۱۷۸	عبدالمنان شہید رحمۃ اللہ علیہ	بار	ویسٹ	17.6.1994
۱۷۹	مولانا شاہد شہید رحمۃ اللہ علیہ	....	ویسٹ	1994
۱۸۰	پروفیسر توفیق لاکھانی شہید رحمۃ اللہ علیہ	قمر روڈ	ویسٹ	16.9.1994
۱۸۱	قاری عبدالغفور شہید رحمۃ اللہ علیہ	نیو کراچی	سینٹرل	22.1.1994

CamScanner

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۱۸۲	سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ	نیو کراچی	سینٹرل	1.7.1994
		﴾1993﴿		
۱۸۳	قاری شمس الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ کراچی	سینٹرل	17.9.1993
۱۸۴	حافظ محمد خالد شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ کراچی	سینٹرل	17.9.1993
		﴾1992﴿		
۱۸۵	شاہد قریشی شہید رحمۃ اللہ علیہ	ناگن چورنگی	سینٹرل	5.6.1992
۱۸۶	مولانا نصیر الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	کھارادر	ساؤتھ	3.6.1992
۱۸۷	محمد اختر شہید رحمۃ اللہ علیہ	کھارادر	ساؤتھ	3.6.1992
		﴾1991﴿		
۱۸۸	حاجی غلام فرید شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	3.1.1991
		﴾1990﴿		
۱۸۹	محمد عارف شہید رحمۃ اللہ علیہ	بنت اکمل مسجد	ایسٹ	24.2.1990
۱۹۰	راشد شہید رحمۃ اللہ علیہ	حسن اسکوئیر	ایسٹ	4.7.1990
۱۹۱	قاری عارف شہید رحمۃ اللہ علیہ	بنت اکمل مسجد	ایسٹ	19.2.1990
۱۹۲	محمد شفیع شہید رحمۃ اللہ علیہ	لوردن	ایسٹ	31.9.1990
۱۹۳	مولوی فقیر اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	سرجانی ٹاؤن	سینٹرل	15.5.1990
۱۹۴	محمد اشرف شہید رحمۃ اللہ علیہ	اورنگی ٹاؤن	ویسٹ	15.5.1990
۱۹۵	محمد ہارون شہید رحمۃ اللہ علیہ	اورنگی ٹاؤن	ویسٹ	6.1.1990
۱۹۶	عبدالمجید شہید رحمۃ اللہ علیہ	سولجر بازار	ایسٹ	9.2.1990
۱۹۷	عثمان شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلشن اقبال	ایسٹ	4.1.1990
۱۹۸	عبدالوکیل شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلشن اقبال	ایسٹ	4.1.1990
۱۹۹	محمد شریف شہید رحمۃ اللہ علیہ	سینٹرل جیل	ایسٹ	4.1.1990

CamScanner

شمار	نام	مقام شہادت	ضلع	تاریخ شہادت
۲۰۰	ارشد شہید رحمۃ اللہ علیہ	اورنگی ٹاؤن	ویسٹ	4.1.1990
۲۰۱	عبدالرزاق شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلشن اقبال	ایسٹ	21.2.1990
۲۰۲	سید فرقان شہید رحمۃ اللہ علیہ	اجمیر نگری	ایسٹ	19.1.1990
۲۰۳	دین امین بن یامین شہید رحمۃ اللہ علیہ	بابون چاندی چوک	سینٹرل	3.3.1990
۲۰۴	سکندر شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلبہار	سینٹرل	10.10.1990
۲۰۵	طلعت شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلبہار	سینٹرل	10.10.1990
۲۰۶	وجاہت شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلبہار	سینٹرل	10.10.1990
۲۰۷	نیاز شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلبہار	سینٹرل	10.10.1990
۲۰۸	عثمان شہید رحمۃ اللہ علیہ	گلبہار	سینٹرل	10.10.1990
۲۰۹	حسن جمال شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1990
۲۱۰	محمد عمران شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1990
۲۱۱	غلام رسول شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1990
۲۱۲	عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1990
۲۱۳	محسن شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1990
۲۱۴	مشہد اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	لیاقت آباد	سینٹرل	5.2.1990
۲۱۵	حسن شہید رحمۃ اللہ علیہ	نیو کراچی	سینٹرل	5.2.1990
۲۱۶	عاقل شہید رحمۃ اللہ علیہ	نیو کراچی	سینٹرل	5.2.1990
۲۱۷	قاری اللہ وسایا شہید رحمۃ اللہ علیہ	بفرزون	سینٹرل	18.1.1990
۲۱۸	عبدالحفیظ شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ ناظم آباد	سینٹرل	19.1.1990
۲۱۹	عبدالقاسم شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ ناظم آباد	سینٹرل	20.1.1990
۲۲۰	ضیاء الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	نارتھ ناظم آباد	سینٹرل	17.1.1990
۲۲۱	عزیز احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ	نیو کراچی	سینٹرل	18.1.1990
۲۲۲	محمد شفیق شہید رحمۃ اللہ علیہ	کورنگی کراسنگ	ملیر	6.1.1990

CS CamScanner

کتابیات

قرآن مجید: منزل من اللہ تعالیٰ علی محمد ﷺ

سنن ابوداؤد: ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: علی بن محمد ابوالحسن نورالدین ملا علی قاری

کنز العمال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان

المستدرک: ابوعبداللہ الحاکم نیشاپوری

مجموعۃ الفتاویٰ: مولانا عبدالحئ فرنگی محلی

لمعات البقیع (عربی) عبدالحق محدث دہلوی

مرقاۃ الصعود: علامہ جلال الدین سیوطی

شیعیت تاریخ وافکار: پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی ایم اے، اشاعت اوّل ۲۰۰۱ء

امیر عزیمت: مولانا محمد الیاس بالاکوٹی۔ طبع چہارم ۲۰۱۰ء، طبع پنجم ۲۰۱۱ء

ماہنامہ بینات، کراچی

ماہنامہ البلاغ، کراچی

ماہنامہ اشراق، لاہور

ماہنامہ خلافت راشدہ، فیصل آباد

ماہنامہ ترجمان السنۃ، لاہور

اقراء ڈائجسٹ، لاہور

ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی

روزنامہ نوائے وقت، لاہور

CamScanner

مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ قومی اسمبلی میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے

بانی سپاہِ صحابہؓ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی جنگ قومی اسمبلی میں لڑنا چاہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لیا اور قریباً 40000 ووٹ لے کر اپنے مشن کو تقویت پہنچائی بعد ازاں جھنگ کے اسی حلقہ سے مولانا ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ (ایم این اے) منتخب ہوئے اور قومی اسمبلی میں بھرپور اپنے مؤقف کی ترجمانی کی

علامہ شعیب ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ (ڈپٹی سیکرٹری سپاہِ صحابہؓ پاکستان)
ہری پور ہزارہ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے

مولانا ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ
یوم شہادت: 10 جنوری 1991ء
(نائب سرپرست اعلیٰ سپاہِ صحابہؓ پاکستان، ایم این اے جھنگ)

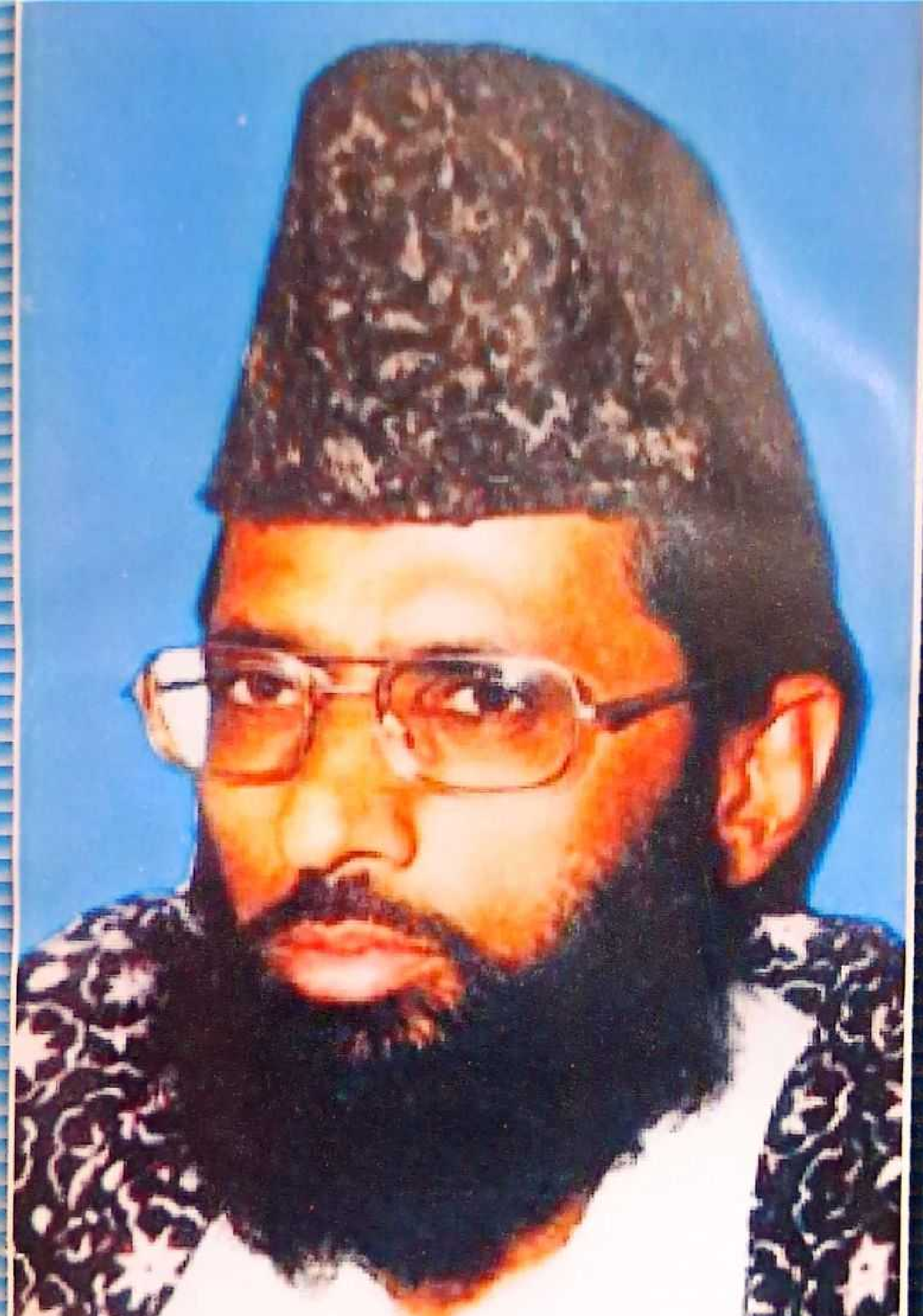

بانی سپاہ صحابہؓ، امام سنّی انقلاب، شہید ناموسِ صحابہؓ، مجدد العصر، شیرِ اسلام
امیرِ عزیمت حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ

"حق نواز ہے زندگی" بانی سپاہ صحابہ پاکستان، وکیلِ صحابہؓ واہل بیتؓ، امیرِ عزیمت، حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح و افکار پر تاریخی و تحقیقی دستاویز کا نام ہے۔ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے وطن عزیز میں نہایت جرأت و بے باکی کے ساتھ قرآن و سُنّت کے فروغ، خلافتِ راشدہؓ کے احیاء، تحفظ ناموسِ صحابہؓ اور ردِّ قدح صحابہؓ کے لئے آواز بلند کی اور مصائب و آلام، جبر و تشدد، ظلم و ستم کی پروا نہ کرتے ہوئے میانوالی، ڈیرہ غازیخان، ملتان، فیصل آباد اور لاہور کی جیلوں میں طویل عرصہ تک قیدِ تنہائی کے پُرخطر لمحات گزارے اور جرأت و بسالت کے ساتھ اظہارِ حق و صداقت کیا۔ اپنے 15 سالہ دورِ خطابت میں سینکڑوں مقدمات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ملتِ اسلامیہ کی خوابیدہ روحوں کو بیدار کر کے حیاتِ جاوِدانی کا درس دینے والے عظیم قائد کے 22 ویں یومِ شہادت پر پیش کیا جانے والا یہ مجموعہ وطنِ عزیز کے نامور ادیب، نقاد، انشاء پرداز، صحافی و شاعر، حافظ محمد اقبال سحر کے رشحاتِ قلم کا عظیم شاہکار ہے۔ اس مجموعہ میں امیرِ عزیمت کے مشن و موقف اور نصب العین کی خوب خوب ترجمانی کی گئی ہے۔ "حق نواز ہے زندگی" کی اشاعت پر حافظ محمد اقبال سحر مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ان کی جہدِ مسلسل اور سعی جمیلہ کا حاصل آج مشن جھنگوی کے علمبرداروں کے ہاتھوں میں ہے۔

؎ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

مولانا **محمد ندیم قاسمی**

(ایم اے اُردو، اسلامیات۔ مصنف کتب کثیرہ)

19 فروری 2012ء

CS CamScanner

برادرِ عزیز حافظ محمد اقبال سحر نے ایک بار پھر قائدِ محترم، امام سُنی انقلاب، امیرِ عزیمت، حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے 22 ویں یومِ شہادت پر 10 ابواب اور 272 صفحات پر مشتمل کتاب "حق نواز ہے زندگی" ہمارے سپرد کر دی ہے۔ یہ ایک طرف جواں جرأتوں کے پیکر، عزیمتوں کے شہنشاہ اور توکل و خودداری کے بحرِ بیکراں کو خراجِ عقیدت ہے، تو دوسری طرف ہم سب کے لئے ایک یاددہانی، ایک پیغام اور ایک دستک ہے کہ تم لوگ یاد رکھنا! دنیا کی بے راہ روی اور عالمِ نفسا نفسی میں کہیں بھول نہ جانا بلکہ زندگی کے جس شعبہ سے تمہارا تعلق ہو، عمر کے جس حصے میں ہو اور ملک کے جس علاقہ اور زبان سے تعلق رکھتے ہو، یاد رکھنا کہ زندگی صرف اور صرف حق نواز ہے اور بغیر حق نواز کے موت ہے۔

کتاب میں اس مردِ قلندر کی زندگی کے جن گوشوں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے، اس سے ہم سب یقیناً مستفید ہوں گے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ اس کتاب کا ایک ایک صفحہ، ہر صفحے کا ایک ایک حرف اور ہر حرف کا ایک ایک نقطہ دراصل امیرِ عزیمت کی پاکیزہ روح کے سامنے ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑا آج 22 سال بعد جہاں خراجِ عقیدت پیش کر رہا ہے، وہاں یہ عہد بھی کہ اِن شاء اللہ 22 سو سال بعد بھی یہ قائد ہمیں نہیں بھولے گا۔ نہ مرشد بھولے گا اور نہ مرشد کا دیا ہوا سبق! کیونکہ "حق نواز ہے زندگی"!

حاجی غلام شبیر منہاس

(کالم نگار، مصنف، تجزیہ کار)

19 فروری 2012ء

ناشر: دفاعِ اسلام پبلیکیشنز لاہور، کراچی، اسلام آباد

E. Mail: difa.islam@gmail.com Cell: 0346 7907599

CamScanner

ALHAIDRI MEDIA CELL

الحیدری

الحیدری میڈیا سیل

CS CamScanner